ضروری معلومات

ث فروغ نعت میں اشاعت کے لیے اردو فارسی اور دیگر مقامی زبانوں میں لکھی گئی معیاری، حمد و نعت اور مناقب کی پذیرائی کی جاتی ہے۔

ث نعتیہ ادب سے متعلق، تاریخی، تحقیقی اور تنقیدی مقالات کی اشاعت بھی ہمارے اولین مقاصد میں سے ہے۔علمی انداز میں لکھے گئے مستند اور باحوالہ مقالات کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

ث نعت گو شعرا اور نعت خوان حضرات کے تعارف، ان سے مکالمہ اور ان کے فن پر نقد ونظر پر مشتمل سنجیدہ اور شائستہ تحریروں کو بھی خوش آمدید کہا جاتا ہے۔

ث نعتیہ ادب سے متعلق کتابوں پر تبصرہ ہمارا ایک مستقل موضوع ہو گا،تبصرہ کے لیے کتاب کی دو کاپیاں آنا ضروری ہیں۔

ث غیر مطبوعہ تخلیقات اور تحریروں کو اہمیت دی جائے گی۔

ث ادارہ کو کسی بھی تخلیق یا تحریر کے شائع کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں مکمل اختیار حاصل ہوگا

ث قارئیں کے نقد و نظر اور آرا پر مشتمل خطوط مجلہ کو بہتر سے بہتر بنانے میں معاون ہوا کرتے ہیں۔ہمیں آپ کی آرا کا شدت سے انتظار رہے گا

ث تمام تحریریں فل سکیپ کاغذ پر ایک طرف صاف تحریر میں یا ٹائپ شدہ بذریعہ ڈاک ارسال کریں۔ایم ایس ورڈ اوران پیج فائل کی صورت میں تحریروں کی سافٹ کاپی بذریعہ ای میل ارسال کریں۔

تخلیقات اور مقالات ارسال کرنے کے لیے پتا:

دفتر فروغ نعت بالائی منزل، سادات ماربل ورکس
چھوئی روڈ اٹک شہر (پنجاب) پاکستان

ای میل ایڈریس:
faroghenaat@gmail.com
فون نمبرز:0321-5100151,03475100111,03364069899
Web: http://faroghenaat.com
بنک الفلاح اکاونٹ نمبر:55725000332781 برانچ کوڈ:5572
انٹر نیشنل بینکنگ اکاونٹ نمبر:PK25ALFH5572005000332781

[redacted] سہ ماہی فروغِ نعت اٹک

سہ ماہی فروغِ نعت اٹک

مدیر
سید شاکر القادری چشتی نظامی

معیاری نعتیہ ادب کا ترجمان سہ ماہی مجلہ

=:اراکینِ افتخاری:=
صاحبزادہ سید منظور الکونین اقدس
صاحبزادہ سید فیض الحسن ہمدانی
صاحبزادہ جمیل الدین احمد، صاحبزادہ ساجد نظامی

=:معاونین:=
سید محمد ریحان الحسن گیلانی
جنید نسیم سیٹھی

=:مجلس تحریر و مشاورت:=
ڈاکٹر ریاض مجید، فیصل آباد
ڈاکٹر عزیز احسن، کراچی
ڈاکٹر شہزاد احمد، کراچی
ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر اسلام آباد
ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد، اسلام آباد
ڈاکٹر طاہر مسعود قاضی، اٹک

=:مجلس منتظمہ:=
پروفیسر توقیر احمد، اٹک
غوث میاں، کراچی
شاعر علی شاعر، کراچی
فرخ منظور، لاہور
راجہ نعیم اختر، راول پنڈی
احمد اشفاق خان، اٹک
سید مہر حسین بخاری، اٹک
محمد شاہد الرحمن، اسلام آباد

=:سرکولیشن:=
انعام الحق لاہور: 03338774812
شعبان نظامی: 03334693170

=:زرِ تعاون:=
فی شمارہ : ۱۵۰/- روپے
سالانہ : ۴۰۰/- روپے

حروف چینی: فہد اعجاز/ سید ابوذر گیلانی پرنٹر: آفاق پرنٹنگ پریس جنگی محلہ پشاور

=:بہ اشتراک:=

پاکستان قرأت و نعت کونسل	اکادمی فروغ نعت اٹک	القلم ادارہ مطبوعات اٹک پاکستان

پتا: دفتر سہ ماہی فروغ نعت بالائی منزل سادات ماربل ورکس چھوئی روڈ اٹک شہر
faroghenaat@gmail.com
0321-5100151,03475100111,03364069899
Web: http://faroghenaat.com
بنک الفلاح اکاؤنٹ نمبر: 55725000332781 برانچ کوڈ: 5572
انٹر نیشنل بینکنگ اکاؤنٹ نمبر: PK25ALFH5572005000332781

سلکِ دُرر

حرفِ تمنا (اداریہ)	:	سید شاکر القادری چشتی نظامی	۶
حمد ربِ جلیل	:	منظر عارفی کراچی	۷
تجلیوں سے تری مستنیر و تابندہ	:	پروفیسر انور مسعود، اسلام آباد	۸
عمرؓ جلال میں گم ہے علیؑ جمال میں گم	:	ڈاکٹر عبد العزیز ساحر، اٹک	۹
جب ذاتِ پاک سرورِ دیں جلوہ گر ہوئی	:	عرش ہاشمی، اسلام آباد	۱۰
کونین میں انوارِ پیمبرؐ کی چمک ہے	:	احمد محمود الزماں، اسلام آباد	۱۱
حبیبِ ربِ غفور آئے حضور آئے حضور آئے	:	محمد عارف قادری، واہ کینٹ	۱۲
اپنے آقا کی غلامی کے سوا شان نہیں	:	ریاض ندیم نیازی، سبی بلوچستان	۱۳
عیاں ہے جلوۂ حق چارسو مدینے میں	:	سجاد حسین ساجد	۱۴
اس نور کے چراغ سے جب روشنی ملی	:	حکیم خان حکیم اٹک	۱۵
یہ الفتِ سرکارِ مدینہ کا اثر ہے	:	جنید نسیم سیٹھی	۱۶
مصروفِ ثنا میری زباں شام و سحر ہے	:	داؤد تابش، فتح جنگ	۱۷
بحرِ جود و سخا آپؐ کی ذات ہے	:	محمد شاہد الرحمٰن قادری	۱۸
دوائے دل فگاراں، نامِ احمد	:	شوکت محمود شوکت، اٹک	۱۹
نعتیہ دوہے	:	مشتاق عاجز	۲۰

شاعرات کا نعتیہ کلام

مرے حبیب تیری مدح کیا بیاں کروں	:	پروفیسر زبیدہ ذوالفقار، پشاور	۲۲
ظلمت کدے میں مطلعِ انوار ان کا نام	:	نرجس افروز زیدی، پشاور	۲۳
روبرو سرورِ کونین ہمارے ہوں گے	:	انیسہ اسلم خیال، پشاور	۲۴
ساتھ تیرا مرے کوزہ گر چاہیے	:	بشریٰ فرخ، پشاور	۲۵
دعاؤں کا ثمر ملنے لگا ہے	:	فرح اسد، پشاور	۲۶
جو دل پہ دل سے محمد کا نام لکھتے ہیں	:	سیدہ عطیہ، واہ کینٹ	۲۷

قند فارسی

من ز ہر شی عزیز تر دارم	:	طارق سلطان پوری	۲۸
فارسی نعتیہ ماہیے	:	سید شاکر القادری	۲۹

گوشۂ سلام

تاثیر ہو عطا جو مرے حرفِ خام کو	:	مشتاق عاجز، اٹک	۳۰
سیدو سردارِ فردوس بریں تجھ پر سلام	:	سجاد حسین ساجد	۳۲

گوشۂ نذرِ صابری

قطعہ تاریخ وصال	:	ارشد محمود ناشاد	۳۴
رنگ، نور اور خوشبو کا سفر	:	سید شاکر القادری چشتی نظامی	۳۵

نذر صابری کی وفات پر اہل علم کے تاثرات	:	ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد	۳۸
مکتوب کراچی	:	ڈاکٹر عزیز احسن	۴۶
نذر صابری کی نعتیں	:	نذر صابری	۴۹
واماندگیٔ شوق ایک سرسری جائزہ	:	پروفیسر سعد اللہ خان کلیم مرحوم	۶۳
نذر صابری اور واماندگیٔ شوق کی نعت	:	عظیم بھٹی مرحوم	۶۷
نذر صابری کیا ایک تازہ نعت (کمالِ فکر وفن کا شہکار)	:	ارشد محمود ناشاد	۷۵
نذر صابری کی نذر	:	ڈاکٹر شہزاد احمد کراچی	۷۸
گور پیا کوئی ہور	:	حافظ قاری محمد بدر عالم	۸۱
قرآن کریم کے مضامین نعت اور شعرا کا استفادہ (نذر صابری کی بیاض)	:	توقیر احمد ملک	۸۹
منظوم خراج عقیدت			
رومیٔ عصر کی جدائی میں	:	ارشد محمود ناشاد	۱۰۴
نذر صابری کے لیے ایک نظم	:	عبدالعزیز ساحر	۱۰۸
نذر صابری کی رحلت پر	:	نصرت بخاری	۱۱۰
مضامین نعت			
پاکستان میں نعتیں تذکرہ نگاری کی روایت	:	ڈاکٹر شہزاد احمد کراچی	۱۱۱
اخبار نعت	:	نامہ نگار (فروغ نعت)	۱۵۳
انتقاد و تاثرات	:	قارئین فروغ نعت	۱۵۶

حرفِ تمنا

نذر صابری ۱۱دسمبر ۲۰۱۳ءکو رحمت حق سے پیوست ہو گئے ۔انا للہ وانا الیہ راجعون

یکم نومبر ۱۹۲۳ءکو سرزمین اولیاء ملتان شریف میں پیدا ہونے والے غلام محمد نذر صابری کا آبائی وطن جالندھر تھا وہ امام ناصر الدین چشتی کے اس شہر خوش آثار کے نواح میں جلوہ گر رہے وہیں شیخ وقت علامہ نواب الدین رمداسیؒ سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بیعت ہوئے ۔ ۱۹۴۷ء کے قیامت خیز ہنگامے میں وہ جالندھر سے نکلے اور لاہور سے ہوتے ہوئے کیمبل پور میں آن بسے اور ۹۲ سال کی عمر میں اسی شہر میں آسودۂ خاک ہو گئے ۔وہ اٹک کے اہل قلم کی آبرو تھے،انہوں نے اپنی زندگی علم و دانش کے لیے وقف کر رکھی تھی، وہ عالم بے بدل ہونے کے ساتھ ساتھ صوفی باصفا بھی تھے ۔حقیقی معنوں میں فنافی الرسول تھے ۔دل میں عشق رسول کی شمع فروزاں کیے عمر بھر نعتیہ ادب کے فروغ کے لیے کام کرتے رہے ۔اگر میں یہ کہوں کہ سہ ماہی فروغ نعت اٹک کا اجرا اور اس کی اشاعت بھی اسی تحریک کا تسلسل ہے جو نذر صابری نے آغاز کی تھے تو بے جانہ ہوگا۔فروغ نعت کے حوالے سے وہ ایک خصوصی اشاعت کے مستحق ہیں جس میں انکی خدمات عالیہ کا بھرپور تذکرہ اور اعتراف کیا جائے ۔لیکن چونکہ ربیع الاول شریف آچکا ہے اس لیے مجلہ فوری اشاعت کا متقاضی ہے ۔سو مجلہ کی معمول کی اشاعت میں قدرے کمی کر کے ۔جناب نذر صابری کے لیے ایک گوشہ مخصوص کیا گیا ہے ۔اس گوشہ کے ذریعہ ان کے علمی ادبی کارناموں کا احاطہ تو ممکن نہیں تاہم فروغ نعت کے حوالے سے انکی خدمات کا ایک سرسری جائزہ پیش کیا جا رہا ہے ۔ان شاءاللہ کسی آئندہ کسی اشاعت میں ان کی خدمات عالیہ کا بھرپور اعتراف ہوگا۔

۔۔۔۔یہ گوشہ ایک برگ سبز ہے اور تحفۂ درویش بھی۔۔۔

موجودہ شمارے کے لیے ملک بھر سے اہل قلم نے علمی مقالے اور نعتیں ارسال کیں لیکن صفحات کی کمی کی بنا پر جو مواد موجودہ اشاعت میں شامل نہیں کیا جا سکا اسے آئندہ اشاعتوں کے لیے محفوظ کر لیا گیا ہے ۔ امید ہے اس عذرِ معقول کو قبول کیا جائے گا۔مجلہ کی اشاعت میں تعاون کے سلسلہ میں سیالکوٹ کے حاجی عبدالمجید صاحب اور دیگر معاونین کے ساتھ فروغ نعت کی پوری ٹیم کا شکریہ ادا کرنا بھی مجھ پر واجب ہے ۔المنۃ للہ ولرسولہ الکریم وصلی اللہ علیہ وآلہ والتسلیم

یکم ربیع الانوار ۱۴۳۵ ہجری   سید شاکر القادری چشتی نظامی

حمد رب جلیل

اگر چہ ہم ہیں گریزاں تری اطاعت سے
نہیں ہیں دور مگر تیری چشمِ رحمت سے
نہ احتراز ، تری ذات ہی سے ہے ہم کو
نہ اختلاف ہے تیری کسی بھی نعمت سے
ہمیں تو محفلِ عزّو شرف میں لاتا ہے
ہمیں بچاتا ہے تو کوچۂ ملامت سے
ترے جو فضل ہیں ہم پر، ترے کرم سے ہیں
تری عطائیں ہیں ہم پر ، تری عنایت سے
تو ہی تو ہے جو چلاتا ہے راہِ ایماں پر
نکالتا ہے تو ہی گمرہی کی ظلمت سے
اے میرے رب! مرے مولا ! مرا تو ایماں ہے
تو مجھ سے بڑھ کے ہے واقف،مری ضرورت سے
مرے کریم ! نہ نکلوں تری پناہ سے میں
ڈٹا رہوں میں ترے دیں پہ استقامت سے
ترے حبیبِ مکرم کا اُمتی ہوں میں
میں بال بھر نہیں باہر تری حفاظت سے
تری عطا مجھے رکھتی ہے بر سرِ منظرؔ
کرم بچاتا ہے تیرا مجھے ہلاکت سے

منظر عارفی (کراچی)

تجلیوں سے تری مستنیر و تابندہ
زمانِ ماضی و عصرِ رواں و آئندہ
جبین وقت کا جھومر ترا وجودِ مُنیر
رخِ حیات ترے نُور سے درخشندہ
ہے تیری ذاتِ مبارک میں دلکشی ایسی
قریب سے بھی حسیں ، دور سے بھی زیبندہ
جو تجھ سے ربط نہ رکھے وہ روح پژمردہ
جو تیری یاد سے غافل وہ دل نہیں زندہ
جہاں میں تجھ سے نہیں ہے عظیم تر کوئی
نظامِ عدل ومساوات کا نمائندہ
حسین تجھ سے کوئی بڑھ کے جس نے دیکھا ہو
جہاں میں ایسی نہیں کوئی چشمِ بینندہ
تمام تفرقہ پرداز فلسفے فانی
پیامِ امن ترا لازوال و پائندہ
پریدہ رنگ لُغت تری مدحتوں کے حضور
ہر ایک لفظ خجل، سرنگون و شرمندہ
زہے مقدرِ سلمانِ فارسیؓ ، انورؔ!
وہی ہے اصل میں جوئندہ اور یابندہ
(پروفیسر انور مسعود، اسلام آباد)

عمرؓ جلال میں گم ہے علیؑ جمال میں گم
اویسؓ ہجر میں گم ہے حسنؓ وصال میں گم
ترے دیار میں خوشبو طواف کرتی ہے
خیال حسن میں گم حسن کے خیال میں گم
ترے حضور ہر اک عالم سکوت میں ہے
کوئی جواب میں گم ہے کوئی سوال میں گم
بطونِ چشم میں طیبہ کے خواب رقصاں ہیں
حریمِ دل ہے ترے حسن بے مثال میں گم
خیال و خواب سے حسنِ یقین پھوٹتا ہے
کبھی میں خواب میں گم ہوں کبھی خیال میں گم

ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر،اٹک

جب ذاتِ پاک سرورِ دیں جلوہ گر ہوئی
ظلمت چھٹی تمام، نمودِ سحر ہوئی

تابع جو اس نگاہ کے میری نظر ہوئی
دشوار تر جو راہ تھی، آسان تر ہوئی

ملتی ہیں خاص خاص غلاموں کو نعمتیں
جیسےگداز قلب ہوا، چشم تر ہوئی

نعلین شاہ سے جو تعلق نظر میں تھا
طیبہ کی خاک سرمۂ اہل نظر ہوئی

سرمایۂ حیات حقیقت میں ہے وہی
ساعت جو کوئی یادِ نبی میں بسر ہوئی

یہ بارگاہِ سرورِ عالم کا فیض ہے
صدیق ہو گئی، کوئی ہستی عمر ہوئی

اپنے لیے انھوں نے تجھے خاص کر لیا
کس درجہ عرشؔ تجھ پہ کرم کی نظر ہوئی

عرش ہاشمی،اسلام آباد

کونین میں انوارِ پیمبرؐ کی چمک ہے
دندانِ مبارک کی کواکب میں دمک ہے
ہے عُود کی جاں سرورِ عالم کا پسینہ
سرکارؐ کی زُلفوں کی بہاروں میں مہک ہے
خوش رنگیٔ افلاک جو رہتی ہے نظر میں
پیشانیٔ سُلطانِ مدینہ کی دھنک ہے
خوش رکھتی ہے جو میری سماعت کو ہمہ دم
یہ بادِ مدینہ کی طرحدار سنک ہے
محبوبِ دو عالم کے سُلالہ کی حقیقت
انوارِ الٰہی ہیں دریں ریب نہ شک ہے
کِھل جائے دلِ روح ورواں صوت سے جسکی
وہ غنچۂ بستانِ مدینہ کی چٹک ہے
بر ریگِ مدینہ جو طپاں رہتی ہے احمدؔ
وہ ماہیٔ بے آب مِرے دل کی سمک ہے

(احمد محمود الزماں،اسلام آباد)

حبیبِ ربِ غفور آئے حضور آئے حضور آئے
شفیعِ یومِ نشور آئے، حضور آئے حضور آئے

رسولِ اکرم کے جشنِ آمد پہ آسماں بھی خوشی سے جھوما
زمین کو بھی سرور آئے، حضور آئے حضور آئے

ہوا فروزاں نصیب اپنا، خدا نے بخشا حبیب اپنا
بجا ہے جتنا غرور آئے، حضور آئے حضور آئے

ہے بارشِ فیضِ حق مسلسل، رہے نہ مایوسیوں کے بادل
اداس چہروں پہ نور آئے، حضور آئے حضور آئے

خدا کی روشن کتاب لے کر، محبتوں کا نصاب لے کر
وہ کرنے باطل کو دور آئے، حضور آئے حضور آئے

انہی کے دامن میں دین و دانش، وہی ہیں سرچشمۂ ہدایت
قسیم عقل و شعور آئے، حضور آئے حضور آئے

زیارتِ روئے حق نما کے، تجلیٔ شاہِ دوسَرا کے
دلوں میں شوق وفور آئے، حضور آئے حضور آئے

جسے تمنائے قربِ رب ہے، جسے کسی خیر کی طلب ہے
وہ ان کے در پر ضرور آئے، حضور آئے حضور آئے

چہار جانب یہی صدا ہے، ہر ایک عارف الاپتا ہے
حضور آئے حضور آئے، حضور آئے حضور آئے

محمد عارف قادری، واہ کینٹ

اپنے آقا کی غلامی کے سوا شان نہیں
لیکن اس شان سے بہتر کوئی پہچان نہیں
خاکروبوں میں مدینے کے جگہ مل جائے
میری نظروں میں کوئی منصب ذیشان نہیں
ہو کے محبوب خدا باندھے شکم پر پتھر
آپکے جیسا تو صابر کوئی انسان نہیں
جذبہء عشق محمد کا نہ ہوگا عرفان
جب تلک حب نبی شامل وجدان نہیں
امتی آپ کے کہلائیں بھلا کیسے ندیم
جب تلک پوری طرح ہم تہِ فرمان نہیں
ریاض ندیم نیازی،سبی بلوچستان

عیاں ہے جلوۂ حق چار سو مدینے میں
رواں ہے بادِ کرم کو بکو مدینے میں

یہ آرزو ہے کہ مجھ پر یہ وقت بھی آئے
کہوں میں نعت ترے روبرو مدینے میں

میں منتظر ہوں، کبھی کوئی آشنا مجھ سے
کہے بطرزِ تعجب کہ تو مدینے میں

اگرچہ مجھ کو اتارا گیا اٹک میں مگر
اٹک گیا دلِ آشفتہ خو مدینے میں

میں جس جگہ بھی رہوں میرا دھیان رہتا ہے
کبھی نجف، کبھی کربل، کبھو مدینے میں

وہاں حقیر بھی پہنچے تو معتبر ٹھہرے
سیاہ رو بھی ہوئے سرخرو مدینے میں

پھرو نہ زخمِ جگر لے کے دربدر ساجد
یہ چاک وہ ہے کہ ہوگا رفو مدینے میں

سجاد حسین ساجد (جھمٹ)

اس نور کے چراغ سے جب روشنی ملی
چمکا مرا نصیب نئی زندگی ملی

پھر منزلِ یقین کا در مجھ پہ کھل گیا
جب میرے مصطفی کی مجھے رہبری ملی

روشن ہے ان کا نام صبحِ نور کی طرح
جن کو درِ رسول سے وابستگی ملی

جو شخص ان کے دامنِ اطہر میں آگیا
دونوں جہان کی اسے آسودگی ملی

تبدیل میری سوچ کا ہر زاویہ ہوا
سرچشمۂ علوم سے جب آگہی ملی

حکیم خان حکیم، کامل پور موسیٰ

یہ اُلفتِ سرکارِ مدینہ کا اثر ہے
ہر اشکِ تپاں میرا طرح دار گُہر ہے
دُوری میں حضوری کے ہیں انداز نرالے
اِک عالم انوار مرے پیشِ نظر ہے
جلوؤں کی فراوانی میں اشکوں کی قطاریں
کس درجہ سکوں بخش مرا دیدۂ تر ہے
کیا جانئے ،کس آن ملے اذنِ حضوری
سرکارؐ کی رحمت پہ بہ ہر لحظہ نظر ہے
صد شُکر ! ترؐی چاہ سے سینہ ہے مُنّور
خالی ترؐی یادوں سے سفر ہے نہ حضر ہے
رہتا ہوں شب و رُوز مَیں آغوشِ کرم میں
مجھ جیسے سیہ رُو پہ بھی آقاؐ کی نظر ہے
یارب! کسی صورت دَرِ سرکارؐ پہ پہنچوں
اب یہ ہی دُعا حق سے مری شام وسحر ہے

جنید نسیم سیٹھی،راولپنڈی

قابل تو نہیں ، رحمتِ عالمؐ کی نظر ہے
مصروفِ ثنا میری زباں شام وسحر ہے

ہو بارِ دگر ماہِ عرب اذنِ حضوری
مشتاق زیارت کو یہاں دیدۂ تر ہے

جو منزل قوسین سے بھی آگے گیا ہے
انصاف سے کہنا وہ نبی ہم سا بشر ہے؟

ہے عقلِ بشر ورطۂ حیرت میں مسلسل
دو گام حرم سے ترا سدرہ کا سفر ہے

آیات سرِ نوکِ سناں جس نے پڑھی تھیں
واللہ جہاں میں مرے شبیرؓ کا سر ہے

محتاجِ صبا اِس لیے ہوتا نہیں تابشؔ
ہر پل مری سرکارِ مدینہؐ کو خبر ہے

داؤد تابش (فتح جنگ)

بحرِ جُود وسخا آپؐ کی ذات ہے
موجِ لُطف وعطا آپؐ کی ذات ہے
ناز کیوں نہ کریں اُمّتی آپؐ پر
سرورِ انبیاء آپؐ کی ذات ہے
آپؐ کے واسطے دونوں عالم بنے
وجہِ ارض وسماء آپؐ کی ذات ہے
رحمۃ العالمیں آپؐ ہی کا لقب
رحمتِ بے بہا آپؐ کی ذات ہے
میرے عیبوں کو جس نے ہے ڈھانپا ہوا
وہ کرم کی رِدا آپؐ کی ذات ہے
آپؐ کی ہر ادا پہ ہے ہر اِک فدا
جلوۂ کبریا آپؐ کی ذات ہے
آپؐ احمدؐ ہیں حامدؐ ہیں محمودؐ ہیں
مصطفیٰؐ مجتبیٰؐ آپؐ کی ذات ہے
حق ہی جانے کہ اصل حقیقت ہے کیا
عقل سے ماورا آپؐ کی ذات ہے
چھوڑ کر آپؐ کا در میں جاؤں کہاں
میرے غم کی دوا آپؐ کی ذات ہے
بیچ طوفاں کے جس نے سنبھالا مجھے
اے مرے ناخُدا آپؐ کی ذات ہے
کام محشر میں آئے گا شاہدؔ کے جو
آپؐ کا آسرا آپؐ کی ذات ہے

محمد شاہد الرحمٰن قادری

دوائے دل فگاراں، نامِ احمدؐ
قرار بے قراراں، نامِ احمدؐ
بھنور، گرداب، دلدل کچھ نہیں ہیں
کنارِ بے کناراں، نامِ احمدؐ
محمدؐ سے وقارِ آدمیت
شفیعِ شرم ساراں، نامِ احمدؐ
ہوئے ہیں ایک جل تھل لمحہ بھر میں
دلیلِ ابرِ باراں، نامِ احمدؐ
سہارا بے کسوں کا، شاہؐ بطحا
شفیقِ سوگواراں، نامِ احمدؐ
غلاموں کو عطا کی شان و شوکت
شکوہِ خاکساراں، نامِ احمدؐ

شوکت محمود شوکت، اٹک

نعتیہ دوہے

جو سب کا معبود ہے اس کا ہے محبوب
ہے کوئی ایسی شان کا طالب یا مطلوب
ژ
صورتیا من موہنی امرت اس کے بول
ہر بھاشن من موہنا ہر شکشا انمول
ژ
راہ دکھائے پریم کی اور مٹائے بَیر
دانی ایسی شان کا سب کو بانٹے خَیر
ژ
جیسے نرمل واشنا پھولوں کی سوغات
ایسے ہی جگ روپتا ہے اس کی خیرات
ژ
رحمت اس کی شان ہے رحمت ہی آکار
رحم کرے ھر ایک پر اور کرے اُپکار
ژ
اَنیائے سب جھیل کر دان کرے جو پریت
ہے کوئی اس سا دوسرا سارے جگ کا میت
ژ
جگ میں ایسا کون ہے دوجا دِھیرج مان
اپرادھی کی ذات پر کرتا ہے احسان
ژ
جگ میں اس کی دِھیرتا اپنی آپ مثال
شانت رہے، جو بھوک میں غربت میں خوشحال
ژ

جوت جگائے آس کی سب کی پیاس مٹائے
بھکشا بانٹے پریم کی جو آئے سو پائے

ژ

کردے جو اک آن میں نردھن کو دھنوان
نربل شکتی مانگ لے بن جائے بلوان

ژ

بیری اس کی جان کے آخر ہو گئے رام
پہنچا اس کے دین کا دو جگ کو پیغام

ژ

گونجا سب سنسار میں اس کا دھرم اپدیش
جگ جُگ جس کی مانتا ہے کوئی اور نریش

ژ

جگ مگ اس کے نور سے ہر آنگن ہر دوار
پھیل گئی سنسار میں نورانی مہکار

ژ

شاہوں کا وہ بادشہ پھر بھی تخت نہ تاج
راج سنگھاسن بوریا اور دو جگ پر راج

ژ

رکشا میت اُمیت کی اس کا دھرم اصول
سائیں کا وہ لاڈلا احمد پاک رسول

ژ

طہٰ اور یسین سے سندر اس کے نام
اس پر لاکھ درود ہوں اس پر لاکھ سلام

ژ

مشتاق عاجز،اٹک

شاعرات کا نعتیہ کلام

مرے حبیب تیری مدح کیا بیان کروں
کہ میرے نطق میں وہ طاقت خطاب نہیں
میرے رسول تیرا خلق تو ہے لا محدود
میرے قلم میں روانی نہیں ہے تاب نہیں
دیارِ عشق میں گفتار کے ہیں ڈھنگ بہت
کسی سخن میں مگر خوشبوئے گلاب نہیں
بکھیر دے جو زمانے میں آگہی کی ضیاء
کوئی بھی ایسا زمانے میں ماہتاب نہیں
یہ زیب ادنیٰ سی عاجز سی امتی تیری
زباں میں سوز نہیں عرض غم کی تاب نہیں

پروفیسر زبیدہ ذوالفقار، پشاور

ظلمت کدے میں مطلع انوار ان کا نام
دنیا ہے دھوپ سایۂ دیوار ان کا نام
اک جسم میری روح کی بستی میں ان کی یاد
ہونٹوں کے واسطے میرے تہوار ان کا نام
میں سر بسر خطا وہ برابر کرم گزار
رکھے ہوئے ہے زیست کا پندار ان کا نام
اب مجھ کو موسموں کی ضرورت نہیں رہی
دل کو بنائے رکھتا ہے گلزار ان کا نام
میرا سخن وہی ہے میرا نطق ان کا ذکر
میرا کلام وہ میری گفتار ان کا نام

نرجس افروز زیدی، پشاور

روبرو سرورِ کونین ہمارے ہوں گے
عالم حشر میں کیا خوب نظارے ہوں گے
ہر طرف عود کی خوشبو کا بسیرا ہوگا
ہرطرف عالم ارواح میں پیارے ہوں گے
آپ کی رحمتیں برسیں گی ستاروں کی طرح
چندِ ماہتاب سے تب بھاگ ہمارے ہوں گے
گونج اٹھے گی صدا پاک نبی، پاک نبی
ہرطرف آپ کی تعظیم کے نعرے ہوں گے
آپ کے نام سے بن جاتی ہے بگڑی آقا
ذکر سے آپ کے سب کام ہمارے ہوں گے
آپکے نام سے چلتا ہے نظام ہستی
آپ کے امتی ہوں گے تو ستارے ہوں گے

انیسہ اسلم خیال، پشاور

ساتھ تیرا مرے کوزہ گر چاہیے
میری مٹی کو طیبہ نگر چاہیے
دو ہی گز کا فقط مجھ کو گھر چاہیے
کوچۂ مصطفی میں مگر چاہیے
یہ عقیدت نہیں کھیل اس کے لیے
درد دل اور زخمِ جگر چاہیے
وہ جو مخلوق و خالق کے ہے درمیاں
آپ کا واسطہ معتبر چاہیے
شر کی دلدل میں اترا ہوا ہے بشر
خیر،اے میرے خیر البشر چاہیے
تاب نظارہ ہو آنکھ کو یا نہ ہو
تیرا جلوہ مجھے بام پر چاہیے
دل کی حالت بدلنے کو بس آپ کی
اک نظر،اک نظر،اک نظر چاہیے
کھینچ لائے جو طیبہ کی دہلیز تک
جذبۂ شوق کو وہ اثر چاہیے

بشریٰ فرخ ،پشاور

دعاؤں کا ثمر ملنے لگا ہے
ترے کوچے میں گھر ملنے لگا ہے
مرے آقا نے جب سے ہاتھ تھاما
اندھیروں میں قمر ملنے لگا ہے
مرے سرکار مجھ سی بے ہنر کو
ثنا کا اب ہنر ملنے لگا ہے
مری کٹیا میں مدحت آپ کی ہو
صداؤں میں اثر ملنے لگا ہے
مرے مولا نے رحمت کی نظر کی
خرابوں میں گہر ملنے لگا ہے
مرے آنسو بہت عرصے ہیں برسے
ریاضت کا ثمر ملنے لگا ہے

فرح اسد، پشاور

جو دل پہ دل سے محمد کا نام لکھتے ہیں
وہ بزم حشر کو اک جشنِ شام لکھتے ہیں
یہاں تو ہجر نبی میں ہر ایک چشم ہے نم
ہم اپنے دل کی لگی آج عام لکھتے ہیں
سجا کے بزم صف انبیا و مرسل حق
وہ اس پہ شاہ امم کو امام لکھتے ہیں
خبر تو رکھتے ہیں بس عشق کی اویس و رضا
کہ ہم تو چوم کے بس ان کا نام لکھتے ہیں
جو لوگ رحمت عالم کا نام سنتے ہیں
وہ اپنا قصہ غم نا تمام لکھتے ہیں

سیدہ عطیہ، واہ کینٹ

قندِ فارسی

من ز ہر شی عزیز تر دارم
آبروی تو یا رسول اللہ

ہیچ کس را خدا نہ کرد عطا — حسن روی تو یا رسول اللہ
والضحیٰ چیست، چیست ما ینطق — لب و روی تو یا رسول اللہ
خالقت شد عیاں شبِ اسری — رو بہ روی تو یا رسول اللہ
بود قبل از تو بر زبان رسل — گفتگوی تو یا رسول اللہ
قبلہ ات در نماز شد کعبہ — آرزوی تو یا رسول اللہ
سرمۂ چشم اھل ایمان است — خاک کوی تو یا رسول اللہ
ہست در دو جہاں خراب و خجل — ہر عدوی تو یا رسول اللہ
در بلا و غم و الم بینیم — ما بہ سوی تو یا رسول اللہ
شیوہ ات بخشش و عطا و کرم — جود جوی تو یا رسول اللہ

ریزہ خواہد ز خوان تو طارق
سگ کوی تو یا رسول اللہ

عبدالقیوم طارق سلطانپوری

فارسی ماہیے

ستاری و غفاری
تاکی ز تو نومیدی تا چند سیہ کاری

بسیار سیہ کارم
با ایں ہمہ عصیان ہا امیدِ کرم دارم

ای مظہرِ ربانی
کر دست بہ روئے تو "والنور" ثنا خوانی

در منزلِ "او ادنیٰ"
سرشاری و سرمستی از بادۂ "ما اوحیٰ"

ای شاہدِ ربانی!
از بارگہت مارا محروم نہ گردانی

"قوسین" دو ابرویت
"والفجر" ز روئے تو "والیل" ز گیسویت

درماندہ و بی چارہ
از فرطِ ہوائے تو گل کرد قبا پارہ

رنجور و جگر خونم
از دستِ جدائی ہا بسیار جگر خونم

تاکی غم تنہائی
در دست نمی ماند دامانِ شکیبائی

ای جانی و جانانی
احوالِ دلِ پرغم، دانم کہ تو میدانی

قربان دل و جانم
از لطف بیا روزی در کلبۂ احزانم

سید شاکر القادری چشتی نظامی

گوشۂ سلام

سلام

تاثیر ہو عطا جو مرے حرف خام کو   توقیر کی جو بھیک ہو ارزاں کلام کو
اک سطر میں تمام کروں اک سلام کو   ہدیہ کروں سلام جنابِ امام کو

مصرع کہوں سلام کا اس اہتمام سے
دادِ ہنر ملے مجھے خیرالانام سے

اے کردگار! میرے قلم کو وقار دے   مختارِ حرف ولوح وقلم! اختیار دے
اے قادرالکلام! مجھے اعتبار دے   ندرت خیال وفکر کو، فن کو نکھار دے

توفیق دے زبان کو ذکرِ امام کی
مدحت کروں حسین علیہ السلام کی

تصدیق حرفِ صدق و صداقت یہ ذکر ہے   دینِ محمدی کی اعانت یہ ذکر ہے
شہدائے کربلا کی حمایت یہ ذکر ہے   سچ پوچھیئے تو عین عبادت یہ ذکر ہے

یہ ذکر خاکہ شہِ نبی کی کشید ہے
پاکیزگیِ روح و نفس کی نوید ہے

یہ ذکر ہے ضمانتِ معیارِ بندگی   کھلتا ہے اس بہار سے گلزارِ بندگی
کھلتے ہیں اس کے ورد سے اسرارِ بندگی   کارِ عبث ہے اس کے سوا کارِ بندگی

قائم نمازِ عصر ہے صدقِ امام سے
سجدوں کی لاج ہے تو اسی کے قیام سے

ذکرِ حسین روح کا صبر و قرار ہے   یہ ذکر حریت کے چمن کی بہار ہے
ذکرِ حسین اہلِ صفا کا شعار ہے   ذکر حسین رحمتِ پروردگار ہے

خوش بخت ہو کہ امتِ خیر الانام ہو
کہہ دو نبی و آلِ نبی پر سلام ہو

ذکرِ نبی و آلِ نبی ذکرِ خیر ہے   آلِ نبی سے بیر محمد سے بیر ہے
اصل درودِ اصل بلا ذکرِ غیر ہے   کعبے میں بت رکھے ہوں تو کعبہ بھی دیر ہے

کچھ بھی نہیں قیام و رکوع و سجود میں
جب تک نہ ذکرِ آلِ نبی ہو درود میں

ذکرِ شہید کرب و بلا میں کلام کیا؟   کارِ ثواب و اجر میں حجت کا کام کیا؟
آقا کا حکم ہو تو دلیل غلام کیا؟   ابن علی نہیں ہے تمہارا امام کیا؟

شیرِ خدا کا لال ہے ابن بتول ہے
اتنا تو مانتے ہو کہ سبطِ رسول ہے

محبوبِ مصطفیٰ ہے یہ کس کو خبر نہیں معصوم و بے خطا ہے یہ کس کو خبر نہیں
مظلومِ کربلا ہے یہ کس کو خبر نہیں کس کس طرح لٹا ہے یہ کس کو خبر نہیں
سب جانتے ہیں ظلم کے نرغے میں تھا حسین
سر جب کٹا تو شکر کے سجدے میں تھا حسین
سب جانتے ہیں عزم کا کہسار ہے حسین سب کو خبر ہے پیکرِ ایثار ہے حسین
روشن ضمیر، آئنہ کردار ہے حسین سیرت میں عکس احمد مختار ہے حسین
حق یہ ہے اس کے نام پر قربان جایئے
ایمان کی یہی ہے اسے مان جایئے
قائم کرو دلوں پہ حکومت حسین کی واجب ہے مومنوں پہ مودت حسین کی
دین محمدی ہے وراثت حسین کی ہے ماورائے وقت امامت حسین کی
جب تک خدا کا ذکر، محمد کا نام ہے
مولا حسین میرا تمہارا امام ہے
تم جانتے ہو پیکرِ تسلیم ہے حسین صدق و صفا کی صبر کی اقلیم ہے حسین
ایقان و اعتقاد کی تجسیم ہے حسین تفسیرِ لا الہٰ کی تفہیم ہے حسین
توحید کی رگوں میں لہو ہے حسین کا
وحدت کے میکدے میں سبو ہے حسین کا
رکھی ہے "لا" کی لاج ترے سر نے اے حسین معصومِ کربلا، علی اصغر نے اے حسین
قاسم کی ماں نے، مادرِ اکبر نے اے حسین عباسِ باوفا سے دلاور نے اے حسین
"لا" کو بقا ملی ہے لہو کے خراج سے
نسبت ہے لا الہٰ کو تیرے مزاج سے
بخشا ہے تو نے وقت کو وجدانِ کربلا تو نے دیا حیات کو عنوانِ کربلا
تو ہے قسیمِ چشمۂ فیضانِ کربلا تجھ پر سلام شاہِ شہیدانِ کربلا
اے آشنائے روحِ عبادت تجھے سلام
اے رازدانِ سرِ شہادت تجھے سلام
تجھ پر درود تیری وفا کو مرا سلام آلِ رسول، آلِ عبا کو مرا سلام
ہر اک شہیدِ دشتِ بلا کو مرا سلام مقتل کی ریت، خاکِ شفا کو مرا سلام
شبیر تیری آل کو اولاد کو سلام
اے وارثِ نبی ترے اجداد کو سلام
مشتاق عاجز، اٹک

سلام

سید و سردارِ فردوس بریں تجھ پر سلام　　　حکمرانِ دولت دنیا و دیں تجھ پر سلام
خاتمِ انگشت خاتم کے نگیں تجھ پر سلام　　　اے سوارِ دوشِ ختم المرسلیں تجھ پر سلام
السلام اے مرکز مہرو وفا لاکھوں سلام
السلام اے خامسِ اہل کسا لاکھوں سلام

جس کے دم سے سوز سے لبریز تارِ کائنات　　　جس سے رعنائی بداماں ہے نگارِ کائنات
وہ نکھار چہرہ ہستی بہارِ کائنات　　　وہ دوعالم کا بھرم و اعتبارِ کائنات
جس نے کھولا دہر پر سرِ نہانِ زندگی
جس نے مر کر ہاتھ میں لے لی عنان زندگی

بربطِ تاریخ کا اک منفرد سر ہے حسینؑ　　　حفظِ صدق و راستی کا آخری گر ہے حسینؑ
جس سے لرزاں ہے اجل بھی وہ بہادر ہے حسینؑ　　　کنزِ استقلال کا اک بے بہا در ہے حسینؑ
خاکۂ تاریخ کو رنگ شفق جس نے دیا
پیشِ حق نوعِ بشر کو سرخ رو جس نے کیا

پیشِ حق نوعِ بشر کو سرخ رو اس نے کیا　　　چاک دامانِ شرافت کو رفو اس نے کیا
بہرِ نخلِ دین سامانِ نمو اس نے کیا　　　جو وہاں کرتے پیمبر ہو بہو اس نے کیا
اس نے رستوں سے ہٹائے آمریت کے ببول
اس نے اپنے خوں سے سینچے عدل و آزادی کے پھول

محورِ انس و ملائک ہے در و بامِ حسینؑ　　　غیرتِ صد ہا سحر ہے سرخیٔ شامِ حسینؑ
گو ہوا ہے خاک میں پامال اندام حسینؑ　　　گونجتا ہے رفعتِ افلاک میں نامِ حسینؑ
اس کے در سے مانگتی ہے روشنی جلوے کی بھیک
کہکشاں افزا ہے اس کے پاؤں کے تلوے کی بھیک

سجاد حسین ساجد، اٹک

سہ ماہی فروغِ نعت اٹک

جنوری فروری مارچ دو ہزار چودہ

گوشۂ نذر صابریؒ

حوریاں از شوقِ شعرِ نذر را بوسہ دہند

زانکہ از انفاسِ اُو آید ہمی بُوی کسی

قطعۂ تاریخِ وصال

حضرت غلام محمد نذر صابریؒ

نتیجۂ فکر: ارشد محمود ناشادؔ

وہ آگاہِ آداب و اسرارِ چشت
بہ عشقِ محمد فروزاں سرشت
کہو سالِ وصل اُن کا با ''جیم'' و ''کاف''
''غلامِ محمد مکین بہشت''

۳+۲۰+۱۹۹۰=۲۰۱۳ء

رنگ،نور اور خوشبو کا سفر

مجھے ایک کہانی کہنی ہے،ایک داستان بیان کرنی ہے لیکن میں سوچ رہا ہوں کہانی کہاں سے شروع کروں،اس داستان کا نقطۂ آغاز کیا ہے؟ شاید یہ تب کی بات ہے جب کوئی چیز عدم سے وجود میں نہ آئی تھی،بلکہ شاید عدم بھی ہنوز کالعدم تھا،حدود وقت کے حلقے سے باہر،زمان مکاں کے دائروں سے ماورا،ابھی وحدت کے اکتارے سے ''کن'' کا سرمدی نغمہ بھی نہ پھوٹا تھا۔تبھی رنگ نور اور خوشبو کی اس کہانی کی ابتدا ہوئی۔کہانی کے آغاز میں صرف ایک رنگ تھا،ایسا رنگ جس کی کوئی رنگت نہ تھی،اپنے ہی رنگ میں رنگا ہوا،ایک نور تھا جو اپنی ہی ذات کے اندر مچل رہا تھا۔ایک خوشبو تھی،مشام نا آشنا خوش بو،جو اپنے اندر ہی اندر ہمک رہی تھی۔ایک روشنی تھی جو اپنے ہی محور کے گرد دائروں میں لپٹی ہوئی تھی۔رنگ نور اور خوشبو میں عجب ہم رنگی اور یک رنگی تھی۔کہتے ہیں روشنی کا ایک ہی رنگ ہوتا ہے لیکن جب اسے منشور سے گزارا جائے نور کی قوسیں اور رنگوں کے دائرے تشکیل پاتے ہیں،سو جب اس نور اول کو ''کن'' کے منشور سے گذارا گیا تو رنگ نور اور خوشبو کا سفر آغاز ہوا۔اب رنگ نور اور خوشبو مسافر تھے۔

جب طلسم کدۂ وجود و عدم عالم وجود میں آیا،زمانہ سانس لینے لگا اور روزِ اول کا آغاز ''الست بربکم'' کے ترانے سے ہوا تب رنگ،نور اور خوشبو اپنے سفر کے پہلے پڑاؤ پر تھے۔اسی پڑاؤ پر رنگ،نور اور خوشبو نے ہستی کے بیچوں بیچ کہیں اپنا گھر بنالیا۔لیکن رنگ نور اور خوشبو مسافر تھے۔

قضا کی ہوا چلی اور کتابِ تقدیر کے کئی صفحات پلٹ گئی اب ہستی وقت کے کاندھے پر سوار عالم آب وگل میں اتر رہی تھی رنگ،نور اور خوشبو حریمِ ہستی کے مکین بن کر ایک جہانِ رنگ و بو آباد کرنے جارہے تھے۔کیونکہ رنگ نور اور خوشبو مسافر تھے۔

صدیاں بیتیں زمانے لد گئے کھجوروں والی سرزمین میں ایک کامل ہستی کا ظہور ہوا۔ہستی کے بیچ گھر کرنے والے رنگ،نور اور خوشبو ہمکنے اور امڈنے لگے۔روشنی کو ایک نیا منشور مل گیا۔چہار جانب رنگوں کی قوسیں بنتی گئیں رنگ دائرے بناتے گئے اور خوشبوئیں زاویے تراشتی رہیں۔انہی رنگوں کے دوش پر اڑتی خوشبو اجمیر پہنچی۔۔۔سینے میں عشق مستی کا سوز چھپائے،دل میں عرفان و آگہی کا چراغ جلائے،پلو میں خوشبوئے محمد باندھے چشتی رنگ اوڑھے ایک آئینہ گر اجمیر میں عجب شان بے نیازی سے

وارد ہوا۔ اجمیر میں سفید گلابوں کی فصل کاشت ہوئی تو خوشبوؤں نے یہاں اپنا بسیرا بنا لیا۔ رنگ ونور کے آئینے ڈھلنے لگے۔ اجمیر کے آئینہ ساز نے ایک آئینہ دہلی میں نصب کیا تو اجمیر کے رنگ دہلی کے آئینہ خانہ سے منعکس ہو کر اجودھن کی طرف پھیلنے لگے۔ رنگ، نور اور خوشبو مسافر تھے۔

زمانے نے ایک اور انگڑائی لی اجودھن کی مٹی کو ایک پارس کے قدموں نے مس کیا۔ اس کی نظرِ کیمیا اثر نے وہاں کے سنگ ریزوں کو رشکِ خورشید و قمر کر دیا۔ رنگ، نور اور روشنی اجودھن کی فضاؤں میں گھل مل گئے۔ اجودھن کے اس فردِ فرید نے چشتی رنگوں کی قوسِ قزح سجا دی۔ قوسِ قزح کا ایک کنارہ دلی میں اترا تو دوسرے نے کلیر میں ٹھکانہ کیا۔ رنگ، دلی اور کلیر میں بولنے لگے۔ خوشبو بکھرنے لگی اور روشنی پھیلنے لگی۔ دلی میں ہر رنگ نے اپنا جوبن رنگِ نظام کے پاس گروی رکھ دیا اور اسی کے رنگ میں رنگ گیا۔۔۔۔ کلیر میں صابری رنگ کی برکھا برسی اور ہر رنگ اسی رنگ میں بھیگتا چلا گیا۔

رنگ، نور اور خوشبو مسافر تھے۔۔۔۔ وقت کے گھوڑے نے ایک اور زقند لگائی اور کئی پگڈنڈیاں عبور کر گیا۔ اب رنگ، نور اور خوشبو کی گھٹائیں سلسلۂ کوہِ شوالک پر ٹوٹ کر برسیں۔ رمداس کا ایک مردِ درویش صابری رنگ کی بکل مارے نمودار ہوا اور رنگ، نور اور خوشبو کا بٹوارا لگا دیا۔ آئینے بنتے گئے اور خوشبوؤں کے جلو میں رنگ و روشنی کا سفر جاری رہا۔

رمداس کے اسی مردِ درویش کا ایک قتیل، شہرِ اولیا کے باسی مولوی علی بخش کا بیٹا نذر صابری رنگ، نور اور خوشبو کی گٹھڑی اٹھائے کیمبل پور میں وارد ہوا۔ چند لمحے یہاں کی پتھریلی، سنگلاخ اور ناہموار سرزمین کو حیرت سے تکتا رہا اور پھر اپنا اسباب کھول کر رکھ دیا۔ شاید اسے یہیں اترنے کا حکم ہوا تھا۔ شہرِ اولیا ملتان سے جالندھر، جالندھر سے لاہور اور پھر لاہور سے کیمبل پور کی مٹی نے اسے کھینچ لیا تھا۔ اس نے خود کو کلیر کے صابر پیا کی نذر کر رکھا تھا اور اسی کے رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ وہ اپنے عہدِ شباب میں درویشی کی بکل مارے یہاں آیا۔ رنگِ صابر اس کی خوش نمائی اور خوش قامتی سے عیاں تھا۔ اس کے دھان پان وجود میں پہاڑوں سے ٹکرانے کا حوصلہ تھا وہ علم و تحقیق کا رسیا اور ادب و فن کا متوالا تھا اس نے دائیں بائیں اوپر نیچے آگے پیچھے دیکھا اور پھر اپنے زاویے میں بیٹھ گیا۔ اس نے علم و حکمت کی شمع جلائی تحقیق و جستجو کا عود سلگایا اور شعر و ادب پھیکے اور بے کیف خاکے میں عشق و مستی کے رنگ بھرنے لگا۔ شمع روشن ہوئی تو پروانے نثار ہونے کو آ پہنچے۔ خوشبو پھیلی تو اٹک کی دھرتی نے اس کے لیے مشامِ جان وا کر دیا۔ صدیوں سے مدفون رنگ و نور کے خزانے اس کے لیے اگل دیے گئے۔ گمشدہ کڑیوں کی یافت اس کے لیے اَلَنَّا لَہُ الحَدِید ہو گئی۔ رنگ ابھرے تو کئی نادر و نایاب شاہکار دعوتِ نظارہ دینے لگے۔ اپنی لگن اور دھن میں مگن

وہ آئینے تراشتا رہا خوشبو گہری اور رنگ چوکھے ہوتے گئے۔اس کی تراشی ہوئی رنگ ونور کی قوسوں سے پھوٹتی گہری خوشبو ہرطرف پھیل گئی۔شش جہتی رنگ پھیلتے ہوئے وجدو ذوق کے خوبصورت اور حسین زاویے بناتے گئے۔وہ آئینہ در آئینہ تقسیم ہو کر رنگ ونور کی جھلمل میں اس انداز سے رقصاں رہا کہ ہر آئینے میں اس کی نمود اپنے ہونے کا احساس دلاتی رہی۔کبھی شوق و وارفتگی کے رنگ دھنک کی صورت میں نمودار ہوئے،کبھی ہجر وفراق کے رنگ چاندنی راتوں میں اتر کر نور کے ہالے بناتے رہے اور کبھی سوز وساز کے رنگ دلوں میں اتر کر چہروں کی تب وتاب بڑھانے لگے۔انہی رنگوں کی مہکار میں کئی گوہر آبدار تخلیق ہوئے اور رنگ بانٹنے والا درویش سب سے بے نیاز اور سب سے الگ اپنے زاویے میں بیٹھا کسی ماہر آئینہ ساز کی طرح آئینے بناتا اور ان کی تراش خراش کرتا رہا۔اس کا تراشیدہ ہر درپن جداگانہ رنگ کا نور بکھیرتا رہا۔ان رنگوں کے امتزاج سے بننے والے عکس ذوق وشوق اور عشق ومستی کی قوسیں تخلیق کرتے رہے۔غبار رہ بطحا میں لپٹی قوسیں محرابی زاویوں میں متشکل ہو کر عجز وعقیدت سے مسلسل سرنگوں ہوتی رہیں اور آئینہ ساز درپن تخلیق کرتے،رنگ بانٹتے اپنی معراج کی جانب محوِ پرواز رہا۔آئینہ ساز کے بطن سے پھوٹنے والے زمان ومکان کی حدود وقیود کو توڑتے،فضاؤں کو چیرتے جذبوں کے عکاس سبھی رنگوں پر بالآخر قبولیت کا رنگ غالب آگیا اور لافانی رنگوں کا امین آئینہ ساز اک تمنائے بغل گیری کے ساتھ باہیں کھولے آغوشِ محبت کو وا کیے،فنا کے رنگوں میں ابدیت گھولتا ہوا اپنے سفر کے اگلے پڑاؤ کی اور روانہ ہو گیا۔اس کی جلائی ہوئی شمعیں رنگوں کے دائرے بُن رہی ہیں،رنگ خوشبوؤں کے زاویوں کی تجسیم کر رہے ہیں اور نورانی محرابوں سے امڈتی خوشبو نے میرے گوشہ قلب کو اپنا مسکن بنالیا ہے یا شاید میری وادیٔ جاں میں پڑاؤ ڈال رکھا ہے اور میرے اندر مشک مچا رکھی ہے۔

یہ داستان ہے رنگ نور اور خوشبو کی۔۔۔جو ابھی ختم نہیں ہوئی اور شاید ان کا سفر تاابد جاری رہے گا کیونکہ۔۔
۔۔۔رنگ نور اور خوش بو مسافر ہیں۔

اوڑھوں گی غبارِ رہ بطحا کی چنریا
اس رنگ میں طے ہو یہ سفر کیسا لگے گا

سید شاکر القادری چشتی نظامی

نذر صابری رحمۃ اللہ علیہ

کی رحلت پر اہلِ علم کے تاثرات

مرتب: ارشد محمود ناشاؔد

نذر صابری ایک فرد نہیں بلکہ ایک ادارہ اور دبستان تھے، اٹک کے لیے ان کا وجودِ مسعود نعمتِ غیر مترقبہ سے کسی طور کم نہ تھا۔ ۱۹۴۸ء میں انھوں نے اس سرزمین پر قدم رکھا تو علم وادب اور شعر وسخن کی محفلوں میں جیسے زندگی کے آثار پیدا ہو گئے۔ انھوں نے اس زرخیز اور شاداب علاقے کے گم شدہ آثار کی تلاش وجستجو اور تازہ واردانِ ادب کی تراش خراش کو بہ رضا ورغبت اپنا وظیفۂ حیات ٹھہرایا۔ پینسٹھ سال کے طویل عرصے تک وہ اُسی جذب وشوق اور فعالیت وسبک خرامی کے ساتھ یہ وظیفہ انجام دیتے رہے۔ اٹک کے علمی وادبی آفاق کو وسعت آشنا کرنے اور زمانوں کی گرد میں دبے ہوئے آثارِ علمیہ کو تلاش کر کے عالم بہ کنار کرنے میں انھوں نے جو کوششیں کی ہیں، وہ لائق تحسین ہی نہیں قابل قدر بھی ہیں۔ ان درخشاں خدمات کے حوالے سے کیمبل پور کی دھرتی ابدالآباد تک ان کی احسان مند رہے گی۔ نذر صابری صاحب نے اٹک میں دو علمی وادبی تنظیموں: محفلِ شعر وادب اور مجلسِ نوادراتِ علمیہ کی داغ بیل ڈالی۔ ان تنظیموں کے قیام کو نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ یہ دونوں تنظیمیں حکومتی سرپرستی کی عدم موجودگی، مالی حالات کی ناہمواری اور اہلِ زر کی عدم توجہی کے باوجود آج بھی سرگرمِ عمل ہیں۔ ان تنظیموں کے رگ وپے میں نذر صابری اور ان کے ایثار پیشہ رفقائے کار کا اخلاص خون بن کر دوڑ رہا ہے۔ دونوں

تنظیموں میں اگر چہ ایک ہی روح موج زن ہے تاہم دونوں اپنے کام، انداز اور منشور کے حوالے سے الگ الگ ہیں۔ مجلسِ نوادراتِ علمیہ کا دروازہ ماضی کی طرف کھلتا ہے۔ اس کا ہدف گم شدہ آثار کی تلاش و جستجو اور انھیں علمی دُنیا سے متعارف کرانا ہے۔ مجلس کا پچاس سالہ سفر نصب العین کے ساتھ اس کی والہانہ وابستگی کا اظہار یہ ہے۔ مجلس نے اٹک میں مخطوطات کی دو شاندار نمائشوں کا اہتمام کیا۔ ان نمائشوں میں ضلع بھر سے نادرالوجود مخطوطات جمع کیے گئے۔ اہلِ علم وفضل نے ان نمائشوں کے انعقاد کو مجلس کا کارنامہ قرار دیا اور حوصلہ افزائی کی۔ مجلس کی کوششوں سے ولی دکنی کے معاصر اُردو اور فارسی شاعر شاکر اٹکی کا دیوان منظرِ عام پر آیا۔ علمائے ادب جیسے: ڈاکٹر جمیل جالبی، ڈاکٹر سلیم اختر، خورشید احمد خان یوسفی، ڈاکٹر ظہور الدین احمد وغیرہ نے مجلس کی اس کارگزاری کو بہ نگاہِ استحسان دیکھا اور اپنی گراں قدر کتابوں میں اٹک کے اس اولین فارسی اور اُردو شاعر کا ذکر شامل کر کے مجلس کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ مجلس کے پلیٹ فارم سے ہی نوادراتِ علمیہ، قصہ مشائخ، غایۃ الامکان، ظواہر، المرآۃ فی شرح اسماء المشکوۃ، انتخابِ دیوانِ ظفر احسن اور دوسرے جواہر پارے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ مجلس کی کوششوں سے کشان عہد کا ایک کتبہ جو راجا کنشکا کی پیدائش سے متعلق ہے، پہلی بار علمی دُنیا کے سامنے آیا۔ دوسری تنظیم محفلِ شعر و ادب ایک دوسری جہت میں سرگرمِ سفر رہی ہے۔ اس کا علمی و ادبی سفر لگ بھگ ساٹھ برسوں پر محیط ہے۔ اس طویل عرصے کے دوران میں محفل نے نئے لکھنے والوں کی ذہنی اور فکری تعمیر کا فریضہ بہ حسن وخوبی انجام دیا۔ محفل کے زیرِ اہتمام سیکڑوں اجلاس انعقاد پذیر ہوئے۔ یہ اجلاس رنگا رنگی اور تنوع کے ذائقے سے سرشار ہیں۔ نذر صابری کی ذہنی کشادگی اور وسعتِ نظری کے تمام تر رنگ محفل کے اجلاسوں میں پوری طرح جگمگاتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ محفل دین اور ادب کے خوب صورت امتزاج کا مظہر ہے۔ اسلامی پروگراموں میں ادب کی سرشاری اور ادبی پروگراموں میں دین کی روشنی گھلی ہوئی ہے۔ محفل کا اختصاصی میدان نعت کی مجالس کا اہتمام ہے۔ مجلس کے زیرِ اہتمام نعت کے طرحی اور غیر طرحی مشاعرے ہی منعقد نہیں ہوئے بلکہ نعت کے موضوعات، فکر اور فن کے حوالوں سے بھی کئی اجلاس، مذاکرے اور محفلیں منعقد ہوئیں۔ فروغِ نعت میں محفل کی کارگزاری لائق تحسین اور قابل تقلید ہے۔ مشاعرے، مذاکرے، تنقیدی اجلاس اور نعتیہ محافل کے ساتھ ساتھ خصوصی اجلاس جن میں کتابوں کی

رونمائی،سعدی،حافظ،رومی،غالب،اقبال،خسرو اور دیگر مشاہیر علما و ادبا اور روحانی و مذہبی شخصیات کے حوالے سے تقریبات،معروف اہلِ قلم کے ساتھ شاموں کا سلسلہ اور مرحومین کی یاد میں تعزیتی اجلاس شامل ہیں۔محفل کے یہ مختلف النوع اجلاس رسمی اور عمومی نہیں بلکہ علمی اور ادبی رنگ کے حامل ہیں۔بانیِ محفل کی رہنمائی اور فیضانِ نظر ان محفلوں میں وجد و کیف کی ایسی دلآویزی شامل کر دیتا ہے،جو دامن فکر و نظر کو بصیرت کے نئے مفاہیم سے آشنا کرتی ہے۔محفل کے زیرِ اہتمام منعقدہ ان اجلاسوں میں صرف مقامی اہلِ علم و فضل ہی شریک نہیں ہوئے بلکہ ملک کی نام ور علمی و ادبی شخصیات ان میں شریک ہوتی اور فکر و نظر کی قندیلیں روشن کرتی رہیں۔نذر صابری صاحب نے محفلِ شعر و ادب کے تمام اجلاسوں کی روداد یں جس اہتمام کے ساتھ قلم بند کی ہیں وہ انھی کا حصّہ ہے۔یہ روداد یں کئی دفاتر پر محیط ہیں۔محفل کا یہ سارا ریکارڈ علم و عرفان کا ایک ایسا گنجینہ ہے جو معیار و مقدار اور نوعیت و انداز کے اعتبار سے انفرادیت کا حامل ہے۔محفل کے زیرِ اہتمام محض اجلاس ہی منعقد نہیں ہوئے بلکہ اشاعتی سرگرمیوں میں بھی محفل برابر شریک رہی۔گلدستہ،رومی و تبریزی، عکس رخِ یار،واماندگیِ شوق،ارمغانِ اتک،بحضور سیّدِ لولاکؐ اور دوسری کئی کتب کی اشاعت مجلس کی اشاعتی سرگرمیوں کا اظہاریہ ہیں۔

۱۱ر دسمبر ۲۰۱۳ء کی صبح ساڑھے تین بجے یہ آفتابِ علم غروب ہوا،کیمبل پور پر اداسی کی چادر تن گئی،محفلیں اُجڑ گئیں،فضا سوگوار ہو گئی۔نذر صابری کی وفات سے علم و ادب،تحقیق و آگہی کا ایک باب ختم ہوا۔اللہ کریم انھیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ دے اور انھیں اعلیٰ علیین میں مقامِ بلند سے سرفراز فرمائے۔چند اہلِ علم و دانش نے صابری صاحب کی رخصت پر اپنے تأثرات پیش کیے ہیں،جو ہدیۂ قارئین ہیں:

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی(لاہور):

نذر صابری منصب اور پیشے کے اعتبار سے کتاب دار تھے،اس کے ساتھ وہ اعلیٰ درجے کے ادیب،عالم اور محقق بھی تھے۔انھوں نے اپنے علم و فضل سے بہت سے طلبہ کو فیض یاب کیا۔بہت سے تحقیق کاروں کو تحقیق کے اسالیب اور طریقوں سے آشنا کیا۔انھوں نے ایک لمبے عرصے تک گورنمنٹ کالج اٹک میں اساتذہ،صاحبانِ ذوق اور طلبہ کی علمی و ادبی مجالس کے انعقاد کا اہتمام کیا۔

ان مجالس کے گوناگوں فکری مباحث نے سیکڑوں ذہنوں کی آب یاری کی،جنھوں نے آگے چل کر وطن عزیز کی تعمیر وترقی میں،مختلف شعبوں (صحافت،ادب،تعلیم وغیرہ) کے حوالے سے قابل قدر خدمات انجام دیں۔صابری صاحب نے نہایت بامقصد زندگی گزاری۔ان کی مقصدیت خود ان کے لیے راحت،سکون اور ایک روحانی مسرت وطمانیت کا باعث رہی اور اب ان کے عزیز،دوست اور ان سے کسب فیض کرنے والے ان کے حوالے سے تادیر ایک روحانی لذت کشید کرتے رہیں گے۔

ڈاکٹر سفیر اختر (واہ کینٹ):

ادیب،شاعر،کتاب دوست اور کتاب شناس مرحوم نذر صابری ایک فرد کا نہیں بل کہ ایک انجمن کا نام تھا۔انھوں نے قیامِ پاکستان کے بعد اٹک کو وطن ثانی بنایا تو وہ گورنمنٹ کالج،اٹک میں لائبریرین تھے۔لائبریری میں انھیں شاذ ہی کسی نے تنہا پایا،وہ ہمیشہ صاحب علم و دانش اساتذہ اور جویانِ علم کے درمیان گھرے ہوئے پائے گئے۔محفلِ شعر وادب،مجلسِ نوادراتِ علمیہ اور ادارۂ فروغِ تجلیاتِ صابریہ ان کی سرگرمیوں کے مختلف نام تھے۔انھوں نے ان علمی وادبی مجالس کے توسط سے ضلع بھر کے اہلِ علم وادب کو پلیٹ فارم مہیا کیا،ضلع کے نوجوانوں کو آگے بڑھایا،ماضی کے علمی ورثے کی حفاظت کی اور ذاتی کاوشوں سے ایک ایسی روشن مثال قائم جو قابل قدر ہے اور باعثِ تقلید بھی۔اللہ انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور اٹک کے باسیوں کو ان کی یادگار مجالس کو قائم رکھنے اور ترقی دینے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

ڈاکٹر عارف نوشاہی (اسلام آباد):

۱۱/دسمبر ۲۰۱۳ء کو نذر صابری صاحب کے اِس دُنیا سے چلے جانے کے ساتھ ہی اِس دارِفانی میں میرے اور اُن کے درمیان تقریباً چالیس سالہ علمی وقلبی تعلق کا رشتہ بھی کٹ گیا۔میں ان کو محترم رکھتا تھا اور وہ مجھے عزیز رکھتے تھے۔ان کے ساتھ وابستہ میری یادوں اور مراسلت کا ایک طویل دور ہے جو کسی مفصّل مقالے کا متقاضی ہے یہاں صرف اتنا عرض کروں گا کہ اُن کی شخصیت کا ایک پہلو فارسی عرفانی ادب کے محقق کا بھی ہے۔انھوں نے فارسی رسالہ غایۃ الامکان اُس کے اصل مصنف (اُشنوی) کی شناخت کے ساتھ اُس وقت اٹک سے شائع کیا جب ایران اور برصغیر میں محققین مصنف کے بارے میں غلطیوں پر غلطیاں کر رہے تھے۔صابری صاحب کی تحقیق چھپ کر آئی تو

اسے نجیب مایل ہروی جیسے محقق نے بھی تسلیم کیا۔منہج الرشاد از زین الدین خوافی کے قدیم مخطوطہ کی دریافت کی تحسین بھی صابری صاحب کے لیے ہے ۔خدا اُن کے درجاتِ اُخروی بلند فرمائے ۔

ڈاکٹر مرزا حامد بیگ (لاہور):

نذر صابری صاحب غیر منقسم پنجاب کی ہری شاخ تھے۔مذہبی بھید بھاؤ سے آزاد۔جالندھر کے پنجابی تھے لیکن فارسی زبان کو آخر دم تک سینے سے لگائے رکھا۔انھیں وقت کے جبر نے سرحد اور پنجاب کی سرحد پر دھکیل کر امتحان میں ڈال دیا تھا نتیجتاً وہ ساری زندگی سابق کیمبل پور حال اٹک کی تاریخ، ثقافت اور ادبی وایت کو کھوج کر یہ جاننے کی کوشش کرتے رہے کہ اس دھرتی کے ساتھ ان کا رشتہ کیا ہے؟ ستر کے دہے میں وہ دیوانِ شاکر کو منظرِ عام پر لائے تو ڈاکٹر وحید قریشی اور ڈاکٹر جمیل جالبی نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔اس کے بعد مسلسل تحقیق وتدوین سے جڑے رہنے کے سبب مشرقی پنجاب سے آئے نذر صابری صاحب مغربی پنجاب کے ایک دُور افتادہ علاقے اٹک اور اس کی چھاچھی تہذیب کی پہچان بن گئے۔کلھم ہم سب جو اس علاقے کے باسی تھے وہ کُچھ نہیں کر پائے جو وہ تن تنہا کر گزرے ۔

صاحب زادہ حسن نواز شاہ (اسلام آباد):

عالِم کی موت کو موت العالَم کہا گیا ہے یہ مقولہ جتنا راست ہے کثرتِ استعمال کے سبب اس کا بر محل استعمال اب اتنا ہی عامیانہ لگتا ہے ۔نذر صابری کی وفات یقینا علم وادب کی دُنیا میں ایک بڑا نقصان ہے مگر: موت سے کس کو رستگاری ہے،صابری صاحب سے پہلی بار اٹک میں ڈاکٹر ارشد محمود ناشاؔد کی والدۂ محترمہ کے جنازے پر ملاقات ہوئی اور دوسری ملاقات بھی ناشاؔد صاحب کی معیت میں ان کے گھر پر۔ تفصیلی ملاقات میں میں نے چشتیہ صابریہ سلسلے سے متعلق ایک اشکال ظاہر کیا، پھر کیا تھا وہ بولتے چلے گئے اور میں حیرت سے ٹکر ٹکر ان کے چہرے کو دیکھتا رہا کہ کس طرح عقیدت اور تحقیق کے دھارے بین بین چل رہے ہیں۔ان کے علمی آثار پر تفصیلی کلام کا یہ محل نہیں البتہ یہ طے ہے کہ انھوں نے جو بھی کام کیا،ممکنہ حد تک اس کے بارے میں کچی پکی اطلاعات بھی ان کے پیشِ نظر رہیں اور یہ ان کی اپنے کام سے کامل وابستگی اور ان کی محنت وریاضت کا کھلا اظہار ہے ۔ایک اور پہلو سے بھی میں ذاتی طور پر ان کا نیاز مند تھا کہ انھوں نے دو ایسے متون بھی

مرتب کیے جن کا بلا واسطہ میرے موضوعِ تحقیق سے تعلق تھا یعنی شیخ تاج الدین محمود اشنوی اور شیخ زین الدین خوافی کی تصانیف کے متون کی تدوین۔دونوں کا علی الترتیب کبروی اور سہروردی سلسلے سے تعلق تھا۔صابری صاحب کے احوال و آثار پر ان کی حیات میں ہی اٹک کے ایک صاحب نے ایک کتاب ترتیب دی تھی گو وہ ایک نیاز مندانہ اظہارِ عقیدت تھا اور ایسے جذبے کو بارہا سلام لیکن اس کتاب سے صابری صاحب کی شہرت اور قد میں کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا۔صابری صاحب کے مرتب کردہ دیوانِ شاکر اٹکی کو ایک صاحب نے من وعن اپنے نام سے چھپوا لیا،اس عزیز نے گفتگو کرنا تو بجا اس سرقے اور دیدہ دلیری کی نشان دہی بھی نہیں کی۔اب صابری صاحب کا خلق دیکھیے کہ انھوں نے اس پر کلام کرنا کبھی گوارا نہ کیا۔خدا ان کے درجات میں اضافہ فرمائے۔

ڈاکٹر طاہر مسعود قاضی (اٹک):

معروف محقق،دانشور اور صاحب اسلوب نعت گو شاعر چودھری غلام محمد نذر صابری کے سانحہ ارتحال سے اٹک کے علمی حلقوں میں ایک خلا پیدا ہوگیا ہے۔وہ سچے اور سُچے عاشق رسول تھے۔"واماندگی شوق" ان کی نعت نگاری کا شاہکار رہے۔مرحوم بلا شبہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ضلع اٹک کے علمی سرمایہ کو سمیٹنے اور منصہ شہود پر لانے کا کام انھوں نے تنہا نصف صدی سے زائد عرصہ تک سرانجام دیا۔صابری صاحب مرحوم کی شخصیت ایک ٹاورنگ پرسنالٹی تھی۔ان کے سفر آخرت پر چلے جانے سے ایک صدی اور ایک عہد کا اختتام ہوگیا۔وہ ہجرت کا دکھ لیے جالندھر کی بو باس کے ساتھ اٹک کے مردم خیز علاقے کی پہچان تھے۔خطۂ اٹک کے لیے ان کی خدمات کی وجہ سے پورا اٹک ان کے لیے سوگوار ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی تربت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما کر مرحوم کے علمی فیضان سے نواز دے(آمین)

محمد ساجد نظامی (مکھڈ شریف):

نذر صابری ایک معروف محقق،شاعر اور صاحبِ اسلوب انشا پرداز تھے۔۱۹۴۸ء کو کیمبلپور میں تشریف لائے۔زندگی بھر کتاب کے ساتھ ان کا یارانہ رہا۔وہ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج میں کتابدار رہے۔ایک ایسا کتابدار،کتاب ہی جس کا حوالہ تھا اور وہ خود کتاب کے لیے ایک حوالہ۔شہرِ اٹک میں وہ روشنیوں کا استعارہ تھا،اسی کے دم سے سبھی محفلیں آباد تھیں۔اس کی اپنی کٹیا ہو کہ کتب خانہ مقبولِ عام پائیلٹ

اسکول کے لان ہوں کہ مسجد کا صحن سبھی جگہوں پر وہ محفل جمالیا کرتا ہے۔اُس کی شخصیت سے پیار کرنے والے لوگ یوں اُس کے گرد طواف کرتے جیسے شمع کے گرد پروانے۔اُس پیکر دلربا کی خوبیوں سے ناآشنا لوگ اجنبیوں کی طرح لمحہ بھر رُکتے اور چلے جاتے۔وہ مردِ خود آگاہ وخدا آگاہ عجب عالم بے نیازی میں اپنی گفتگو جاری رکھتا۔اُسے اپنے سامعین کی ذات کا ادراک ہوتا،ہاں بارہا اُس کا سامع اُس کی گفتگو کا ادراک نہ رکھتا تو کئی طرح کے توہمات کا شکار ہو کر اُس کی محفل سے ہی اُٹھ جاتا۔اہلِ نظر اُس جانے والے کی قسمت پر نالاں ہوتے۔بے لاگ تبصرے ہوتے،عالم اِمکاں سے عالم بالا تک رسائی تھی اُس کی،انتہا کا حافظہ تھا میرے ممدوح کا،چٹکلے اور قہقہے بھی سننے میں آتے۔گھنٹہ بھر کی نشست میں چائے کے کئی دور ہو جایا کرتے۔ہر بار اجازت لینے پر ایک چائے کا اور کپ پینے کا وعدہ لیا جاتا،پھر جانے کا عندیہ سنایا جاتا۔اُس کی ہر محفل ایک خاص کیفیت سے مملو ہوتی جس میں وہ خود اور سامع بھیگتے چلے جاتے بھیگتے چلے جاتے۔اُن لمحات کو سوچتا ہوں تو ایسے لگتا ہے اِک خواب کا عالم تھا جو آنکھ کھلنے کے بعد آنکھوں کو بھگو گیا۔اب شاید ان آنکھوں کے بند ہونے تک،ان کی نمی مجھے ہمیشہ اپنے ممدوح کی یاد دلاتی رہے گی۔ یہ سطور لکھتے وقت اسی نمی سے اُمنڈتے کچھ قطرے میرے چہرے پر عجب ٹیڑھی میڑھی لکیریں بناتے مٹی کی پیاس بجھاتے مٹی کو بھی نمی عطا کر گئے۔میرے ممدوح نے تو مٹی کی ردا اوڑھ کر اُس کی بے قراری کو قرار دیا لیکن یہاں میں عجب بے قراری کے عالم میں تڑپتا ہوں۔

سید ثقلین عباس انجم،اٹک:

علم نور ہے اور عالم ایک روشن چراغ ہوتا ہے۔محترم نذر صابری ایک روشن چراغ تھے جس کی لو عشقِ محمد ﷺ،جلالِ ذات،جمال فکر،کمال فن تحقیق کی ریاضت اور محنت شاقہ سے روشن تھی،جو ان کے جتنا قریب ہوا اس نے بقدرِ ظرف روشنی پائی،جس پر انہوں نے نظرِ کرم ڈالی وہ علم و ادب کے آسمان کا روشن ستارا بن گیا،جس کی انہوں نے آبیاری کی وہ گلشن ادب کا سرو بن گیا۔جس نے ان کے جلال کو جذب کر لیا اس نے گوہرِ مراد پالیا۔جو ان کے جلال کی تاب نہ لا سکا وہ راندۂ درگاہ ہوا۔جناب نذر صابری مردِ انا مست تھے اور کیوں نہ ہوں کہ ان کے محبوب محبوبِ خدا ہیں۔عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے تقاضے بھی انہوں نے خوب نبھائے،علم کی ترویج اور فروغِ نعت کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی۔ان کے عشق میں رجائیت اور تب وتابِ جاودانہ تھی۔ان کی نگاہِ شوق میں ایک تسلسل اور وضع داری تھی۔ان کی ظاہری موت ایک سانحۂ جانکاہ ہے لیکن اپنے فن اور کام کے حوالے سے وہ کبھی نہیں مر سکتے۔ان کی

جدائی کا دکھ اپنی جگہ اور ان کی حیاتِ جاودانی کی سرشاری اپنی جگہ۔

ان کی نعت پڑھ کر فکر و نظر کے کئی گوشے عیاں ہوتے ہیں اور آدمی نعت کی معراج سے آشنا ہوتا ہے۔چوہدری نذر صابری صاحب واقعی ایک جلالی فقیر تھے،انہیں جلال زیب دیتا تھا،بے اعتنائی انہیں سجتی تھی۔ان کے علمی و ادبی کارناموں پر قلم اٹھانا مجھ ناچیز کے لیے محال ہے لیکن یہ ضرور کہوں گا ایسی فاضل اور نابغۂ روزگار شخصیت کا خلا کبھی پر نہیں ہو گا کیوں کہ اب ہم قحط الرجال کے دور میں داخل ہو چکے ہیں۔

ان سے چند ملاقاتیں اور ان کا بارہا دیدار میری زندگی کا سرمایہ ہے۔میں خوش قسمت ہوں کہ ان سے متعارف ہوا اور ان کی شخصیت کے روشن چراغ سے بقدر ظرف روشنی حاصل کی۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔آمین

سجاد حسین ساجدؔ:

اٹک کے بزرگ شاعر،محقق اور منفرد نعت گو جناب چودھری نذر صابری دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ان کی موت اٹک کے ادبی ماحول کا ایک ایسا نقصان ہے جس کی تلافی شاید کبھی نہ ہو سکے مرحوم نے اردو نعت کو عشق وعقیدت سے مملو ایک خوبصورت آہنگ اور ایک انوکھی عاجزانہ وارفتگی سے آشنا کیا۔عمر بھر نعت گوئی اور نعتیہ محافل کا انعقاد ان کا جنون رہا ہے۔انہوں نے نہ صرف ساری زندگی نعت کہی بلکہ اس شہر میں مسلسل طرحی نعتیہ محافل کے ذریعے نعت کہنے کی طرف راغب ہوئے۔اٹک میں فروغ نعت کے اصل داعی اور بانی جناب نذر صابری ہیں۔ہم اھل بزم فروغ نعت ان کی وفات حسرت آیات پر بہت ملول اور افسردہ ہیں اور ان کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی ان کو ان کے ممدوح سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار میں جگہ نصیب فرمائے۔آمین۔

ز

مکتوبِ کراچی

محترمی ومکرمی سید شاکر القادری چشتی نظامی صاحب!

السلام علیکم!

آپ نے ''واماندگیٔ شوق'' کے اوراق ارسال فرما کر مجھے ایک نابغہء روزگار ہستی سے متعارف کروایا۔کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں!

افسوس! حضرت نذرؔ صابری رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں تاخیر ہوئی ورنہ میں ضرور ان کی قدم بوسی کے لیے ان کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا کیوں کہ میں راولپنڈی،اسلام آباد میں ایک طویل عرصہ بسر کر چکا ہوں۔اگر پہلے تعارف ہو جاتا تو میں ضرور ان کے کلام کے حوالے سے ان کے ادبی تعارف کی بھی کوشش ضرور کرتا۔اب جو میں نے ان کا کلام پڑھا تو افسوس ہوا کہ اتنی گہری فکر کا حامل پختہ کلام میری نظر سے اب سے پہلے کیوں نہیں گزرا تھا! میں نے حضرت نذرؔ صابری کے شعری وجدان پر حالیؔ،اقبال اور ظفر علی خاں جیسے بلند پایہ شعراء کے کلام کا پرتو محسوس کیا ہے۔فکر وخیال کی پاکیزگی اور اظہار کی طرفگی نے نذر صابری کو کلاسیکی مزاج کے ان اساتذہء فن کی صف میں لا کھڑا کیا ہے جو اپنے فن کو دینی اقدار کے احیا کے لیے استعمال کرنا اپنا فرض جانتے تھے۔میں حضرت کے کلام سے استفادہ کر رہا ہوں۔ہوسکتا ہے کبھی ان کے حوالے سے کوئی مضمون لکھنے کی بھی سعادت حاصل کرلوں!............میں نے حضرت نذر صابری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے چند موتی چنے ہیں وہی پیش کر رہا ہوں تاکہ میری روح کی تسکین کا باعث بننے والا کلام اہلِ ذوق کی مجلس میں بھی دہرایا جاسکے!

جو ان کے عشق میں آئینہ فام ہوجائے
نصیب اس کو حضورِ دوام ہوجائے
گلوں کے لب پہ ہیں نعتِ رسول کے موتی
کہو صبا سے ہمہ احترام ہوجائے

فرازِ عرش سے لوٹے تو راستے میں انہیں
غبارِ راہ سے لپٹا ہوا زمانہ ملا
اللہ کے ہاتھ میں ہے رسولؐ خدا کا ہاتھ
بیعت خدا کی نذرؔ ہے بیعت حضورؐ کی
تخلیق کائنات کا باعث حضورؐ ہیں
تزئین کائنات ہے بعثت حضورؐ کی
وہ زندگی جو خدمت ِدیں کے لیے ہو وقف
وہ زندگی ہے نذرؔ عنایت حضورؐ کی
جس پہ ترا قدم نہیں وہ نہیں راہِ زندگی
جس پہ ترا نشاں نہیں وہ نہیں منزلِ حیات
تیرے عدو کی زندگی موت ہے زندگی نہیں
تیرے شہید ناز کی مرگ بھی داخلِ حیات
بعد از رسیدنش بہ نہایاتِ قرب و شوق
رجعت بہ سوئے خلق، کمالِ محمدؐ است
(واماندگیٔ شوق،نذرصابری،اٹک)

مؤخرالذکرشعر دیکھیے کس خوبی سے غالب کی زمین کو قافیہ بدل کر استعمال کیا گیا ہے۔غالب نے کہا تھا ع حق جلوہ گرز طرزِ بیانِ محمدؐاست

نذر صابری نے بیان، کمان کے قوافی کی جگہ جمال، کمال کے قوافی رکھے! بحر و وزن وہی رہا جو غالب کی نعتیہ غزل کا تھا۔ان کے شعر میں ’’کمالِ محمد ﷺ‘‘ کا فکری نکتہ یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے حق سے واصل ہو جانے کے بعد بھی منصبِ نبوت (اللہ سے بندوں کو واصل کرنے کا فریضہ) قطعی نہیں بھلایا............اسی لیے وہ معراج سے بھی واپس آ کر بندوں میں گھل مل گئے۔

نبی علیہ السلام کی ’’رجعت بہ سوئے خلق‘‘ کو اگر صوفیانہ تناظر میں دیکھیں تو صوفیانہ تجربے اور پیغمبرانہ تجربے کا فرق واضح ہو جاتا ہے۔اس طرح نبی کے تجربے کی حقانیت، برتری اور عملیت (practicabilitiy) بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔علامہ اقبالؒ نے اپنے ایک خطبے میں اس فرق کو

واضح کرنے کے لیے عبدالقدوس گنگوہیؒ کے ایک قول سے ’’پیغمبرانہ ادراک اور صوفیانہ شعور‘‘ کے نفسیاتی فرق کو ظاہر کیا ہے ۔حضرت گنگوہی نے فرمایا تھا ’’حضرت محمد مصطفی ﷺ بلند ترین آسمان پر تشریف لے گئے اور واپس پلٹ آئے ،خدا کی قسم اگر میں وہاں جاتا تو کبھی واپس نہ آتا‘‘۔ ....اقبال نے کہا ’’صوفی کے لیے اتحاد کی لذت اس کی آخری منزل ہے مگر نبی کے لیے یہ تجربہ اپنے آپ میں دنیا کو ہلا دینے والی نفسیاتی قوتوں کو بیدار کرنے کا عمل ہے جس سے عالم انسانیت کو مکمل طور پر تبدیل کیا جاسکے‘‘۔

(تجدیدِ فکریاتِ اسلام ،علامہ اقبال ،ترجمہ ڈاکٹر وحید عشرت)

نذر صابری نے معراج کے تناظر میں جو شعر کہا ہے اس سے کمالِ نبوت کا اظہار معراج کی درست تفہیم اور نبی علیہ السلام کی عظمتوں کے راست ادراک کی عکاسی ہورہی ہے.................اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے ۔نعت کے لیے بلند خیالی اور فکر کی راست سمتی بہت ضروری ہے اور یہ دونوں اوصاف نذر صابری کے ایک ہی شعر سے بدرجہ ءاتم جھلک رہے ہیں ۔

نذر صابری کے کلام میں یقیناً ’’ہر جا جہانِ دیگر‘‘ ہے جس کے لیے ان کے پورے نظامِ فکر و فن کا بہت زیادہ سنجیدہ مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے ۔

بھائی شاکر! آپ نے تعزیتی پیغام کا حکم دیا ہے ۔میں شہیدِ فکر و فن اور اپنے جلو میں شفق رنگ فضا پیدا کرجانے والے نذر صابری کے لیے تعزیت نہیں کرسکتا ہے ۔میں تو انہیں زندہ دیکھ رہا ہوں ۔ان کے فکر و فن کے نگارخانے میں وہ موجود ہیں اور مجھے بھی دعوت دے رہے ہیں کہ ’’میرے لیے تعزیت کرنے کے بجائے میرے جادہ ءراست کو اپنا کر علم و فن کی دنیا کو صحیح خطوط پر استوار کرنے کی جدوجہد میں شامل ہو جاؤ!‘‘ ۔اللہ تعالیٰ پاکستانی ادباء وشعراء کو نذر صابری کی طرح اپنی صلاحیتوں کو اعلیٰ مقاصد کی ترویج کے لیے وقف کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور ان کی فکر کے سائے میں وجود پانے والے افکار کی افادیت کا ثواب مسلسل حضرت کی روح کو پہنچتا رہے (آمین!)

عزیز احسن

پیر: ۲۷ / صفر ۱۴۳۵ھ مطابق: ۳۰ / دسمبر ۲۰۱۳ء

نذر صابری کا غیر مطبوعہ نعتیہ کلام

وجہ فروغ چہرہ خوباں تمہی تو ہو
آب و ہوائے فصل بہاراں تمہی تو ہو
تازہ ہے جس سے روئے نگاراں تمہی تو ہو
پرخم ہے جس سے زلفِ عروساں تمہی تو ہو
صحرا ہیں جس سے رشکِ گلستاں تمہی تو ہو
ذرے ہیں جس سے خلد بداماں تمہی تو ہو
روشن سبھی چراغ تمہارے چراغ سے
کہتے ہیں جس کو بوذرؓ و سلماںؓ تمہی تو ہو
تسکیں سے آشنا ہے جہاں ذوقِ انتخاب
وہ خسروِ ولایتِ خوباں تمہی تو ہو
آزادۂ خزاں ہے جہاں نخل زندگی
اے جانِ آرزو وہ گلستاں تمہی تو ہو
جس کی جھلک سے وادیِ ایمن بھڑک اٹھی
اس نورِ برق پاش کے طوفاں تمہی تو ہو
جلووں سے جس کے زندگی گرمِ سفر ہوئی
اس صبحِ نو بہار کے ساماں تمہی تو ہو
کیونکر تمہاری بات نہ ہو حرفِ آخریں
مضمونِ کائنات کے عنواں تمہی تو ہو

۱۹۵۷ء

کون تھا مرکزِ اربابِ نظر آج کی رات
کس کو تکتے تھے کھڑے شمس وقمر آج کی رات

ڈال دی کیسے موانع نے سپر آج کی رات
کچھ بھی حائل نہ رہا جز بہ نظر آج کی رات

کس طرح فرش سے تا عرش بہ لمحاتِ چند
طے ہوا ذرہ بہ ذرہ یہ سفر آج کی رات

وسعتیں سہم گئیں رفعتیں پامال ہوئیں
جھک گیا طارمِ افلاک کا سر آج کی رات

کن کمالات کو پہنچا تھا عروجِ آدمؑ
کن مقامات سے گزرا تھا بشر آج کی رات

کیسے ممکن ہے بھلا وصف بیاں ہو اس کا
تھی تصور سے بھی آراستہ تر آج کی رات

جو بھی مانگو گے دعا، کیوں نہ میسر ہو گی
خود تجسس میں دعا کے ہے اثر آج کی رات

۱۹۵۷ء

کون پاکیزگی میں مجھ سا ہے
ان کا عہدِ شباب کہتا ہے
ان سا کہہ کر مجھے خجل نہ کرو
پاؤں پڑھ کر گلاب کہتا ہے
کعبہ جاؤ مدینہ مت جاؤ
کون خانہ خراب کہتا ہے
درس گاہِ حرا کا ہر فاضل
فکرِ ہندی کو خواب کہتا ہے
خود بھی وہ شخص لا جواب سا ہے
جو انہیں لاجواب کہتا ہے
وہ سحر ہیں مجھے کرن لکھو
مجھ سے یہ آفتاب کہتا ہے
وہ سنیں گے مرا فسانۂ دل
ہاں! مرا اضطراب کہتا ہے

(۱۹۹۳ء)

ازل کا بندِ قبا گر نہ کھولتے احمد
جمالِ یار کے انوار پھیلتے کیونکر
نہ ٹوٹتا جو طلسمِ جہانِ بے رنگی
تو رنگ رنگ کے گلزار پھیلتے کیونکر
فلک پہ مہرِ جہاں تاب کب طلوع ہوتا
زمیں پہ ابرِ گہر بار پھیلتے کیونکر
زمینِ بدر میں پاؤں اگر اکھڑ جاتے
جہاں میں صاحبِ کردار پھیلتے کیونکر
اگر نہ سرورِ کونین نرم خو ہوتے
تو ان کے گرد طلب گار پھیلتے کیونکر
غضب سے ان کا کرم گر نہ تیز تر ہوتا
جہاں میں مجھ سے گنہگار پھیلتے کیونکر
جو ان کی سیرتِ کبریٰ نہ حاشیئے لکھتی
کلامِ پاک کے اسرار پھیلتے کیونکر
نظر فروز نہ ہوتے دھواں دھواں گیسو
مطالعاتِ رخِ یار پھیلتے کیونکر
تمہارے لطف سے بالیدگی میسر تھی
وگرنہ نذر کے اشعار پھیلتے کیونکر
(۱۹۹۳ء)

وہ رہنما کہ رہبر یکتا کہیں جسے
قاصد کہیں کہ مقصدِ اقصیٰ کہیں جسے

حسنِ تمام و لطفِ سراپا کہیں جسے
روحِ نشاط و جانِ تمنا کہیں جسے

قدسی بہارِ طوبیٰ و سدرہ کا نام دیں
خاکی غرورِ یثرب و بطحا کہیں جسے

تیرے سوا جہاں میں بھلا اور کون ہے
اسرا کی منزلوں کا شناسا کہیں جسے

آدمؑ کے سر بندھا تو سجی بزمِ کائنات
تیری تجلیات کا سہرا کہیں جسے

ابھرا، چلا، بڑھا ترے قدموں کو چوم کر
صبحِ ظہورِ کن کا اجالا کہیں جسے

کیا سوچ کر اسیر کیا عنکبوت نے
پہنائے کائنات کا عنقا کہیں جسے

سر پر ترے نثار ہوا ہے ورَق ورَق
حمزہؓ عرب کا لالۂ صحرا کہیں جسے

دائم رواں دواں ہے تلاشِ نشیب میں
تیری نوازشات کا دریا کہیں جسے

شامل ہو تیرا شوق تو معراجِ دل لگے
ہم لوگ عرفِ عام میں سجدا کہیں جسے

رکھتا ہوں کچھ شمار درود و سلام کا
تیری شفاعتوں کا بہانا کہیں جسے

کب سے ہے تیری بھیگی ہواؤں کا منتظر
یہ نذر ایک دشتِ تمنا کہیں جسے
(اپریل مئی ۱۹۹۳ء)

که جیسے طبع کو میلان بھولتے ہی نہیں
که جیسے درد کو درمان بھولتے ہی نہیں
که جیسے کھیت کو دہقان بھولتے ہی نہیں
که جیسے جانور استھان بھولتے ہی نہیں
که جیسے شاخ کو پتوں کو پھول کلیوں کو
نمِ بہار کے فیضان بھولتے ہی نہیں
اسی طرح تری نعمت کے خوشہ چینوں کو
ترے دیار کے احسان بھولتے ہی نہیں
جو مینہ پہاڑ پہ برسا ادھر بھی آئے گا
که جوئے آب کو ڈھلوان بھولتے ہی نہیں
وہ بایزید زمانہ، جنیدِ دوراں ہیں
جو لوگ آپ کے فرمان بھولتے ہی نہیں
پہنچ سکی نہ کبھی تیری جلوہ گاہوں تک
مری نگاہ کو نقصان بھولتے ہی نہیں
میں جب گیا ہی نہیں نذر کس طرح کہہ دوں
که اس دیار کے احسان بھولتے ہی نہیں

(نومبر ۱۹۹۳ء)

جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں
جبین عقیدت کو خم دیکھتے ہیں
میں لیتا ہوں نام ان کا گر میکدے میں
مجھے کس نظر سے صنم دیکھتے ہیں
مہِ من دکھا جاؤ دیدارِ پیشیں
ہلالِ سی ام لوگ کم دیکھتے ہیں
یہ گلکاریاں کب ہیں آساں قلم کی
قلم کا ہوا سر قلم دیکھتے ہیں
تری اک نگاہ کرم ہو تو پھر ہم
قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتے ہیں
جنہیں تو نے دل کا غنی کر دیا ہے
وہ کب سوئے دارا و جم دیکھتے ہیں
بگولے کہ صورت خراماں ملا ہے
ترے نذر کو جب بھی ہم دیکھتے ہیں

(جنوری،فروری ۱۹۹۴ء)

اے فروغِ مطلعِ صبحِ اِزل
اے ہزاراں آفتاب اندر بغل
اے زتو تازہ گلستانِ خلیل
اے زتو ادیانِ باطل در خلل
اے سناں در سینۂ شرکِ وجود
اے قضا بر گردنِ لات وہبل
ہر گلے کز جوئبارت سر زند
می نماید پاک چوں روئے کنول
ہر کجا شد ہمتِ تو پرفشاں
قدسیاں را شد پرِ پرواز شل
صورتِ تو بے مثال و بے نظیر
سیرتِ تو بے عدیل و بے بدل
آفتابِ تو نداند مغربے
روزگارت لا یزال و لم یزل
آدمی را تا مقامِ کبریا
اسوۂ تو ہست دستورالعمل
در ضمیرم شعلۂ سینا بریز
تا سرائم نعت در رنگِ غزل
با سرودِ حوریاں پہلو زند
لفظ کاندر نعتِ من یابد محل
(۱۰،۱۱فروری ۹۴ء)

جو مستنیر ہوا ان کے نور صحبت سے
بلا کا حسن، غضب کی نمود رکھتا ہے
وہ شہسوار یگانہ رکاب میں اپنی
مسیحؑ و آدمؑ و موسیٰؑ و ہودؑ رکھتا ہے
انھی کے نور سے قائم ہے خیمۂ ہستی
ہر اک وجود انھی سے وجود رکھتا ہے
کچھ احترام مرے نامۂ عمل کا رہے
کہیں کہیں یہ متاعِ درور رکھتا ہے
تمھاری سیرِ سمٰوٰت سے ہوا روشن
کہ جبرئیل امیں بھی حدود رکھتا ہے
جنابِ نذر سے محفل مہکتی رہتی ہے
دلِ گداختہ مانندِ عود رکھتا ہے
(۱۹ جولائی ۱۹۹۸ء)

دلربا، دلبر، دلارا مل گیا
ماہ پیکر، ماہ پارا مل گیا

بے سہاروں کا سہارا مل گیا
سب سہاروں کا سہارا مل گیا

روح کو تسکین، جان و دل کو چین
نام ان کا جب پکارا مل گیا

بخشش امت ہے گویا جیب میں
والضحیٰ سے یہ اشارا مل گیا

حسن کب رہتا ہے آئینہ سے دور
ہم نے جب دل کو سنوارا مل گیا

اللہ اللہ ان کا بارانِ کرم
نیل سے گنگا کا دھارا مل گیا

انبیا کو بھی رہی ان کی تلاش
یہ مقدر تھا ہمارا مل گیا

جو ملا ہے اس کے بھی قابل نہ تھا
کس نے جو چاہا ہے سارا مل گیا

رب ارنی کی صدا رخصت ہوئی
جلوۂ حق آشکارا مل گیا

(۲۱،۲۰جولائی ۹۹ء)

دل پر انوار ہو گئے ہوں گے
ذہن سرشار ہو گئے ہوں گے
اس قدر تیز تھی جو روحِ عمل
دشت گلزار ہو گئے ہوں گے
کان میں پڑ گئے جو بول ان کے
درِّ شہوار ہو گئے ہوں گے
ان نے پھینکے جو بدر میں کنکر
جانے کیا یار ہو گئے ہوں گے
روئے یزداں کو دیکھنے کے لیے
عرش سے پار ہو گئے ہوں گے
گردشیں تھم گئیں ستاروں کی
محوِ دیدار ہو گئے ہوں گے
نذر کیوں اس قدر خراماں ہے
چند اشعار ہو گئے ہوں گے
(۲۰۰۰ء)

روئے روشن وہ ترا گیسوئے خمدار کے ساتھ
جیسے خورشید چڑھ آیا ہو شبِ تار کے ساتھ

بدر سے فتحِ مبیں تک ہے صدائے پیہم
معرکے ہوتے ہیں سرخوبیٔ کردار کے ساتھ

نغمۂ حمد سے جھوم اٹھے گا عالم سارا
لہلہائے گا لِوا ندرتِ گفتار کے ساتھ

گاذرِ داغِ معاصی ہے زیارت تیری
دھل گیا دامن دل آپ کے دیدار کے ساتھ

ان کے بنتے ہو تو خطروں سے گزرنا ہو گا
بجلیاں ہوتی ہیں ہر ابر گہربار کے ساتھ

جھوٹ یا سچ ہے مگر دور سے آتا ہے نظر
رحمتیں رقص میں ہیں ندرِ سیہ کار کے ساتھ

(۱۸ اگست ۲۰۰۲ء)

پڑھوں جو سیرتِ کبریٰ تو جا بجا مجھ کو
کبھی لگے کہ بشر ہیں، کبھی بشر تو نہیں
مدینہ جاؤ تو پھر لوٹ کر کے گھر آؤ
یہ شہر آخری منزل ہے رہگذر تو نہیں
ہے ضبط اِشک سے میرے چمن کی شادابی
مری بہار فقط وقفِ چشمِ تر تو نہیں
یہ اور بات کہ وہ بے نیاز رہتے ہوں
وہ میرے حال سے واقف ہیں بے خبر تو نہیں
کھڑا ہوں کب سے ترے در پہ ہاتھ پھیلائے
یہ سوچتا ہوں مری آہ بے اثر تو نہیں
سراپا ہوش رہیں بارگاہِ نبوی میں
کہ بے شعور حضوری بھی بے خطر تو نہیں
(جنوری ۲۰۰۵ء)

’’واماندگیِ شوق‘‘

ایک سرسری جائزہ

ڈاکٹر سعد اللہ کلیم

’’واماندگیِ شوق‘‘ چوہدری غلام محمد نذر صابری کی نعتوں کا مجموعہ ہے جسے محفل شعر و ادب نے ملٹری پرنٹنگ پریس اٹک سے شائع کیا ہے۔اس کتاب کی اشاعت میں جن افراد اور اداروں نے خدمات انجام دی ہیں ان کا تشکر اور اعتراف صاحب کتاب کا اپنا منصب ہے۔اس مجموعے کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ معنون کیا گیا ہے۔ظاہر ہے اس کا ان سے زیادہ کون حق دار ہوسکتا ہے۔حضرت حسّان بن ثابت ؓ کو مخاطب کرتے ہوئے میں اتنا عرض کروں گا کہ حضورؓ! آپ نے سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں اپنے منظوم جذبات کا اظہار کر کے جس روایت کا اظہار کیا ہے، ہم اس کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اور ہمیں فخر ہے کہ اس وقت پاکستان نعت کے میدان میں پوری اسلامی دنیا کا سرخیل ہے۔مقدار اور معیار دونوں اعتبار سے اس کا پہلا نمبر ہے۔اس مجموعے میں کل چالیس نعتیں شامل ہیں (چالیس کا عدد قابل غور ہے) ان میں سے دو فارسی اور ایک پنجابی اور باقی اردو میں ہیں۔زیادہ کی ہیئت غزل کی ہے، دو ایک مستزاد ہیں، ایک آدھ کو چھوڑ کر باقی سب مطلعے موجود ہیں۔مقطع کے سلسلے میں البتہ یہ پابندی ملحوظ خاطر نہیں ہے البتہ جہاں مقطع ہے خوب ہے۔اکثر اپنے تخلص کی معنویت سے استفادہ کرتے ہوئے دوہرا لطف پیدا کر دیا گیا ہے:

کہا یہ نذرؔ سے شرما کے حور نے یا رب
نظر نہ ہم سے ملائے غلام کس کا ہے

’’نذر‘‘ ’’ذ‘‘ کے ساتھ اور ’’نظر‘‘ ’’ظ‘‘ کے ساتھ اور ’’غلام‘‘ میں لفظی اور معنوی رعایت نے شعر کو معنوی اور فنّی دونوں اعتبار سے پرلطف کر دیا ہے، اسی طرح:

غبارِ راہ مدینہ لباس ہو میرا
نیاز و نذرؔ کا اظہار تام ہو جائے
وہ زندگی جو خدمت دین کے لیے ہو وقف
وہ زندگی ہے نذرؔ عنایت حضور کی

ہر تخلیق میں تخلیق کار کی شخصیت منعکس ہوتی ہے چنانچہ نذر صابری کی نعت میں مقطع کا کم تر ہونا ان کی اس خصوصیات کا اظہار ہے کہ وہ اپنی ذات کی نمائش سے اکثر گریزاں رہتے ہیں۔ یہ انفعالیت کی صورت ان کی شخصی حیاداری کا ایک فنّی اظہار ہے۔ اسی حوالے سے ان کے اس مجموعی میں ایک خاص بات آپ نے نوٹ کی ہو گی کہ اپنا نام کم لینے کے علاوہ اپنی اس محبوب ہستی کا نام بھی بہت کم لیا ہے جو یہاں ان کے تمام تر عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز رہی ہے، تمام مجموعہ پڑھ جائیں پہلی بار ص ۵۴ پر آپ کو وہ نعت ملے گی۔ اس سے پہلے البتہ ایک فارسی نعت کی ردیف ہے ''محمدؐ است'' اور یا ص ۲۹ کی نعت میں ایک یہ اسم پاک آیا ہے اور اس کے بعد پھر آخر تک چلے جائیں، آپ کو یہ اسم پاک نظر نہیں آئے گا، ان کی نعت کا ہر شعر ہی نہیں ہر لفظ جس پاک نام کی خوشبو سے مہک رہا ہے وہ پاک نام حجاب میں کیوں ہے؟ میرے نزدیک یہ محبت اور عقیدت کا ایک منفرد رویہ ہے جو صرف مشرق بلکہ برصغیر کے ساتھ خاص ہے، ہم جس کے ساتھ محبت کرتے ہیں، اس کا نام نہیں لیتے یہ محبت کی وہ قسم ہے جس میں عقیدت اور احترام پرستش کی اُن حدود کو چھو رہے ہوتے ہیں جہاں طالب اور مطلوب میں صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ جاتا ہے مگر رہتا ضرور ہے۔ میرؔ نے جب کہا تھا:

دور بیٹھا غبار میرؔ اس سے
عشق بن یہ ادب نہیں آتا

تو اس سے مراد یہ ہے کہ ادب بلند معیار عشق سے خالی نہیں ہوتا مگر یہ عشق بھی ادب سے خالی نہیں ہوتا۔ ویسے تو نعت بجائے خود نبی اکرم ﷺ سے عقیدت اور محبت کا اظہار ہے مگر نذر صابری صاحب نے جس طرح ڈوب کر نعت کہی ہے اس میں اصولی طور پر والہانہ پن کا پہلو زیادہ نکھرا ہوا اور احتیاط کا پہلو ہاتھ سے نکلتا ہوا محسوس ہونا چاہیے تھا مگر ایسا نہیں ہے۔ جیسا کہا گیا ہے انھوں نے عشقِ رسول ﷺ میں ادب و احترام کو ہر جگہ ملحوظ رکھا ہے۔ ان کے شخصی رویوں میں جذبات اور عقل کے تناسب میں جذبات ذرا سے غالب نظر آتے ہیں مثلاً دوستوں کے ساتھ رویے میں کبھی جذبات غالب دکھائی دیتے ہیں تو کم از کم نعت میں انھوں نے جذبات اور عقل کے خوبصورت، متوازن امتزاج کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ ان کے لیے دوستوں سے ہفتے میں ایک آدھ بار ضرور ناراض ہو جانا تو کوئی بڑی بات نہیں وہ تو خدا سے بھی مہینے میں ایک دو بار لڑ لیتے ہیں لیکن کیا مجال کہ بارگاہ مصطفی ﷺ میں بیباکی سے کہیں پلک بھی جھپکی ہو۔

غزل سے نعت کی طرف آنے والے یا دونوں اصناف میں طبع آزمائی کرنے والے

شعرا کو یہ خطرہ درپیش رہتا ہے کہ نعت میں بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر غزل کا لب ولہجہ در آئے کیونکہ عشق ومحبت کے جذبات دونوں اصناف میں مشترک ہوتے ہیں۔رسول پاک ﷺ کی ذات سے عشق ومحبت کا نہ ہونا بھی گناہ ہے اور آپ ﷺ کے حضور لہجے کی ذرا سی گستاخی بھی گناہ۔میرے خیال میں نعت گوئی کا یہی مرحلہ سب سے مشکل ہے۔عشق کے بغیر شعر تک بندی رہ جاتا ہے اور عشق میں ذراسی بے باکی اس سرکار ﷺ میں تو شاید معافی کے قابل ہو مگر خدا اپنے محبوب کے حضور گستاخی کو کیسے معاف کرے گا۔ان تمام مراحل سے نذر صابری کی نعت کا یوں کامراں گزرتی ہے کہ جیسے اس کا کوئی ان دیکھا ہاتھ گزر رہا ہو!

محفلِ شعروادب جس نے یہ خوبصورت مجموعہ شائع کیا، چودھری صاحب اس کے بانی بھی ہیں اور معتمدِ عمومی بھی ہیں۔وہ اس حلقے کو کئی سالوں سے چلا رہے ہیں۔شروع شروع میں یہ مروّجہ مفہوم میں ایک عام ادبی تنظیم تھی مگر بتدریج اس نے جس سمت میں سفرِ شوق جاری رکھا، آج آپ اسے محفلِ نعتِ رسول ﷺ کا نام دے سکتے ہیں۔اس حرکت کے عقب میں اس کے معتمد کی محبت رسول ﷺ ایک توانائی کی طرح کام کر رہی ہے۔یہ جذبات عشق محبت عام نہیں ہوتے اور نہ ہر کسی کے نصیب میں ہوتے ہیں۔نذر صابری کے الفاظ میں نعت رسول ﷺ ان کی پوشاک ہے جسے پہن کر وہ جہنم سے بھی گزرے تو گلزار بن جائے گا۔میں نے عشق رسول میں کبھی کبھی ان کو اس طرح پایا ہے کہ جیسے کوئی شخص فنا فی الرسول ﷺ کے درجے پر فائز ہو، میرے نظریہ شعور کے مطابق یہ مرکزی توانائی ہے جو ان کی نعت کو زندہ رکھتی ہے۔ویسے روایتی الفاظ میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے اور بڑے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ آپ کو ان کے اشعار میں کہیں کوئی فنّی نقص کم بل کہ بہت ہی کم ملے گا۔زبان و بیان، روزمرّہ، محاورے، وزن اور بحر، قافیہ اور ردیف کہیں آپ کو جھول نظر نہیں آئے گا۔صرف یہی نہیں بلکہ شعری صنعت کے لحاظ سے آپ کو متعدد خوبیاں دکھائی دیں گی مثلاً صنعتِ تقابل وتضاد وتکرار حسین الفاظ، مترادفات کا برموقع استعمال لفظی اور معنوی رعایت، مراۃ النظیر حسنِ تحلیل وغیرہ لیکن ان جملہ صنائع بدائع کا استعمال ان کا شعوری میکانکی عمل نہیں، ایک خودکار بے ساختہ ہے کچھ مثالیں دیکھتے ہیں۔

وہ دکھ تو مداوا، وہ لب تشنہ تو دریا، وہ عیب تو پردہ

اس ایک مصرع میں صنعت تِضاد وتقابل اور تکرار الفاظ حسین کا منظر قابل توجہ ہے:

تم ہی سحر کا جوش ، تم ہی شام کا سکون
تم ہی چمن کا رنگ ، صبا کا خرام ہو

اس ایک شعر میں بیک وقت مراۃ النظیر اور حسنِ تعلیل جلوہ دے رہے ہیں،اگر الفاظ کی ساخت میں آوازوں کی ہم آہنگی کا نظارہ کرنا ہو تو ص ۲۵ پر ان کی وہ نعت ملاحظہ کیجیے جو ہیئت میں مستزاد ہے اور جس کا سرنامہ ہے''اے صاحب معراج''اس قسم کی صنعت کاری اگر تلاش کی جائے تو عام ملے گی مگر یہ لباس ایک زندہ شعر کے وجود پر ہی سجتا ہے،نعت کے شعر کو زندگی ان پرخلوص سچے جذبات سے ملتی ہے جن کا منبع اور مصدر عشق و محبت رسول ﷺ رہا ہو اور جیسے کہ پہلے عرض کیا ہے۔ان سچے اور سچے جذبات کی نذر صابری کے ہاں کبھی کمی نہیں رہی چوں کہ صاحب کتاب پسند کرتے ہیں کہ ان کی عیب چینی کی جائے حالاں کہ تنقید کا مقصد مزح و ذم سے بلند تر ہوتا ہے تاہم مناسب ہے ان کی پسند کا لحاظ رکھتے ہوئے میں دو ایک مقامات کی طرف آخر میں اشارہ کرتا چلوں جہاں میں نے محسوس کیا ہے کہ یوں نہ ہوتا تو بہتر تھا،ایک تو ۲۲ صفحے پر شامل نعت جس کا قافیہ دھو، بو،تو وغیرہ ہے اور ردیف ہے''کرگیا ہے''اس میں ایک شعر ہے:

نشان راہ اس کے طور و سدرہ
یہاں تک ارتقا لو کر گیا

شعر میں لفظی یا معنوی طور پر کوئی نقص واقع نہیں ہوا مگر پہلا مصرع قاری کے اندر جو تجسس اُبھارتا ہے،دوسرا مصرع اس کو سہارنے سے قاصر رہا ہے اور صاف نظر آتا ہے کہ شاعر نے''لو'' کا قافیہ استعمال کرنے کے لیے یہ مصرع جوڑا ہے،اسی نعت کا مطلع ہے:

شجر کے دل میں گھاؤ کر گیا
حجر تک میں رچاؤ کر گیا

یہاں''گھاؤ''اور رچاؤ کے الف سے عمودی بلندی سے آواز جب ہمزہ اور واؤ کی نسبت کُشادہ قوس سے گزر کر ردیف تک آتی ہے اور ردیف کے پھر عمودی اور اُفقی آواز سے ہم آہنگ ہو کر ایک جھنکار کو جنم دیتی ہے''لو'' کے قافیے میں وہ بات نہیں بنتی ویسے تو یہ آخری بات تھی مگر اس دعوت کام و دہن کی اخیر تلخی کی بجائے مٹھاس پر ہو تو اچھا لگے گا۔نذر صابری کی نعت میں تغزل نے جو لطف پیدا کیا ہے،وہ خاصے کی چیز ہے۔عام شاعر احتیاطاً تغزّل سے پہلو بچاتے بچاتے رسمی اور روایتی مضامین سے آگے نکل ہی نہیں پاتے مگر نذر صابری جو ولیؔ سے بھی زیادہ جمال پسند واقع ہوئے ہیں،آنکھیں بند کر کے اس آگ میں چھلانگ لگا جاتے ہیں اور ان کے اندر کی سچائی اس آگ کو ان پر گلزار کر دیتی ہے۔

نذر صابری

اور ''واماندگی شوق'' کی نعت

______ محمد عظیم بھٹی

ابتدائیہ:

اٹک جیسے اقتصادی لحاظ سے پسماندہ علاقے میں، جہاں ذرائع ابلاغ اور وسائل اشاعت نہ ہونے کے برابر ہیں، کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے کے مالی تعاون کے بغیر محترم نذر صابری صاحب نے جو علمی و ادبی کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں اور جن کی تفصیل اگلے صفحات میں دی جارہی ہے، ان کو دیکھ کر اقبال کا یہ شعر بے ساختہ زبان پر آجاتا ہے:

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش، جس کو حق نے دیے ہیں انداز خسروانہ

حال ہی میں ان کے نعتیہ کلام کا انتخاب ''واماندگی شوق'' کے نام سے اشاعت پذیر ہوا ہے۔ اگرچہ وہ قریباً پچاس سال سے اردو اور فارسی میں بلند پایہ نعتیں لکھتے آرہے ہیں جو ملک کے معیاری جرائد میں شائع ہوتی رہی ہیں لیکن مجموعہ نعت کی عدم اشاعت کے باعث نعت پر لکھے جانے والے کسی تحقیقی و تنقیدی جائزے میں ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔

ہم نے ایک طالب علم کی حیثیت سے ''واماندگی شوق'' کا مطالعہ کیا ہے اور قارئین کرام کو اپنے مطالعے میں شریک کرنے کے لیے یہ سطور قلم بند کر رہے ہیں۔ ان میں ہم نے محترم نذر صابری صاحب کی شخصیت اور نعت گوئی کے تذکرے کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیا ہے کیونکہ جب تک ان کا ذاتی پس منظر سامنے نہ ہو، ان کی نعت گوئی کا صحیح جائزہ پیش نہیں کیا جاسکتا۔

شخصیت

محترم نذر صابری صاحب ایک صاحب علم، دیندار، خوش خصال اور مخلص انسان ہیں۔ وہ

اعلیٰ تعلیم یافتہ، صاحبِ ذوق، خوش گفتار اور دوست نواز ہونے کے علاوہ ایک بلند پایہ محقق، نکتہ رس ادیب اور خوش فکر شاعر بھی ہیں۔ وہ صاحب نسبت بھی ہیں اور حضرت مولانا نواب الدین رمداسیؒ (حافظ مظہر الدین کے والد بزرگوار) کے دستِ حق پرست پر بیعت۔ بایں ہمہ وہ انکساری کے پیکر اور خوش اطواری کا مجسمہ ہیں۔ ہمارے ان سے گذشتہ چالیس برس سے نیاز مندانہ تعلقات ہیں اور ہم نے ان کی ہمہ جہت شخصیت سے ہمیشہ کسبِ فیض کیا ہے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

کسی شخصیت کا صحیح تعارف اس کی ان کارہائے نمایاں سے ہوتا ہے جو اس نے اپنے خاص میدانِ عمل میں سرانجام دیے ہوتے ہیں۔ محترم نذر صابری صاحب کی تمام سرگرمیاں علم و ادب کے شعبے سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہاں ہم مختصر طور پر ان کا جائزہ پیش کرتے ہیں تاکہ قارئین کرام کو ان کی شخصیت اور کارکردگی سے کماحقہ آگاہی ہو سکے۔

عزیز عبدالستار نے زیرِ نظر کتاب ''واماندگی شوق'' میں محترم نذر صابری کے جامع تعارف میں ان کے خاندان، تعلیم و تربیت، سلسلہ ملازمت، اٹک میں آمد اور یہاں فرائضِ منصبی کے علاوہ علم و ادب کی ترویج اور فروغ کے لیے مخلصانہ کوششوں کا تفصیل سے ذکر کر دیا ہے اور ان کی تکرار مناسب نہیں ہے تاہم اٹک کے علمی و ادبی ماحول کو متاثر کرنے میں ان کی بے لوث سعی و کوشش کا تذکرہ نہ کرنا زیادتی ہو گی۔

۱۹۴۸ء میں اٹک تشریف آوری کے بعد محترم نذر صابری صاحب نے علمی و ادبی سرگرمیوں میں وسعت اور ارتکاز پیدا کرنے کے لیے ۱۹۵۷ء میں محفل شعر و ادب قائم کی جس نے باقاعدگی سے مشاعرے اور تنقیدی اجلاس منعقد کرنے کے علاوہ اب تک درج ذیل کتابیں بھی شائع کیں:

(۱) رومی و تبریزی: یوم مولانا روم پر پڑھے گئے مقالات کا مجموعہ
(۲) گلدستہ نعت: چودھویں صدی ہجری کی آخری شام کے یادگار نعتیہ مشاعرہ کا انتخاب
(۳) عکس رخ یار: شاکر القادری کا رباعیات خیام کا ایک خوبصورت منتخب اردو ترجمہ
(۴) آبروئے ہر دوسرا: یوم میلاد النبیؐ پر پڑھے گئے مضامین کا انتخاب

اس کے علاوہ انھوں نے ذاتی شوق کے باعث ضلع بھر کے نجی اور جامعاتی کتب خانوں کا نہ صرف جائزہ لیا بلکہ ان کے علمی ذخیروں کی فہرست سازی بھی کی۔ اس صورت حال کے

پیش نظر کتب خانوں کے تحفظ، استفادے اور علمی سرمایہ کے ضیاع کو روکنے کے لیے انھوں نے ۱۹۶۳ء میں مجلس نوادرات علمیہ اٹک کی تشکیل کی جس کے زیر اہتمام علمی نوادر کی دو نمائشیں بالترتیب ۱۹۶۳ء اور ۱۹۸۰ء میں منعقد کیں۔ نمائشوں کے علاوہ مجلس کی کاوشوں سے درج ذیل نادر قلمی کتابوں کو طباعت کے مراحل سے گزار کر منظر عام پر لائے:

(۱) نوادرات علمیہ (جو ۱۹۶۴ء کی نمائش مخطوات کی تفصیلی فہرست ہے)

(۲) دیوان شاکر اٹکی (شاعر کا فارسی دیوان جس میں اس کا کچھ اردو کلام بھی شامل ہے۔ اردو ادب کے مؤرخوں نے اس دریافت کی بے حد تعریف کی ہے)

(۳) مجمل فہرست مخطوطات فارسی کتب خانہ مولانا محمد علی مکھڈیؒ (خلیفہ حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ)

(۴) غایۃ الامکان فی معرفت الزمان والمکان (محمود اشنوی کا یہ نادر رسالہ جو علامہ اقبالؒ کے پیش نظر بھی رہا لیکن اس کی تالیف کے بارے میں شکوک تھے۔ محترم نذر صابری نے مختلف نسخوں کی مدد سے ان شبہات کا ازالہ کیا)

(۵) قصۃ المشائخ (محمد زاہد اٹکی کا فارسی تذکرہ جو اس علاقے کے معاصر تاریخی اور علمی واقعات اور اشخاص کا احاطہ کرتا ہے)

مجلس نوادرات علمیہ اٹک کا ایک اہم کتبہ کامرا کی دریافت ہے جو اس نے کسی معاوضہ کے بغیر ۱۹۷۵ء میں ٹیکسلا میوزیم میں ایک خصوصی تقریب میں حکومت پاکستان کے سپرد کیا۔ یہ کتبہ بادشاہ کنشک کے عہد سے تعلق رکھتا ہے۔

نعت گوئی:

محترم نذر صابری صاحب کے شخصی کارناموں کے بعد اب ہم ان کے مجموعہ نعت ''واماندگی شوق'' کا ایک مختصر مطالعہ پیش کرتے ہیں۔

نعت گوئی ایک بے حد مشکل فن ہے اور زبان و بیان میں انتہائی احتیاط کا تقاضا بھی کرتا ہے۔ جب تک نعت گو شاعر کے دل میں عشقِ رسولؐ کے جذبات موجزن نہ ہوں، اس کو دامن محمدؐ سے وابستگی کا شدید احساس نہ ہو، حضور پرنورؐ کے سامنے اپنے عجز و انکسار کا اعتراف نہ کرے، اس کے

تخیل میں نبی کریمؐ کے اسوہ حسنہ کے اوصاف موجود نہ ہوں،نعت میں پاکیزگی، رفعت، سپردگی اور سوز وگداز پیدا نہیں ہوتا۔یہی وہ تقاضے ہیں جن کے پورا کیے بغیر نہ تو نعت میں حسن ولطافت پیدا ہوسکتا ہے اور نہ ہی دلکشی اور اثر انگیزی کیونکہ نعت بہر حال شاعری ہے،نثر نہیں۔

محترم نذر صابری صاحب کے ہاں عشق رسولؐ میں ڈوبا اور سوز وگداز بھرا ہوا دل ہے۔وہ حضور پاکؐ کے وجود مسعود کے بغیر حیات وکائنات کا تصور بھی نہیں کرتے۔ان کا پختہ ایمان ہے کہ:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

وہ حتی المقدور آپؐ کی سنت مطہرہ پر عمل پیرا ہونے میں کوشاں رہتے ہیں۔انھیں آپؐ کے دامن پاک سے وابستگی طور پر بجا طور پر ناز ہے اور وہ اسم با مسمیٰ بھی ہیں۔یاد رہے کہ ان کا اسم گرامی ''غلام محمد'' ہے۔

اس ذاتی پس منظر کے ساتھ اب ان کے چند ایسے نعتیہ اشعار پڑھیے جن میں ان کا جذبہ عشق رسولؐ اور زبان وبیان پر عبور بدرجہ اتم موجود ہے جن کے باعث اشعار میں وہ صفت پیدا ہوگئی ہے کہ ''از دل می خیزو بر دل می ریزد۔''

ہستی ہے تری باعث تخلیق دو عالم
اے حسن مجسم
خالق ترا مشتاق تو مخلوق ہے محتاج
اے صاحب معراج

....

یوں آ رہی ہے دل میں تری یاد مشکبار
محسوس ہو رہا ہے کہ گویا تمہی تو ہو

....

گر یہی صورت رہی سوز و گداز نذر کی
دیکھنا یہ دل بہار جاوداں بنتا گیا

....

غبارِ راہِ مدینہ، لباس ہو میرا
نیاز و نذر کا اظہارِ تام ہو جائے

....

میں ختم ہوا چاہتا ہوں آتش غم سے
اے ابر کرم! جلد برس، دیر نہ کر اور

....

گر فکر ہو تو تیری اطاعت کی فکر ہو
گر غم رہے تو تیری محبت کا غم رہے

....

اورخاص طور پر پنجابی نعت کا یہ شعر ملاحظہ ہو:

جلاں عود وانگوں تری جالیاں تے
وجود اپنا تیں تھیں سجن وار دیواں

نعت ایک ایسی پاکیزہ صنف سخن ہے جسے اپنے خاص موضوع یعنی تصیف رسول کریمؐ کے باعث منفرد حیثیت حاصل ہے۔نعت کسی بھی ہیئت میں کہی جا سکتی ہے اور کہی جا رہی ہے۔اس کا فن اپنے موضوع کی تخصیص کا مرہونِ منت ہے البتہ یہ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ نعت اپنے موضوع،انتخاب الفاظ،طرز ادا اور ابلاغ تاثر کے اعتبار سے غزل کے بے حد قریب ہے۔نعت اور غزل دونوں کا موضوع عشق ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ جہاں نعت کا موضوع مرکز کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک ہے وہاں غزل صرف مرکز نگاہ محبوب کی ذات تک محدود ہے۔ بہر حال موضوع کے اس اشتراک کا ایک نتیجہ ضرور برآمد ہوا ہے اور وہ یہ کہ آج کل نعت بیشتر غزل ہی کی ہیئت میں کہی جا رہی ہے جو کسی طرح ناپسندیدہ عمل نہیں بلکہ اس میں شاعر کے لئے ایک سہولت بھی موجود ہے جس کی طرف ہم آگے چل کر اشارہ کرتے ہیں۔

''واماندگی شوق'' کی زیادہ تر نعتیں بھی غزل کے انداز میں رقم کی گئی ہیں۔اس انداز کے اختیار کرنے کے باعث محترم نذر صابری صاحب کی ان نعتوں میں حضور پاکؐ کے شمائل حسنہ اور خصائل طیبہ کے بیان میں وسعت، ہمہ گیری اور تنوّع پیدا ہو گیا ہے۔نیز شاعر کے دل و دماغ میں عشق رسولؐ سے پیدا ہونے والی کیفیات کے اظہار میں اختصار، اشاریت اور سوز و گداز کی خصوصیات آ گئی ہیں۔چند اشعار سے مذکورہ بالا امور کی وضاحت ہو جائے گی۔

کلی کلی کی زبان پر یہ نام کس کا ہے؟
نسیمِ صبح بتا! ذکرِ عام کس کا ہے؟

....

لیتی ہے جس سے زندگی بھی درسِ زندگی
وہ رشکِ صد ہزار مسیحا تمہی تو ہو

....

تیری نظر نظر چمن، تیرا قدم قدم عدن
تیرا نفس نفس ختن، تیرا بدن دلِ حیات

....

محترم نذر صابری صاحب نے اپنی نعت کو تنگنائے غزل ہی میں پابند نہیں کیا بلکہ ہمیشہ موضوع کی اہمیت کو اوّلیں ترجیح دیتے ہوئے تکنیک کے کچھ تجربے بھی کئے ہیں۔مثلاً انھوں نے غزل کی ہیئت میں نعت مسلسل لکھی ہے،ایک ہی قافیہ و ردیف میں دوغزلہ کی طرح دو دو نعتیں بھی کہیں ہیں۔اس کے علاوہ نظم کی مختلف ترکیبی شکلیں استعمال کی ہیں۔نمونے کے طور پر ایک دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔کچھ مثالیں پچھلے اشعار میں بھی آ گئی ہیں:

جس کے سوز یقین کے آگے
کھا گئی مات کفر کی ہر چال
آج اس دلربا کی محفل ہے

آخر مصرع ٹیپ کے طور پر آتا ہے جب کہ دوسرا مصرع چال، پا، مال وغیرہ قافیوں کے ساتھ۔ایک نعت میں پانچ اشعار مسلسل ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ مختلف افراد کو زندگی میں مختلف اعزاز ملے ہیں۔چوتھا شعر ہے:

کسی کف کشف ملا، ذوقِ عارفانہ ملا
کسی کو خامۂ مشکین شاعرانہ ملا

اور: مقطع میں آ کے کہہ دی سخن گسترانہ بات:

یہ سب نقوش ہیں باطل، یہ سب فنون ہیں خام
اگر جبیں کو محمدؐ کا نقش پا نہ ملا

حضورت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کا باقاعدہ سلسلہ تو قرآن مجید ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ پھر آپؐ کے صحابہ کبار میں سے بیشتر نے آپؐ کے اوصاف حمیدہ کو آپؐ کے روبرو ہی شعر کا جامہ پہنانا شروع کر دیا تھا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چودہ سو سال سے جاری ہے اور زمانہ حال تک پہنچتے پہنچتے اس کی کیفیت اور کمیت میں بیش بہا اضافہ ہو گیا۔ اس طرح آپؐ کے شمائل اور خصائل کے بیان میں تکرار کا پیدا ہو جانا قدرتی امر ہے۔ یہی مقام شاعر کے لیے امتحان گاہ بن جاتا ہے۔ چنانچہ نعت کے مضامین اور بیان میں وسعت نظر اور جدّت خیال پیدا کرنا شاعر کے درجہ عشق رسولؐ کے علاوہ اس کے عمیق مطالعہ اور قدرت زبان پر بھی منحصر ہوتا ہے۔ واقعہ معراج حضور اکرمؐ کی حیات مبارکہ کا ایک جلیل القدر اور محیر العقول واقعہ ہے۔ اکثر نعت گوؤں کی طرح محترم نذر صابری صاحب نے بھی چند خاص نعتیں اور بہت سے اشعار میں اس واقعہ کا اعادہ کیا ہے لیکن کہیں بھی مضمون کی تکرار کا احساس نہیں ہوتا۔ ملاحظہ کیجیے:

ست شد بال فرشتہ، پست قوسین و دنیٰ
تنگ شد میدان عالم از تگا پوی کسے

....

خرد اب تک اسی گرداب میں ہے
کہ وہ بے بال و پر کیونکر گیا ہے

....

کونین اس کے سایہ شہپر میں آ گئے
اس شب ہوئی تھی پرفشاں ہمت حضورؐ کی

....

حرا کا چاند پہنچا ہے فلک پر
عرب کی سرزمین اونچی ہوئی ہے

....

جہاں غزل ''گفتگو باز نان کردن'' تک محدود ہو کر نہیں رہی بلکہ اقبال کے ہاں حیات و

کائنات کے افکار و سائل کا احاطہ کرنے لگی، وہیں نعت میں عشق رسولؐ کے واسطہ سے امت مسلمہ کی حیثیت و حالت پر اظہار خیال نے بڑی وسعت پیدا کی ہے۔حالی کی شہرہ آفاق نعت:

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پر تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

سے گویا اس نئے جہت کا آغاز ہوا۔ یہ حالی کے بلند ملّی شعور کا نتیجہ تھا۔ دیکھئے محترم نذر صابری صاحب کے شعور نے ان سے غم ملّت میں ڈوبے ہوئے کیسے شعر کہلوائے ہیں:

پڑتی ہیں تمدّن میں ترے بُعد سے گرہیں
گرغور سے دیکھیں

....

پھر کیوں زمانہ چال قیامت کی چل گیا
پھر کیوں نہ روز و شب وہ ہمارے بہم رہے

....

ہر گدا جس کے فیض سے سلطاں
ہر غنی جس کے بغض سے کنگال
ذکر جس کا فروغِ محفلِ دل
نام جس کا ستم زدوں کی ڈھال
آج اس دلبربا کی محفل ہے!

....

نذر صابری کی ایک تازہ نعت

کمالِ فکروفن کا شہکار

تعارف: ڈاکٹر ارشد محمود ناشادؔ

نذر صابری عہدِ رواں کی ایک ہمہ رنگ اور متنوع جہات شخصیت ہیں۔تحقیق،تدوین،نسخہ شناسی،تنظیم سازی اور شاعری کے میدانوں میں انھوں نے عمرِ عزیز کے ستر سال صرف کر کے ان شعبوں کی رفعت اور ثروت میں اضافہ کیا ہے۔جالندھر اُن کا مولد ومنشا ہے۔قیامِ پاکستان کے بعد لاہور آ گئے ۱۹۴۸ء میں گورنمنٹ کالج کیمبل پور(حال:اٹک) میں بہ طور کتاب دار اُن کا تقرر ہوا۔پھر یہ شہر ان کے قدموں سے یوں لپٹا کہ ہمیشہ کے لیے اُن کا مستقر بن گیا۔اٹک میں انھوں نے محفلِ شعر و ادب اور مجلسِ نوادراتِ علمیہ کی داغ بیل ڈالی۔ان تنظیموں نے بلاشبہ اپنے پچاس سالہ سفر میں اٹک کے علمی و ادبی افق کو ضیا بار کیا اور یہاں کے اہلِ قلم کی عمدہ خطوط پر تربیت کا فریضہ انجام دیا۔

میدانِ شعر میں نعت کی صنف صابری صاحب کی توجہ کا مرکزِ اوّل ہے۔اگرچہ انھوں نے دیگر اصناف میں بھی کلام کہا ہے مگر نعت ان کی محبوب و مرغوب صنف ہے۔انھوں نے نعت کی تخلیق کے ساتھ ساتھ محفلِ شعر و ادب،اٹک کے ذریعے فروغِ نعت کا جو کارنامہ انجام دیا وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔محفل کے زیرِ اہتمام نعت کے حوالے سے منعقدہ نعتیہ مجالس،طرحی نعتیہ مشاعرے،مذاکرے،تنقیدی اجلاسوں اور کتابوں کی اشاعت نے یہاں کے لکھنے والوں کو کاروانِ نعت کے حدی خوانوں میں شامل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔پچھلے تیس چالیس برسوں میں نعت کی صنف کو پھلنے پھولنے کا خوب موقع ملا ہے۔نعت شاعری کی اہم اصناف میں شمار کی جانے لگی ہے۔اگرچہ پورے عالم میں اُردو نعت لکھی جا رہی ہے مگر پاکستان میں لکھی جانے والی نعت مقدار اور معیار ہر دو اعتبار سے لائقِ تحسین ہے۔شعرا نے نعت کے موضوعات،اسالیب،ہیئت اور لفظیات میں رنگ رنگ کے تجربے کر کے اس صنف کو نئے امکانات کی بشارت دی ہے۔بلاخوفِ تردید کہا

جا سکتا ہے کہ جدید نعت کے قافلہ سالاروں میں نذر صابری کا نام بھی شامل ہے۔ان کا نعتیہ مجموعہ ''واماندگی شوق''نعتیہ ادب میں اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔

نذر صابری کی زیرِنظر تازہ نعت عشق ومؤدت کا بہترین اظہاریہ اورفکروفن کا عمدہ نمونہ ہے۔موضوعات کی رنگارنگی،اسلوب کی تازہ کاری،لفظیات کے چناؤ،بحر کی کرشمہ کاری اور تکنیکی عناصر کے معجزانہ استعمال نے اسے شہ کار بنا دیا ہے۔اس نعت کے لیے''صنم''کی ردیف استعمال کی گئی ہے۔میری معلومات کے مطابق اُردونعت کی تاریخ میں یہ ردیف پہلی بار استعمال ہوئی ہے۔اس نوع کی ردیفوں کو کامیابی سے نبھانا سچ مچ تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔نذر صابری نے کمالِ فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے''صنم''کے معنویاتی دائرے کو وسعت بخشی ہے۔نعت کے لیے قافیہ بھی مشکل اختیار کیا گیا ہے۔''صنم''ردیف کے ساتھ''خدا''کے قافیے کو نعتیہ موضوع کی پیش کش کے لیے استعمال میں لانا کس قدر کٹھن اور دشوار ہے،اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں؛لیکن نذر صابری صاحب نے نہایت آسانی کے ساتھ،اَثر سے بھرپور اور معنویت سے لبریز شعر کہے ہیں۔نذر صابری ایک سچے عاشقِ رسول اور صوفیِ باصفا ہیں۔سیرتِ رسولؐ کے ہمہ رنگ واقعات اور صفاتِ رسولؐ کی ہمہ رنگ تجلیات نے ان کی فکر کو گیرائی اور گہرائی کی سرشاری عطا کی ہے جو اس نعت کے اشعار میں جا بہ جا اظہار کرتی ہے۔نعت بحر رجز مثمن مطوی مخبون[مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن] میں لکھی گئی ہے۔اس بحر کا حسن یہ ہے کہ ہر مصرع دو برابر حصّوں میں منقسم ہو جاتا ہے اور دونوں ٹکڑوں کے درمیان ایک مختصر وقفہ یا بسرام پیدا ہوتا ہے جو نغمگیت اور موسیقیت میں اضافہ کرتا ہے۔قرۃالعین طاہرہ،غالب اور اقبال نے اس بحر میں لافانی غزلیں کہیں ہیں۔نذر صابری نے اس بحر کو نعت کے لیے انتخاب کر کے نغمہ آشنائی کا ثبوت دیا ہے۔بعض مصرع ہائے اولیٰ کے دونوں ٹکڑوں میں قافیے کے التزام نے موسیقیت کی اس تاثیر کو مزید بڑھا دیا ہے۔الفاظ کی بندش اور مصرعوں کا دروبست مثالی ہے،کہیں بھی کوئی لفظ بے مقام دکھائی نہیں دیتا۔اشعار حشو وزواید سے پاک اور تعقید سے دُور ہیں۔نعت میں مختلف تکنیکی عناصر کو فکر کی عمدہ پیش کش کے لیے استعمال میں لایا گیا ہے مگر کہیں بھی تصنع اور تکلف کا گمان نہیں گزرتا۔یہ تکنیکی عناصر فکر کے ساتھ یوں گھل مل گئے ہیں کہ انھیں الگ کرنا مشکل ہو گیا ہے۔تراکیب کی سحر کاری اور تلمیحات کی ندرت اس پر مستزاد ہے۔نذر صابری صاحب کی یہ

نعت وفورِ عقیدت وارادت کے باوجود حزم واحتیاط اور ضبط وتوازن کی ایک عمدہ مثال ہے۔ یہ تحفۂ لافانی ہے، جو عاشقانِ رسولؐ اور وابستگانِ نعت کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:

بت کدۂ صفات میں ، تنہا خدا نُما صنم
جھک گئے سامنے ترے،کفر کے سب خدا صنم
سجدہ کو مضطرب جبیں، تُو نے کہا: ''نہیں نہیں''
رُک گیا قافلہ وہیں ، ضبط کی انتہا صنم
اے بتِ ابطحی لقب ، اُمی و افصح العرب
دانش وحکمت و ادب ، سارے ترے گدا صنم
رحمتِ کائنات تُو ، خواجۂ شش جہات تُو
میری نگاہ کا وطن ، تیری ہر اِک ادا صنم
عالم ہست و بود میں ،غیب میں اور شہود میں
گر ہو خدا حدود میں ، کہہ دوں تجھے خدا صنم
سدرہ و دَرج و دوکماں، تیرے عروج کے نشاں
وہم وخیال سے پرے، عقل سے ماورا صنم
منزلِ عفو و درگزر ، مہبطِ بخشش و عطا
تیری نگاہِ لطف سے ، میری خطا ، خطا صنم

نذر صابری کی نذر

ڈاکٹر شہزاد احمد، کراچی

نذرؔ صابری کا پیدائشی نام چودھری غلام محمد تھا۔ یکم نومبر 1923ء کو مدینۃ الاولیاء ملتان میں پیدا ہوئے(1)آپ کا تعلق ایک علمی خاندان سے تھا۔ تعلیم وتربیت جالندھر میں ہوئی۔ چھوٹے بھائی نذر احمد کے انتقال کے سبب اس کے نام نذر کو ہمیشہ کے لیے تخلص کے طور پر اپنا لیا۔ ستمبر 1944 ء میں نذرؔ صابری معروف نعت گو حافظ مظہر الدین مظہر(3) کے والد گرامی صوفی نواب الدین چشتی صابری رمداسی سے بیعت ہوئے آپ کا تعلق سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ سے تھا۔ اسی نسبت سے صابری کہلاتے تھے۔اس دنیائے فانی میں 90 بہاریں، بہاروں کے ساتھ گزاریں۔ آپ کا انتقال بروز بدھ مورخہ 11 دسمبر 2013ء کو اٹک میں ہوا آپ کی آخری آرام گاہ عیدگاہ قبرستان اٹک شہر میں ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
(اقبال)(3)

ہزاروں سال جب نرگس اپنی بے نوری پہ خوب رو لیتی ہے، تب کہیں جا کر بڑی مشکل سے چمن میں صرف ایک دیدہ ور نمو پذیر ہوتا ہے۔ ایسے ہی خوش نصیب دیدہ وروں میں حضرت نذر صابری کا بھی شمار ہوتا ہے۔ یہ حضرات صرف اپنی ذات میں انجمن نہیں، بلکہ صد انجمن چھپائے یعنی اپنے ہاتھوں میں ید بیضا لیے بیٹھے ہوتے ہیں۔آپ کی ذات فیض رساں، دل بداماں اور خیر ساماں ہے۔آپ کی نظر، کیمیا اثر نے بے شمار لعل وگوہر اور زر و جواہر تراشے ہیں یہی وجہ ہے کہ آسمانِ علم و ادب پر نذرؔ صابری کے تراشیدہ کئی شمس وقمر و نیر تاباں چمک دمک رہے ہیں۔

مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے
(حضرت امیر مینائی لکھنوئی)(4)

بڑے بڑے نامی گرامی لوگوں کے نشاں گردآلود اور مٹتے رہے ہیں یہ بھی بجا ہے کہ آسمانوں پر کمندیں ڈالنے والے حضرات کو زمین کھاتی رہی اور کھاتی رہے گی۔مگر وہ حضرات جو حضور اکرم سید عالم،نورمجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہیں وہ بظاہر مرنے کے بعد بھی مرتے نہیں۔
کعبؓ وحسانؓ، رواحہ و رومیؒ، بوصیریؒ و جامیؒ، عرفی وسعدیؒ، امیرؒ ومحسنؒ، کافی وشہیدؒ، رضاؒ و اقبالؒ، سیمابؒ وصباؒ، اکبرؒ وضیاءؒ بہزادؒ ومنورؒ،نظیرؒ وصابرؒ، انصار و ریاضؒ،ادیبؒ وتائبؒ،مظہر وندرسؒ نعت کے سائے میں شہرتِ دوام حاصل کر چکے ہیں۔

کسی کی ہے یہ دعا بیدمؒ و رضاؒ کی طرح
جہانِ نعت میں حاصل مقام ہو جائے

(ندرصابری)(5)

الحمدللہ! جہانِ نعت میں ندرصابری کو قبولیت کا جو مقام حاصل ہو چکا ہے یہ وہ قبولیت ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول فرمالیں۔بلا شبہ ندرصابری مقبول بارگاہ ہیں آپ کی کہی نعتیں اس کی گواہ ہیں۔
واماندگیِ شوق کا یہ مسافر اپنے نعتیہ کلام کے ذریعے بارگاہ رسالت میں کشاں کشاں چلا جا رہا ہے"گلدستہ" میں نعت کے پھولوں کو سجا کر خوشبوئے نعت کو عام کر رہا ہے۔"آبروئے ہر دوسرا" کا یہ محافظ آبروئے مصطفیٰ کی خاطر مضامین سیرت طیبہ رقم کر رہا ہے۔"تذکرہ صوفی نواب الدین" لکھ کر اولیاء اللہ و بزرگانِ دین کے فیوض و برکات کو طشت از بام کر رہا ہے۔جو مرجع شعر وسخن ہے، جو مرکزِ علم و ادب ہے۔جو نفیس اور نفاست پسند بھی ہے۔جو ادیب اور ادب پسند بھی ہے۔جو صرف اردو ادب کا شناور نہیں بلکہ سخن دان فارسی کا بھی رمز شناس ہے۔جو صرف غزل پسند نہیں بلکہ نعت کا بھی دل دادہ ہے۔جو گل وبلبل،لب ورخسار کا شیدا نہیں بلکہ شیدائے مصطفیٰ اور فدائے حبیب خدا ہے۔
جس کی انفرادیت سب سے جدا اور مسلم ہے۔
گورنمنٹ کالج اٹک میں علم کے پیاسوں کی سیرابی کے لیے چھتیس برس گزارے۔فارسی کی تدریس میں بھی دس سال صرف کیے،مجلس نوادرات علمیہ اٹک کے بانی اور سیکرٹری بھی رہے اس کے تحت اہم اور قیمتی نوادرات ٹیکسلا میوزیم کو بلا معاوضہ دیے۔محفل شعر وادب اٹک کے قیام سے اپنی آخری سانس تک سرزمین اٹک میں فروغ نعت کو جلا بخشی چودھویں صدی کے آخری روز نعتیہ مشاعرہ کر

کے اس گزرتی صدی کو خیر باد اور آنے والے نئی صدی کو نعت کے سائے میں خوش آمدید کہا۔

اس محسن اٹک اور رفیق نعت کی کس کس جہت کو گنوایا جائے ہر جہت نایاب اور ہر عمل لاجواب ہے اپنے محسنین محمد عبد القیوم طارق سلطان پوری نے اولاً مجھے اس عظیم ہستی کے بارے میں آگاہ کیا۔ بعد ازاں ماہنامہ نعت لاہور مُس ''اٹک کے نعت گو'' مرتبہ سید صابر حسین شاہ بخاری کے توسط سے کافی آگاہی ہوئی۔آخر میں میرے کرم فرما حضرت سید شاکر القادری چشتی نظامی مدیر سہ ماہی ''فروغ نعت'' اٹک نے تو اس پر مہر ثبت فرمادی کہ میں نذرؔ صابری پر کچھ نہ کچھ ضرور لکھوں میری یہ کم علمی و کم مائیگی اور کج مج بیانی میرے آخری محسن کی تحریک کا حصہ ہے۔میں نذرؔ صابری کے اس شعر پر اپنے مضمون کو ختم کر رہا ہوں۔نذر صابری کی یہ نعت پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔آپ نے اپنی نعت میں دنیا جہان کی نعمتوں کو گنوانے کے بعد یہ مقطع رقم کیا ہے۔ساری نعمتوں کے حصول کے بعد جو نتیجہ نکالا ہے وہ بہت ہی خاصہ کی چیز ہے۔

یہ سب نقوش ہیں باطل یہ سب فنون ہیں خام
اگر جبیں کو محمد کا نقشِ پا نہ ملا

(نذر صابری)(6)

(1) بخاری،صابر حسین شاہ،1996 ''اٹک کے نعت گو''،مشمولہ''نعت''(لاہور) شمارہ 12،دسمبر 1996،ص:92۔96

(2) مظہر،حافظ مظہر الدین 1978،و باب جبریل،حریم ادب سید پور روڈ راولپنڈی،ص:184

(3) اقبال(علامہ)2010ء کلیات اقبال مکتبہ جمال،اردو بازار،لاہور،ص:306

(4) امیر مینائی،2010 خیابان آفرینش،پیراماؤنٹ پبلشرز،PECHS کراچی،ص:14

(5) بخاری،صابر حسین،ص:95

(6) ایضاً،ص:94

گور پیا کوئی ہور

حافظ محمد بدرِعالم

صفر المظفر ۱۴۳۴ھ کا ساتواں روز ہے، دسمبر کی سہ پہر نے سردی اور ٹھنڈ کی بکل مار رکھی ہے۔ بدھ کا دن اپنی کھتونیاں اٹھائے کتھا کی گٹھریاں تھامے واپسی کے لیے پر تول رہا ہے۔ سورج کے چہرے پر زردی کھنڈ رہی ہے۔ شفق کی لالی افق کناروں پر بکھرتی جارہی ہے۔ اٹک کے پرانے قبرستان میں خاموشی کا عالم اور سناٹے کا راج ہے۔ پرانا قبرستان ہے اس لیے پرانے لوگ ہی آتے ہیں۔ پھولوں کی جگہ قبروں پر خشک پتوں کی چادریں بچھی ہوئی ہیں کئی قبریں اپنا نشان کھو چکی ہیں کئی سیاہ تن بے لباس درخت آنے والوں کو خشمگیں نگاہوں سے گھور رہے ہیں۔ موت کے سائے میں پڑے پتے پاؤں سے لپٹ کر یوں کراہتے ہیں جیسے مرگ مفاجات کا نوحہ کر رہے ہوں۔ وہاں کے مکین شاید نئے آنے والے مہمان کے احترام میں چپ پڑے ہیں، یا ہو سکتا ہے اس کے ڈر سے مہر بہ لب ہوں۔ بہتے آنسوؤں اور برستی آنکھوں کے ساتھ کچھ لوگ ایک قبر کو مٹی دے رہے ہیں۔

میں سوچ رہا ہوں اور کسی ارادے کے بغیر سوچتا جارہا ہوں۔ اس قبر میں ہم نے کس کو دفن کیا ہے؟ کیا ایک میت تھی جسے حوالۂ زمیں کر دیا یا صرف خاک کا ایک پتلا تھا جسے اور مٹی اوڑھا دی؟ ممکن ہے ایک گنج گراں مایہ کنج لحد میں چھپا دیا ہو۔ ہاں۔۔۔ بالکل۔۔۔ یہی بات ہے۔ واقعی آج ایک خزانہ زمیں کے پیٹ میں سما گیا ہے۔ ایک صدی ایک عہد اور ایک زمانہ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہو گیا ہے۔ ایک عہد ساز شخصیت زیرِ زمیں چلی گئی ہے۔ ایک داستان تھی جو پارینہ ہو گئی ہے۔ کہانیاں شاید یوں ہی موت کے ہاتھوں پرانی ہو جاتی ہیں؟ مگر شخصیت کب مرتی اور کہاں دفن ہوتی ہے؟

آج اٹک کے علمی ادبی افق کا سورج غروب ہو گیا۔ میں نے افق پر ڈوبتے سورج کو دیکھا۔ یہ سورج آدھی صدی سے بھی زیادہ روشنی بکھیرتا اور آئینوں کو منور کرتا رہا۔ کیا سورج سے انہیں تشبیہ دی جا سکتی ہے؟ اس کے سامنے کسی کا چراغ نہیں جلتا۔ وہ رخ سے نقاب الٹے تو ستارے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ یہ کیسا سورج ہے جس نے علم کے کئی چراغ جلائے۔ آسمان علم و ادب کے بہت سے ستاروں کو

تابانی جس کی بدولت ملی ۔کئی بے ڈھب پتھروں کو تراش کر جوایسا ہیرابنا گیا جن کی چمک نگاہوں کوخیرہ کرتی ہے۔پھر کیا کہوں انہیں؟ برگد۔۔۔؟ہاں یہ ٹھیک ہے،ہر جوہر قابل کے لیے برگد جیسا گھنا سایہ انہوں نےارزاں کیے رکھا۔مگر نہیں۔۔۔برگد کا پیڑ سایہ تو دیتاہے لیکن اپنے سایے تلے کسی کونپل کو پھوٹنے کی اورکسی بوٹے کو اگنے کی اجازت نہیں دیتا۔ان کی چھاؤں تلے پورا ایک گلستاں پھوٹتا تھا۔یہی وہ ہستی تھی جس نے اٹک کے ادبی صحراؤں میں نخلستان اُگائے تھے۔

اب کیا ہوسکتا ہے؟انجام بالاخرسب کا یہی ہے۔اب کہاں کھوجا جائے انہیں؟اس رستے پر نقش قدم ہی غائب ہوجاتے ہیں۔یہ لکھتے لکھتے پردہ ہٹا اور میں پھر قبرستان میں پہنچ گیا۔

چادر کی بکل مارے ایک سفید ریش بابامیرے چاروں طرف پھرنے اور لہکنے لگا۔

بلھے شاہ اساں مرنا ناہیں گور پیا کوئی ہور

میں نے حیرت سے آنکھیں پٹ پٹائیں ۔گور پیا کوئی ہور؟کوئی ہور؟کون؟میں اجمیر کو بھاگا وہاں بھی یہی آواز آرہی تھی ۔پاک پتن کو دوڑا،دلی پہنچا،کلیر چلا گیا،لاہور آیا،ملتان گیا۔سب کہہ رہے تھے اساں مرنا ناہیں گور پیا کوئی ہور ۔گور پیا کوئی ہور۔کئی قبریں پھٹیں اورمردے چیخے، اساں مرنا ناہیں،اساں مرنا ناہیں۔

میں نے ان کی قبر کو دیکھا آخروہ بھی تو اسی سلسلے کے ہیں۔وہ بھی جیسے کہہ رہے ہوں،اساں مرنا ناہیں گور پیا کوئی ہور۔

اچ اچ اچھا۔میں ہکلایا۔پھر یہ کیا ماجرا ہے میں نے قبر کی طرف اشارہ کیا۔یہ گنجل کھولیں۔

مولانا!ہماری کہانی کب پرانی ہوتی ہے؟ابھی جن جن کے دروازے پر گئے ہوان کی کہانیاں کیا پرانی ہوگئیں؟آج بھی نئی ہیں،بالکل تازہ۔کہانی جتنی پرانی ہواتنی ہی تازہ ہوتی ہے۔وہ لوک ثقافت ہوجاتی ہے،سماج کا ذہن بن جاتی ہے۔سدا سے ایک ہی کہانی چلی آرہی ہے،اساں مرنا ناہیں۔قبر میں کوئی اورگیا ہے وہ جو خاک کا نصیب ہے۔روح کا مہکاؤ،اپنے حصے کے دیپ جلاؤ،امر ہوجاؤ گے۔

میں نے دیکھا قبر کے اطراف کئی نذرصابری موجود تھے۔۔۔مولانا صالح محمد، ڈاکٹر ارشد محمود ناشادؔ، ڈاکٹر عبدالعزیز ساحرؔ،سید شاکر القادری ،جناب راشد علی زئی ،ڈاکٹر طاہر مسعود قاضی، پروفیسر توقیر ملک ۔۔۔۔۔ہاں شخصیت کب مرتی ہے اور کہاں دفن ہوتی ہے؟ جسم مرتا ہے کہ روح پر موت آتی ہے؟ میں نے بھی سُر میں سُر ملائی۔

بلھے شاہ اساں مرنا ناہیں گور پیا کوئی ہور

خیال کی رو نے اچانک موڑ کاٹا۔وہ زندگی میں نیک فالوں کے شائق رہے۔حادثات وواقعات میں مناسبتیں ڈھونڈتے رہے۔ان کی وفات نے کتنے قرینے اکٹھے کر لیے۔معراج نامہ ان کی آخری مطبوعہ کتاب ہے۔ابتدائی نگارشات پر مشتمل اس کتاب کا سال تنظیم ۱۹۴۲ء ہے۔تب وہ سیکنڈ ایئر کے ''خوب صورت'' طالب علم تھے۔

کھنڈر بتا رہے ہیں کہ عمارت حسین تھی

وہ صرف خوش اندام وخوب سیرت ہی نہیں تھے،حسن سیرت وصورت میں تناسب کے دلداہ بھی تھے۔معراج زمین سے آسمان تک کا سفر ہے۔اس کے منظر عام پر آنے کے بعد ان کی روح بھی معراج آشنا ہوگئی۔انہوں نے سال ۲۰۱۳ کو اس کی طباعت کے لیے کیوں چنا؟اس معمے کا حل معراج نامہ کے انتساب میں ہے،وہ بجائے خود ایک پہیلی اور بجھارت ہے۔

''انتساب اس حسن اقتران کے نام جو''صنم'' کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات میں واقع ہو رہا ہے۔تاریخ ولادت ۵/ جون تاریخ وفات ۲۷/ رجب''۔

۲۰۱۳ میں ۲۷ رجب کا دن ۵ جون کو پڑا۔یہ قرینہ کہیں ۷۱ سال بعد ان کی زندگی میں آیا تو انہوں نے معراج نامہ کو طباعت آشنا کرنے میں دیر نہیں کی۔ان کے مرشد ۱۳/ دسمبر کو دار قرار تشریف لے گئے۔جان سے عزیز بھائی نذر محمد نے ۱۲/ دسمبر کو عالم بقا کے لیے رخصت طلب کی۔اسی کے عشق میں چودھری غلام محمد نے اپنا نام تیاگا اور ساری عمر کے لیے نذر صابری ہو گئے۔نذر صابری کی تاریخ رحلت ۱۱/ دسمبر ہے۔کیا حسن اتفاق ہے،۱۳-۱۲-۱۱۔وقت کے بہاؤ میں یہ گھاٹ اور یہ مقام پھر کب آئے گا؟شاید یہ ترتیب کسی سال اور صدی کو میسر نہ ہو۔

صفر المظفر کے مہینے میں حضور ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی شروعات کیں۔ناسوت سے لاہوت کی طرف انتقال کے لیے یہی مہینا اللہ نے نذر صابری کو دیا۔بارش اللہ کی رحمت و برکت ہے ادھر ان کی روح آسمان پر پہنچی ادھر آسمان سے پھوار برسنے لگی۔رحمت اور برکت نے انہیں ڈھانپ لیا۔سنا ہے میت کو قبر میں پہلے پہل عصر کے بعد کا وقت ہی دکھائی دیتا ہے،دن قریب المرگ ہے اور بستر خاک وخشت پر انہیں ہمیشہ کے لیے لٹایا جا رہا ہے۔بندۂ مومن کی وفات پر زمین کے وہ حصے روتے ہیں جہاں وہ عبادت کرتا تھا۔آسمان کے وہ دروازے روتے ہیں جن سے اس کے اعمال گذرتے

تھے ۔کہا جاتا ہے"آسمان روئے تو اس کے کنارے سرخ ہوجاتے ہیں ۔مغربی افق سرخ ہے اوران کی تدفین ہورہی ہے۔

اب فرشتوں سے ان کا جھگڑا شاید شروع ہو چکا ہو۔وہ پوچھتے ہوں گے تمھارا رب کون ہے اور یہ کہتے ہوں گے چھوڑ و مجھے نماز پڑھنی ہے۔رات کے آخری پہر ان کی روح پیکر خاکی سے جدا ہوئی ۔اللہ اسی وقت آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے ۔اس کی تجلی نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا ہوگا۔اور وہیں شاید خوباں سے ان کی چھیڑ چل پڑی ہو۔تصور چھلانگ لگا کر سرعرش بریں جا پہنچا ۔اللہ نے ان سے سوال جواب کیسے ہوں گے تو انہوں نے کیا جواب دیا ہوگا؟ شاید اسی کو الزام دیا ہو۔حسب عادت تنک کر جواب دیے ہوں گے۔بے ساختہ میرے ہونٹوں پر تبسم کی لہر ابھری۔

ہوسکتا ہے اس منبع جمال اور مصدر جلال نے آخر میں کہا ہو

غلام محمد! تمھارے دفتر عمل کی کوئی نیکی ہمارے دربار میں قبولیت کا بار نہیں پا سکی

تو غلام محمد نے شاید یہ کہا ہو

یہی سلوک کرنا تھا تو بلوایا کیوں؟ وہیں کلبہ احزاں میں رہنے دیتے۔

یا شاید کہا ہو۔

میں کیا اور میری نیکی کیا؟ کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔رہا میں تو تیری دوستی کا ناز لے کر حاضر ہوا ہوں کیا تو اس آشنائی اور دوستی کا لحاظ بھی نہیں کرے گا؟

لاحول ولاقوہ۔میں نے سر جھٹکا۔کیسی کیسی سوچیں آجاتی ہیں ۔ارے،اوہ۔اچانک جھما کا ہوا۔ایک گتھی جیسے سلجھ گئی ۔ایک خلش تھی جو زائل ہوگئی اور پھانس تھی جو نکل گئی ۔عربی میں کہتے ہیں کل امر مرہون باوقاتہا ۔ہر کام اپنے وقت کا مرہون منت ہے ۔یہ دنیا ایک نظارہ گاہ ہے جہاں بہت کچھ دیکھنے سننے کو ملتا ہے ،پل پل لمحہ لمحہ۔ کچھ منظر آنکھوں میں بس جاتے ہیں۔کچھ آوازیں کانوں میں دھنس جاتی ہیں ۔مگر کیا ہر منظر پہلی نظر میں کھل جاتا ہے؟ کیا ہر آواز کی فی الفور عقدہ کشائی ہوجاتی ہے؟ وقت سے پہلے نہ کوئی گرہ کھلتی ہے نہ کوئی گتھی سلجھتی ہے ۔کوئی روشنی ملتی ہے نہ جگنو ہاتھ آتا ہے ۔چاہے جتنا سر پٹخو جتنی مغز ماری کرو ۔وقت کی باریک اور تاریک راہوں پر لڑھکتے لڑھکاتے جیسے ہی ہم ایک خاص مقام میں پہنچتے ہیں، رمزیں حل ہونا شروع ہوجاتی ہیں ۔ناگاہ کسی روزن سے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آنا شروع ہوجاتے ہیں ۔ایک جھما کا ہوتا ہے

اور گھتے متھے منظر کی ہر تہہ آپوں آپ جیسے جدا جدا ہو جاتی ہے۔ بٹ میپ امیج ویکٹر گرافک میں بدل جاتا ہے۔آوازوں کا بے ہنگم شور ایک دم ہی سُر میں ڈھل جاتا ہے۔

اچھا تو یہ مطلب تھا اس کا؟اس کے پیچھے یہ بات یہ رمز تھی۔او ہ تو وہ یہ سمجھانا چاہ رہا تھا۔

پانچ سال سے میں ایک سوال کا جواب تلاش رہا تھا۔ایک آواز کی رمز کھوج رہا تھا جس کے ظاہری معانی بڑے کرخت تھے مگر دل کہتا شاید اس کے پیچھے کوئی رمز،کوئی اشارہ،کوئی فلسفہ ہو۔مگر سمجھ نہیں لگتی تھی۔سمجھ آتی بھی کیسے؟میں کب ان کا مزاج آشنا اور کہاں کا رمز شناس تھا۔جمعہ جمعہ آٹھ دن تو ہوئے تھے مجھے نذر صابری کی محفل میں بیٹھے ہوئے۔ایک کتاب تھی ''محمد ﷺ قرآن کے آئینے میں'' وہ ملاقات کا سبب بنی اور محترم اقبال وارثی نے مجھے کھینچ کر نذر صابری کے سامنے کھڑا کر دیا۔یہ بالکل غیر متوقع ملاقات تھی۔تعارف کے مرحلے طے ہوئے اور آشنائی بہت جلد محبت وعقیدت کے سانچے میں ڈھل گئی۔میں ان کی مجلس میں آنے جانے لگا۔ان کا ایک تعارف ۸۹-۱۹۸۸ میں ہوا تھا۔دوسرا اس وقت جب ان کا نعتیہ مجموعہ کلام ''واماندگئ شوق'' مجھے پڑھنے کو ملا۔یہ دونوں تعارف غائبانہ تھے۔پہلے اتنا ہی جانتا تھا کہ نذر صابری اٹک کالج کے سابق کتاب دار اور شاعر ہیں۔اب ان کے رنگ کھلنے لگے۔اور مزاج کا تلون آشکار ہونے لگا۔پتہ چلا موصوف صرف اردو کے شاعر ہی نہیں فارسی کے کہنہ مشق استاد بھی ہیں۔اردو،فارسی انگریزی کے علمی ادبی مے کدوں سے بقدر ظرف جام لنڈھا چکے ہیں۔محقق ہی نہیں محقق گر بھی ہیں۔شاعرانہ جذبوں کے سوز میں حب مصطفی کا گداز بھی شامل ہے۔محفل شعر وادب کے روح رواں ہیں۔کئی روایتوں کو پروان چڑھایا ہے اور کئی علمی ادبی روایات کے بانی مبانی ہیں۔ادبی محفلیں ان کے دم قدم سے آباد اور پر بہار ہیں۔اٹک کی ساٹھ پینسٹھ سالہ تاریخ کے نشیب وفراز اور علمی ادبی شخصیات ان کے رجسٹروں اور روزانہ کی ڈائریوں میں بول رہی ہیں۔اس خوگر تحقیق نے کامرہ کے مقام سے راجہ اشوک کے زمانے کا ایک پتھر برآمد کر کے تاریخ کی ایک گم شدہ کڑی کو دریافت کیا۔علمی نوادر کے شائق اور کسی کو ایک جھلک دکھانے سے بھی خائف ہیں۔کئی قدیم خطی نسخے ایڈٹ کر کے چھپوا چکے ہیں۔مشرباً چشتی صابری اور مولانا نواب الدین ستکوہی کے مرید ہیں۔نمود ونمائش کے قائل ہیں نہ مناصب کا کوئی لالچ اپنے اندر رکھتے ہیں۔اپنی ذات میں خود ایک انجمن ہیں۔فقر واستغنا کا نمونہ ہیں۔نزاکت میں تانے شاہ کو مات کرتے ہیں۔استغنا اور نازک مزاجی نے طبیعت کو خاصا پیچ دار بنا دیا ہے۔ان کی مجلس میں کسی کے ساتھ کسی بھی وقت کچھ بھی ہونے کا امکان ہے

معلوم نہیں کب بجلی چمکے، بادل کڑکے، کب پھوار پڑے، پھوار موسلا دھار ہو جائے اور کب گھٹا کے بیچ سے ساون کا سورج آنکھیں مٹکانا شروع کر دے۔فریفتگی جانے کہاں گریز پھر اجتناب میں ڈھل جائے اور گریز پائی جانے کہاں شیفتگی میں بدل جائے۔

ان کی مجلس میں بیٹھنا دل گردے کا کام تھا۔دوسری ملاقات میں ہی کسی مزاج آشنا نے مجھے خبر دار کر دیا''اس وقت کا خیال کرنا جب تم سلام کے لیے ہاتھ بڑھاؤ اور چودھری صاحب کہہ دیں جایئے میں آپ کو نہیں جانتا۔''

میں ڈر گیا پھر کبھی از خود ہاتھ ملانے کی جرات و جسارت نہیں کی۔محفل لگی ہے تو جہاں جگہ ملی بیٹھ گیا۔اکیلے ہوئے تو سلام کہہ کر کرسی گھسیٹی اور بیٹھ کر ہاتھ کی لکیریں پڑھنے لگا۔دو چار منٹ خاموشی سے گزرے۔گریز کی وادی سے نکلنے کے لیے انہوں نے خود کلامی شروع کر دی اور اچانک ہی روئے سخن میری طرف ہو گیا۔مولانا فلاں لفظ کا مطلب کیا ہے۔میں نے کچھ عرض کی تو ارشاد ہوا یہ تو میں جانتا ہوں مگر یہاں اس آیت میں یہ درست نہیں بیٹھتا۔

شفیع سے کیا مراد ہے مولانا؟ فتح الرحمن دیکھیے شاہ ولی اللہ نے کیا لکھا ہے۔کیا بات ہے شاہ ولی اللہ کی میں روزانہ ان کی تفسیر دیکھتا ہوں۔

مولانا ثانی اثنین کون ہے؟ فلاں آیت کے لیے فلاں فلاں تفسیر دیکھی مگر اس کے بارے میں جو بات ایک نومسلم نے لکھی ہے لو جی (ہاتھوں سے تالی بجائی) اس نے سارا مسئلہ ہی حل کر دیا۔آپ نے علامہ محمد اسد کی تفسیر پڑھی ہے؟

آپ جانتے ہیں مولانا گنگوہی میرے شیخ کے دادا استاد ہیں؟

سعید صاحب۔رخ التفات اچانک پلٹا۔چائے منگوائیں دیکھیے مولانا آئے ہیں ۔یہ آتے ہی نہیں ہمارے پاس۔

اچھا تو آپ بھی چشتی صابری ہیں پھر تو اپنے ہوئے آپ۔اب شجروں پر بحث شروع ہو گئی۔ یہ سلسلہ فلاں سے فلاں کی طرف آتا ہے یہ فلاں سے فلاں کی طرف جاتا ہے۔فلاں کے فلاں مرشد فلاں فلاں کے مرید۔اور اس کے بعد اپنے شیخ کے قصیدے اور ان کی داستان حیات کے ورق۔مولانا کے شاید فرشتوں کو بھی خبر نہیں۔بس سر ہلاتے جا رہے ہیں۔

مولانا کیسے ہیں آج کل کے نعت خواں؟ ڈاڑھیاں نہیں رکھتے نمازیں نہیں پڑھتے۔ارے حضور کی

نعت کہتے ہواوران کی سیرت پر عمل نہیں کرتے ۔

مولانا میں بریلوی نہیں ہوں ۔دیوبندی بھی نہیں ہوں ۔ٹھیک ہی تو کہتے تھے ۔وہ عاشق رسول تھے اوراس پرکس کی اجارہ داری ہے؟عشق رسول بریلوی ہے نہ دیوبندی نہ اہل حدیث ۔وہ عقیدے کے نہیں عقیدت کے آدمی تھی مگرعقیدت عقیدے پر استوار تھی ۔

گفتگو میں ورائٹی تھی ۔کلام میں تنوع تھا۔باتیں پرلطف اورعلم کی غماز تھیں ۔گفتگو جیسے میر کی غزل ہو اورلہجہ جیسے انیس کا قصیدہ ہو۔جوشخص علم وفن کے جس شعبے سے منسلک ہواسی کے مطابق اس سے بات چیت ہوتی گل کلام ہوتا۔کتابوں اورحوالوں کی طرف راہ نمائی ہوتی ۔کلمہ خوبصورت کاتکلم بجائے خودخوبصورت تھا۔آواز پاٹ داراورکھنک دارتھی خطیبانہ آہنگ سونے پرسہاگہ ۔پتلی پتلی نازک انگلیاں فضا میں لہراتیں اورکلام کے حسب حال اشارہ انداز ہوتیں تو سماں بندھ جاتا۔بلا کا حافظہ غضب کی یادداشت ۔ان کی میموری میں شایدآخرتک کوئی فائل کرپٹ نہیں ہوئی ۔

ان محفلوں میں کئی باراس طرح کی باتیں ان سے سنیں ۔

> مولاناوہ مجھے کام نہیں کرنے دیتا۔مولاناوہ میرے کاموں میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے ۔میں فلاں تاریخ تک کتاب لاناچاہتاتھا مگراس نے نہیں لانے دی ۔وہ ایسے ہی کرتا ہے میرے ساتھ ۔

پہلے پہل مجھے ضمیر غائب کا مرجع ہی معلوم نہ ہوا۔بہت دن گزرگئے ۔ پھر شاید شاکرالقادری صاحب نے ان کی ایسی ہی کوئی بات سنائی تب مرجع میری سمجھ میں آیا۔ میں چونکا۔اللہ کے بارے میں اس طرح کی بات ۔۔۔سچی بات ہے مجھے ہضم نہیں ہوئی مگرادب مانع تھا کچھ کہہ بھی نہیں سکا۔دل ہی دل میں تاویل تلاشتارہا۔پھرغالب کاایک مصرعہ یادآیا

چھیڑخوباں سے چلی جائے اسد

صابری صاحب کی ایسی باتوں پر یہی مصرعہ یادآتا۔شایدمیں خودکوتسلی دیناچاہتاتھا مگرحقیقت یہی تھی ،یہ گتھی آج سلجھی تھی ۔یہ مصرعہ پوری توانائی کے ساتھ آج پھرابھراتھا۔

اچھا تو حضرت نذرصابری اللہ کے دوست تھے؟واہ بھئی واہ۔شایدانہوں نے ممتازمفتی کے مشورے پر عمل کیاتھااورگویااسے انگلی سے لگائے پھول پھلواڑیوں میں گھومتے پھرتے رہے۔ اللہ سے دوستی ومحبت کاتعلق ،حضورسے عشق وعقیدت کارشتہ ۔ایک کے یارآشناایک کے والہ وشیدا۔ایک کے متر ایک

کے میت ۔ایک کی مجلس مجلسِ ناز ایک کی بارگاہ، بارگاہ نیاز ۔اسی لیے حضور ﷺ کا ذکر آئے تو آنکھیں جیسے چھلک پڑتیں، وہ نیاز کے شیرے میں گھل گھل جاتے ۔عشق رسول کا رس ان کے اندر رستا اور قطرہ قطرہ ٹپکتا ۔ہر بوند ایک نعت بن جاتی ،اس کی محفلیں سجتیں مجلسیں بپا ہوتیں ۔وہ ہوتے اور ثنائے رسول ہوتی ۔نعت لکھتے ، کہتے سنتے اور سناتے ۔مدح رسول ان کی غذا قلب و دہن کی مٹھاس اور جگر کی ٹھنڈک تھی ۔وہ پروانہ وار نعت پر نثار تھے ۔تحقیق کے پتھریلے راستوں سے ہوتے نعت کے مرغزاروں میں جا پڑاؤ کرتے ۔نذر صابری اور نعت میں جیسے کوئی دوئی نہیں تھی ۔ان کا کمال شاعری وقف ثنائے رسول ہو چکا تھا۔ وہ صحیح معنوں میں ایک بنیاد پرست ادیب، محقق اور شاعر تھے ۔ان کا محور و مرکز ذات رسالت ماب تھی ۔اٹک میں نعت گوئی کی تاریخ ان کے بغیر کبھی مکمل نہیں ہو سکتی ۔

میرا خیال ہے سہ فروغ نعت بھی انہی مجالس کا تاثر اور انہی کے فیض صحبت کا اثر ہے ۔سید شاکر القادری ان کے مجلس نشیں رہے ،ان سے ادب وفن کے نکات کشید کیے اور گھٹنوں گھٹنوں چلتے آخر کار بگٹٹ ہو گئے ۔شاید یہیں سے انہوں نے تان اڑائی ثنائے رسول کا نم حاصل کیا اور فروغ نعت کا ڈول ڈالا ممکن ہے یہ سلسلہ بھی چودھری صاحب کی حسنات میں شمار ہو۔

اللہ سے ان کی دوستی یاری تھی شاید اسی لیے اس کا ذکر اس ناز و ادا سے کرتے تھے ۔سامنے کی بات تھی مگر وقت سے پہلے بات کہاں سمجھ آتی ہے ؟ رمزیں کھلنے میں وقت لیتی ہیں ۔بٹ میپس کو ویکٹر گرافکس میں بدلتے کچھ دیر تو لگتی ہے ۔

چودھری صاحب ہماری داد وستائش کے پہلے بھی محتاج نہ تھے اب تو مٹی کی چادریں اوڑھ کر بے نیاز ہی ہو چکے ہیں ۔ہم انہیں یاد کریں نہ کریں وہ اپنے علم وفن کی بدولت تاریخ کا حصہ بن گئے ۔علمی ،تحقیقی اور ادبی روایت کی بہت سی لڑیاں اُن کے بغیر مکمل نہیں ہوں گی اور تاریخ کے کئی باب اُن کا تذکرہ کیا بنا ادھورے رہیں گے ۔اپنا سب کچھ انہوں نے اٹک کو سونپ دیا مگر آنکھوں میں جالندھر کے دیپ جلائے رکھے ۔اٹک کی دھرتی نے ۱۹۴۸ء میں انہیں بلایا تھا۔ ۶۶ سال اپنی آغوش میں لیے رہی اور بالاخر ماں کی طرح اپنی چھاتی میں چھپا لیا۔حضرت نذر صابری کا مدفن بتاتا ہے کہ ان کا خمیر ہی اٹک کی مٹی سے اٹھا تھا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

قرآنِ کریم کے مضامین نعت
اور
شعراء کا اُن سے استفادہ

(نذر صابری کی قلمی بیاض)

پروفیسر توقیر احمد ملک، اٹک

افلاکی فکر والا پیکرِ خاکی، قبلہ غلام محمد نذرؔ صابریؒ (یکم نومبر ۱۹۲۳ء تا ۱۱ دسمبر ۲۰۱۳ء) جہانِ آب وگل سے رخصت ہوئے۔آپ مجسم خلوص و وفا تھے۔مسلکِ انسانیت کے سالک اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے عاشق ،اسمِ با مسمیٰ تھے۔ضلع اٹک میں جادۂ راہِ الفت کے قافلہ سالار تھے،ایسے سالار کہ جس نے چونسٹھ برس تک ستائش کی تمنّا اور صلے کی پروا کیے بغیر ادبی راہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔اقبالؒ نے ایسے ہی انسان کے لیے کہا کہ:''خاکی ہے مگر خاک سے رکھتا نہیں پیوند''۔اُن کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ وہ یہاں آئے نہیں بلکہ کسی عظیم تر مقصد کی انجام دہی کے لیے بھیجے گئے تھے۔اُن کی علمی و ادبی خدمات کو دیکھا جائے تو اُن میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خون کی طرح گردش کرتا دکھائی دیتا ہے۔شاید وہ اسی مقصد کے لیے آئے تھے اور تین چار نسلوں کو اسی چشمۂ فیض سے سیراب کر گئے۔

صابری صاحب کے علمی و تحقیقی کام جو منظرِ عام پر ہیں اُن کی کمیت و کیفیت سب پر روشن ہے۔مقدار میں اِس سے کئی زیادہ کام منتظرِ اشاعت ہے۔عربی، فارسی، اردو اور انگریزی زبانوں پر دسترس، مطالعہ ادب کے مثالی ذوق اور مستقل مزاجی نے انھیں ہمیشہ عمل آمادہ رکھا۔ان چار زبانوں کے ادب پر اُن کی اتنی گہری نظر تھی کہ مقامی علمی حلقے میں تو بلا خوفِ تردید وہ یکتا تھے ملکی سطح پر بھی شاید ہی کوئی اُن سے بڑھ کر ہو۔تخلیق، تنقید اور تحقیق میں ان زبانوں کے مسالے کو خوب خوب استعمال کیا۔علمی منصوبوں کی تیاری و تکمیل میں وہ ہمیشہ مستعد رہے مگر اشاعت سے بے نیاز رہ کر۔وہ ایسا ہی علمی رویہ ہر کسی میں دیکھنا چاہتے تھے۔قیامِ پاکستان کے بعد اٹک کے اہلِ قلم میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جو اُن کے احسان کے بار تلے نہ ہو۔چاہنے والوں کی کوئی کمی نہ تھی مگر اُن کی

محفل کی تاب ہر کسی کو نہ تھی۔ ارادت مندوں میں سے بیشتر اُن کی اِس علمی سبک خرامی سے ہانپ کر کنارہ کش ہو جاتے یا جواب دہی کے خوف سے گریز پا رہتے ؛ راقم بھی انھی کشتگانِ نظر میں سے ہے۔ ہائے افسوس!! کہ چودھری صاحب احباب کی کنارہ کشی کا قلق سینے میں لیے رخصت ہوئے ؛ وائے نادانی بحرِ بے کنار اور تشنہ لبی...... اہلیہ کے وفات کے بعد چار شخصوں نے ان کی شخصیت کی بلند و بالا عمارت کو سہارا دیا۔ محبت، محنت، اور کتابوں کی محفل نے انھیں زندہ رکھا۔ میرا اشارہ بھائی خالد، اُن کی اہلیہ، ڈاکٹر ارشد محمود ناشاؔد اور ڈاکٹر عبدالعزیز ساحرؔ کی طرف ہے۔ میرے مشاہدے کے مطابق اِن حضرات کی تعظیم کی حد صابری صاحب تھے اور یہ لوگ صابری صاحب کی چاہتوں اور دعاؤں کے مرکز۔ ان چار عناصر نے اُن کی جسمانی اور روحانی ضرورتوں کو مقدم رکھا۔ میرے کانوں نے صابری صاحب کے منہ سے اُن کے لیے ''میرے شیر'' کے الفاظ بارہا سنے۔ علالت کے دوران میں آواز بالکل بند ہوگئی تھی۔ وصال سے پہلے ہسپتال میں کمرے کی دیوار پر لکھتے تھے ''ناشاد'' ''ساحر'' اور ہاتھ کے اشارے سے پوچھتے تھے کب آئیں گے۔ کھانا پینا تو ایک ماہ سے بند تھا مگر جب یہ لوگ وقفے وقفے سے انھیں ملنے جاتے تو اُن کا چہرہ کھل اٹھتا اور آداب تواضع کی پاسداری کرتے ہوئے ایک آدھ گھونٹ چائے پی لیتے۔

صابری صاحب سے نیاز مندی کا سلسلہ زیادہ دراز نہیں مگر اس کے باوجود ملاقات میں ہفتے دس دن سے زیادہ وقفہ ہوتا تو کبیدہ خاطر ہوتے۔ راضی کرنے کے مختلف حیلوں بہانوں سے کام لینا پڑتا۔ اکتوبر کے وسط میں کتب خانہ مقبولِ عام پر انھوں نے ایک پرانی قلمی بیاض کا ایک بوسیدہ ورق دیا اور کہنے لگے کہ اگلے ہفتے اس کا عکس بنوا کر اِسے کمپوز کر کے لانا۔ یہ انجمن تعمیرِ ادب (۱۹۵۲ء) کے پہلے اجلاس کی روداد تھی۔ اُن کی ہدایت کے مطابق کام کر کے لایا مگر وہ کتب خانے پر تشریف نہ لا سکے معلوم ہوا کہ طبعیت ناساز ہے۔ میں گھر گیا، بہت خوش ہوئے۔ حسبِ معمول چائے کا دور چلا۔ بیاض کا ورق انھوں نے سامنے رکھا اور مجھ سے پروف پڑھوا کر ناخوانا مقامات کی خواندگی اور اصلاح کروائی۔ ساتھ ہی بیاض تھما دی اور کہا کہ رفتہ رفتہ جتنا ہو سکے اسے کمپوز کر کے گھر لے آیا کرو اسی طرح یہ کام مکمل کرنا ہے، کتب خانے جانے کی سکت نہیں۔ میں حسبِ ارشاد تھوڑا تھوڑا کام کرتا رہا مگر اُن کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ کچھ دنوں بعد خالد بھائی کا فون آیا کہ ابا جی بہت ناراض ہیں آپ آئے کیوں نہیں؟ میں نے عذر سے کام لیتے

ہوئے معذرت طلبی کی درخواست خالد بھائی کے توسط سے کی،خود بات کرنے کا حوصلہ ہی نہ تھا۔خیر چودھری صاحب نے سید عابد علی عابد کی ’’تلمیحات ِاقبال‘‘ اور شعرِ اقبال کی فرمائش کر رکھی تھی۔ ۹ نومبر کو موقع پا کر مذکورہ کتابوں اور تعمیرِ ادب اور حلقۂ ادب اٹک کے ابتدائی چار پانچ اجلاسوں کی کمپوز کا روائیاں لے کر گھر گیا۔ بہت دنوں بعد آنے پر خفا تھے، کافی دیر خاموش رہے، میں اپنی جگہ اُن کی خاموشی سے سہما رہا۔ خدا بھلا کرے بھابھی چائے لے آئیں۔ ہائے ہائے چودھری صاحب کی وضع داری ...... چائے نے ان کی ناراضی اور سکوت دونوں کو دھو ڈالا۔ روایتی وضع داری سے چائے پلائی۔ میرے جانے سے پہلے ’’جاوید نامہ‘‘ پڑھ رہے تھے اور غالباً رو بھی چکے تھے۔ خود سے کہنے لگے کہ تمھیں پتہ ہے کہ شکوہ حمد اور جوابِ شکوہ نعت ہے؟ میں خاموش رہا تو کہنے لگے کہ شکوہ ایک انداز سے بندے کی زباں سے خدا کی حمد ہے اور جوابِ شکوہ خدا کی طرف سے نعتِ مصطفی ﷺ...... پھر متفکر انداز سے چپ ہو گئے۔ کچھ دیر بعد میں نے کہا آپ بیاض لیجیے، پروف پڑھتا ہوں۔ کہنے لگے نہیں طبعیت نہیں مان رہی۔ اُس روز اُن کی آواز بیٹھی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔ اچانک ’’فروغِ نعت‘‘ کا خیال دامن گیر ہوا۔ دو ایک مضامین اگلے شمارے کے لیے ذہن میں گردش کر رہے تھے مگر شاکر صاحب کا معیار پریشاں کیے ہوئے تھا۔ میں نے کہا چودھری صاحب ’’فروغِ نعت‘‘ کے لیے مضمون لکھنا ہے بہت پیارا سا موضوع منتخب کر دیجیے۔ بستر پر تکیے سے لگے نیم دراز تھے۔ سر سے پیچھے کو ہاتھ گھمایا اور پیچھے پڑے ریک کو ٹٹولتے ہوئے ایک مجلد رجسٹر میرے ہاتھوں میں دیا۔ جلد کے دائیں ہاتھ لکھا تھا نذر صابری ۱۸ ستمبر ۸۹ء اور بائیں ہاتھ عنوان کی جگہ پر ’’قرآنِ کریم کے مضامین نعت اور شعراء کا اُن سے استفادہ‘‘ رقم تھا۔

میں نے بیاض کی ورق گردانی شروع کی، وہ اپنے انداز سے لیٹے رہے۔ شروع میں فارسی، عربی اور دیگر شعرا کی سرسری فہرست کے بعد ’’چند مضامین نعت‘‘ کے عنوان کے تحت تقریباً تیس کے قریب نعتیہ موضوعات ؛ اس کے بعد قرآنِ حکیم کی سورہ البقرہ سے اخیر تک قرآنِ پاک کے جن جن مقامات پر نبی پاک ﷺ کی نعت کا مضمون آیا ہے آیت مکمل حوالے کے ساتھ درج ...... جوں جوں آگے بڑھتا ہوں خوشی اور حیرت بڑھتی جاتی ہے۔ علمی نکات، سوالات اور اشکالات کی وہ رنگا رنگی ہے کہ سبحان اللہ۔ بائیں ہاتھ سے جو دیکھتا ہوں تو صرف عربی و فارسی مشاہیر شعرا کے منتخب نعتیہ اشعار کا گلزار کھلتا ہے۔ اللہ اللہ کیسی محنت، کیسی ریاضت، کتنی کاوش سے چنے گئے پھول

ہیں.....آنکھیں بھر آئیں، بیاض کو چومتے ہوئے آنکھوں سے لگایا، وہ بھی آبدیدہ ہوگئے۔ مجھے لگا کہ میری نگاہوں کے تعاقب میں وہ تمام مراحل طے کر گئے جو انھوں نے اس جوئے شیر لانے میں طے کیے۔ میں نے بیاض لوٹاتے ہوئے کہا چودھری صاحب! آپ کی پچیس برس کی محنت ہے ،میں اِسے نہیں لے جاسکتا، یہ میرے فہم وادراک سے بالا تر ہے،اس کام کو آپ کے علاوہ کوئی کر بھی نہیں سکتا۔ یہ تو آپ کی پوری تصنیف کا خاکہ ہے۔موضوع کا تقدس اور علمی تقاضے آپ کے علاوہ کوئی نہیں نبھا سکے گا۔آپ یوں کیجیے، کہ اس خاکے کو پیش نظر رکھتے ہوئے املا کرواتے جائیں میں کتابت کرتا جاؤں گا۔ کہنے لگے اتنا وقت کہاں ہے۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ اُن کی محنتوں کا یہ پھل محض اس تعارفی مضمون کی صورت میں ان کی وفات حسرت آیات کے ساتھ رونما ہوگا۔

یہ قلمی بیاض ۹۱ صفحات کے رجسٹر پر مشتمل ہے۔ص (۱) سادہ ہے،ص (۲) پر مشاہیر شعرا کی سرسری فہرست بنائی گئی ہے۔" "" کی علامت التزام کے ساتھ تمام شعرا کے اسماء کے اوپر ہے۔ فارسی مشاہیر شعراء (قاآنی شیروانی، رومیؒ، سعدیؒ، شبستریؒ، خسروؒ، حافظؒ، خواجو کرمانیؒ، عراقیؒ، جمالی دہلویؒ، عرفیؒ، نظیریؒ، طالبؒ، کلیمؒ، غنی کاشمیریؒ، غنیمت کنجاہیؒ، غالبؒ، حالیؒ، گرامیؒ، اقبالؒ، جامیؒ، سنائیؒ، عطارؒ، نظامیؒ)۔ عربی شعراء (حسانؓ، کعب بن زہیرؓ، عبداللہ بن رواحہؓ، بوصیریؒ، ابن الفارضؒ، شافعیؒ، جیلانیؒ، زنجیؒ، آزاد بلگرامیؒ)۔ دیگر (شعرا میں) سرمدؒ، کاکیؒ، احمد جامؒ، جیلانیؒ، عبدالعزیز دہلویؒ، شہرت بخاریؒ، مظہر جانجاناںؒ، قدسیؒ، حسن غزنویؒ، مخفیؒ۔ پنجابی شعرا مولوی غلام رسول عالم پوریؒ، میاں محمد بخشؒ، سائیں بلھے شاہؒ، وارث شاہؒ، خواجہ غلام فریدؒ کے اسماء شامل ہیں۔ان تمام اسماء کو جدول کی صورت میں ترتیب دیا گیا ہے۔زمانی ترتیب تو معلوم نہیں ہوتی۔ غالباً حفظِ مراتب کا خیال رکھا گیا ہے۔اردو کے آگے خط کھینچ کر سوالیہ علامت ڈالی گئی ہے۔اردو ادب کے لا تعداد شعرا نے نعت کو موضوعِ سخن بنایا ہے، ممکن ہے انتخاب کا مرحلہ درپیش ہو۔ص (۳) سے (۸) تک چھے صفحات سادہ ہیں شاید اردو کے منتخب شعرا کے لیے چھوڑے گئے ہوں۔ص (۹) پر"چند مضامین نعت" کا عنوان دیا گیا ہے۔اس کے نیچے سلسلہ نمبر کے تحت تیس کے قریب موضوعات کا اندراج ہے۔اس بیاض میں ایک الگ صفحہ ملا ہے جو ہے تو کسی رجسٹر کا مگر اس رجسٹر کا نہیں ہے۔ کہنگی اور قدامت میں بھی اس سے بڑھ کر ہے۔اس پر"چند مضامین قرآن بہ سلسلہ نعتِ رسول ﷺ" کا عنوان ہے۔موضوعات وہی ہیں جنھیں صابری

صاحب نے ترمیم وتبدیلی کے ساتھ درج کیا ہے۔میں نے بیاض کا ذکر استاذی ڈاکٹر عبدالعزیز ساحرؔ سے کیا۔انھوں نے فوراً لانے کا حکم دیا۔بیاض کو دیکھنے کے بعد اِسی صفحے کو مجھے دکھایا اور استفسار کیا کہ یہ کس کا خط ہے؟غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ تو اُنھی کا تحریر کردہ ہے انھی کا خط ہے،انھوں نے تصدیق بھی کر دی۔یوں یہ بات روشن ہوئی کہ یہ منصوبہ ڈاکٹر عبدالعزیز ساحرؔ اور صابری صاحب نے مل کر یقینا ۱۹۸۹ء سے پہلے ترتیب دیا۔ص ۹ پر موضوعات کی ترتیب کچھ یوں ہے:
۱۔روزِ الست، ۲۔یومِ میثاق ۳۔نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سفر آدمؑ تا عبداللہؓ، دعائے خلیلؑ،نویدِ مسیحاؑ ۴۔واقعہ اصحابِ فیل،ولادت باسعادت ۵۔سیرت و کردار قبل از اعلانِ نبوت ۶۔غارِ حرا اور نزولِ وحی ۷ کوہِ صفا کا وعظ ۸۔معراج،شرحِ صدر ۹۔ہجرت،غارِ ثور ۱۰مسجدِ قبا،تحویل قبلہ ۱۱۔بدر،احد،احزاب،تبوک وغیرہ حق و باطل کے معرکے ۱۲۔صلح حدیبیہ،بیعتِ رضوان،فتح مکہ،وفود کی آمد ۱۳۔اتمامِ نعمت اور تکمیل دیں۔اس کے بعد ٹکڑوں میں خط کھینچا گیا ہے اور صفحے کے وسط سے دوبارہ ایک سے سلسلہ نمبر دے کر موضوعات دیے ہیں۔یہ موضوعات ساحرؔ صاحب کے تحریر کردہ صفحے کی پشت پر ہیں:

۱۔اتحاد بالافعال (ا) ومارمیت اذ رمیت
(ب) یداللہ فوق ایدیھم
(ج) وما ینطق عن الھویٰ

۲۔ رحمت اللعلمین ۳۔خاتم النبیین ۴ صاحب خلق عظیم ۵۔صاحب ذکرِ رفیع ۶۔صاحب کوثر ۸۔قاسم نعمت ۹۔ صاحب اسوۂ حسنہ ۱۰۔ مطاعِ کائنات،اتباعِ رسول ۱۱ شفیع المذنبین ۱۲۔ صلوٰت و سلام ۱۳ اقسام القرآن ۱۴۔خطابات ۱۵۔اسمائے مبارک والضحیٰ،لعمرک،واللیل،والنجم،یٰسین،طٰہٰ، مزمل،مدثر،محمد، احمد،رؤف،رحیم،حریص،عزیز،برہان،نور وغیرہ۔تصنیف وتالیف سے وابستہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ اشارے کتنے مفصل بیانات اور مضامین وکتب کے اجمال کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں جن کے مطالعے سے نعت گو شعرا جدت طرازیوں کے نئے نئے در وا کر سکتے ہیں۔

ص ۱۰ سے ۴۸ تک جفت صفحات پر قرآنِ حکیم کی مکمل تحقیق سے قرآن کے ایک ڈیڑھ سو کے قریب نعتیہ موضوعات؛ایک سو اٹھہتر مقاماتِ نعت تریسٹھ سورتوں کی آیات کے حوالوں سے درج کیے گئے ہیں۔طاق صفحات پر کہیں کہیں تفسیری حواشی درج ہیں۔یہ تحقیق از اوّل تا آخر قرآن کی موجودہ ترتیب کے مطابق ہے۔اِسے قرآن کے نعتیہ موضوعات کا جامع اشاریہ قرار دیا

جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ ایک طرح سے خدا کی اپنے حبیب ﷺ کی مدح وستائش کے انداز کی کھوج ہے جو مختلف مواقع اور حالات میں مختلف انداز میں کی گئی ۔قرآن میں ایسے غوطہ زنی اب کون کرسکتا ہے ۔جن سورتوں میں نعت کو کوئی مضمون نہیں آیا ان کے مطالعے کے بعد اُن کا نام درج کر کے آگے خط کے بعد x کا نشان لگایا گیا ہے ۔لیکن اُن کا یقین تھا کہ قرآن کی کوئی سورت بھی محامدِ رسول سے یکسر خالی نہیں ہوسکتی ۔ص ۷ ۲ پر چار سورتوں (سورہ القصص،العنکبوت،الروم،لقمٰن) کے آگے x کا نشان ہے مگر دو سورتوں الشعرا،النمل کے مقاماتِ نعت درج کرنے کے بعد جملہ لکھا ہے ''سورۂ قصص،سجدہ،لقمان،الروم کو بھی دیکھو''۔اس اشاریے کو اختصار کے پیشِ نظر یہاں صرف نعتیہ مضمون،سورت کا نام اور آیت نمبر حوالے کے ساتھ نذرِ قارئین کیا جاتا ہے:

نمبرشمار	نعتیہ مضمون	سورت	آیات
۱	تحویلِ قبلہ، رضاومحمد	البقرہ	۱۴۳۔۱۴۴
۲	مشکلاتِ لا الہ	″	۲۱۴
۳	خیرِ کثیر	آل عمران	۱۹
۴	اتباعِ رسول ﷺ	″	۳۱
۵	اطاعتِ رسول ﷺ	آل عمران،النساء	۱۳۲۔۵۹
۶	روزِ میثاق	″	۸۱
۷	اسلام	″	۸۵
۸	رسولِ ہدایت ومغفرت	″	۱۰۱
۹	خیرالانام	″	۱۱۰
۱۰	بدر	″	۱۲۳
۱۱	رسول ﷺ	″	۱۴۴
۱۲	اخلاقِ کریمانہ،خلق عظیم آلِ عمران		۱۵۹
۱۳		″	۱۶۱
۱۴	احسان	″	۱۶۴
۱۵	منکرین رسالت	النساء	۴۲

۱۶	اطاعتِ رسول، شفیع المذنبین	〃	۶۵
۱۷	اطاعتِ رسول ﷺ	〃	۹۰
۱۸	رسالتِ جامعہ	〃	۷۹
۱۹	اطاعت	〃	۸۰
۲۰	رجوع الیٰ الرسول	〃	۱۰۰
۲۱	نافرمانیِ رسول	〃	۱۱۵
۲۲	رسالت	〃	۱۷۰
۲۳	برہان ونور	〃	۱۷۴
۲۴	تکمیل دین واتمامِ نعمت	المائدہ	۳
۲۵	نور وکتابِ مبین، سُبل السلام	〃	۱۵۔۱۶
۲۶	وسیلہ	〃	۳۵
۲۷	ابلاغ عصمت	〃	۶۹
۲۸	بلاغِ مبین	〃	
۲۹	انکارِ کفار سے دُکھ	الانعام	
۳۰	مکتوباً اسمہ فی التوراتِ والانجیل	اعراف	۱۵۷۔۵۸
۳۱	رسولِ انام ﷺ	〃	۱۵۹
۳۲	روزِ الست	〃	۱۷۲
۳۳	نفیِ علمِ غیب خیرِ کثیر	〃	۱۸۸
۳۴	اتحاد باالافعال	انفال	۱۷
۳۵	اطاعتِ رسول	〃	۲۹
۳۶	آپ کا وجود رحمت تھا اور ہے	〃	۳۳
۳۷	تالیفِ اقوامِ عرب	〃	۶۲۔۶۳
۳۸	عصمتِ نبی ﷺ	〃	۴۶
۳۹	نورِ خدا	توبہ	۳۲

۴۰	دینِ غالب	؍	۳۳
۴۱	غارِثور	؍	۴۰
۴۲	ایذاءِرسول،رضاءِرسول	؍	۶۱،۶۳
۴۳	اطلاعِ پیغمبر براحوالِ عالم	؍	۹۴
۴۴		؍	۱۰۵
۴۵		؍	۱۲۰
۴۶	مسجدِ ضرار،مسجدِ قبا	؍	۱۰۷۔۱۰۹
۴۷	حریص عزیز،رؤف رحیم	؍	۱۲۸
۴۸		ھود	۳۱
۴۹		؍	۳۶
۵۰	استقامت	ھود	۱۱۲
۵۱		الرعد	۳۰
۵۲	لعمرکَ	الحجر	۷۲
۵۳	نذیرمبین	؍	۸۹
۵۴	بے ادبانِ رسالت	؍	۹۵،۹۷
۵۵	شاہد	النحل	۸۹
۵۶	معراج	بنی اسرائیل	۱
۵۷	مقاماً،مقامِ محمود	؍	۷۹
۵۸	مبشرونذیر	؍	۱۰۵
۵۹	بشیر	الکھف	۱۱۰
۶۰	میلاد	مریم	۱۵
۶۱	علم	طٰہٰ	۱۱۴
۶۲	رحمتِ عالم	انبیاء	۱۰۷
۶۳	مصطفی	الحج	۷۵

۶۴	آدابِ رسالت	النور	۶۳
۶۵	اطاعتِ رسول ﷺ	؍؍	۵۴،۵۲
۶۶	حریص ،علیکم	الشعراء	۳
۶۷	قرآن من اللہ	؍؍	۱۹۴،۱۹۲
۶۸	کوہِ صفاء	؍؍	۲۱۶،۲۱۴
۶۹	تحویل قبلہ	؍؍	۲۱۸۔۱۹
۷۰	قرآن من اللہ	النمل	۶
۷۱	صاحب حق،مبین	؍؍	۷۹
۷۲	سرورِعالم،سردارِعالم	الاحزاب	۶
۷۳	میثاقِ عام	؍؍	۷
۷۴	اسوۂ حسنہ	؍؍	۲۱
۷۵	ختمِ نبوت	؍؍	۴۰
۷۶	صلٰوت	؍؍	۴۳۔۴۴
۷۷	شاہد،مبشر،نذیر،سراج منیر	؍؍	۴۵۔۴۶
۷۸	فضل کبیر	؍؍	۴۷
۷۹	ادب دربارِرسالت	؍؍	۵۳
۸۰	صلٰوت وسلام	؍؍	۵۶
۸۱	فوزِعظیم اطاعتِ رسول	؍؍	
۸۲	رسولِ انام	سباء	۲۸
۸۳	بشیرونذیر	فاطر	۲۳۔۲۴
۸۴	خطاب	یٰسین	۱
۸۵	صاحب صراطِ مستقیم،مرسل	؍؍	۳۔۴
۸۶		الزمر	۳۰
۸۷	غلامانِ محمد	؍؍	۵۳

۸۸	استقامت	شوریٰ	۱۵۱
۸۹	صاحبِ صراطِ مستقیم	زخرف	۴۳
۹۰	گستاخِ رسول کا حشر	محمد	۳۲
۹۱	اطاعتِ رسول	؍	۳۳
۹۲	صاحبِ فتحِ مبین	الفتح	۱
۹۳	اتمامِ نعمت	الفتح	۲،۳
۹۴	شاہد،مبشر نذیر	؍	۸،۹
۹۵	اتحاد باالافعال	؍	۱۰
۹۶	دین غالب	؍	۲۸
۹۷	صحابہ کی شان	؍	۲۹
۹۸	آدابِ رسالت	الحجرات	۲،۳
۹۹	وجودِ رسول	؍	۸
۱۰۰	احسان	؍	۱۷
۱۰۱	کاہن مجنون نہیں	الطور	۲۹
۱۰۲	معراج	النجم	۱۸۔۱
۱۰۳	شق القمر	القمر	۳۔۱
۱۰۴	بشر	ق	۲
۱۰۵	معاندین رسول	المجادلہ	۲۲۔۲۰
۱۰۶	گستاخِ رسول	الحشر	۴
۱۰۷	اطاعتِ رسول	؍	۷
۱۰۸	اسوۂ حسنہ	الممتحنہ	۴،۶
۱۰۹	بیعتِ رسول شفاعت	؍	۱۲
۱۱۰	نوید مسیحا	الصف	۶
۱۱۱	نورِ خدا	؍	۸

۱۱۲	دین غالب	؍	۹
۱۱۳	مناصب رسول	جمعہ	۲
۱۱۴	شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم المنٰفقو ن		۵
۱۱۵	نورِ ایمان	التغابن	۸
۱۱۶	بشر	؍	۶
۱۱۷		الطلاق	۱۱
۱۱۸	شانِ رسول وصحابہ	التحریم	۸
۱۱۹	خلق عظیم	القلم	
۱۲۰	رسولِ کریم	الحاقہ	۴۰
۱۲۱		الجن	۲۳۔۲۱
۱۲۲	علمِ غیب	؍	۲۸۔۲۶
۱۲۳	فرائض،وظائف رسول المزمل		۸۔۱
۱۲۴	شاہد	؍	۱۵
۱۲۵	کلام پاک	المدثر	۲۵۔۲۴
۱۲۶	قرآن پڑھا دینا	القیٰمہ	۱۹۔۱۶
۱۲۷	اذنِ شفاعت	النباء	۳۸
۱۲۸		عبس	۱۰۔۱
۱۲۹	جبریلؑ	التکویر	۲۱۔۱۹
۱۳۰	طعن کفار، روایتِ جبریلؑ ؍		۲۳۔۲۲
۱۳۱	اطلاعِ غیب	؍	۲۴
۱۳۲	ردِ طعن کفار	؍	۲۵
۱۳۳	مکہ کی قسم	البلد	۲۔۱
۱۳۴	پوری سورت نعت ہے والضحیٰ		
۱۳۵	؍	الم نشرح	

۱۳۶	غارِحرا کی وحی	العلق	۱۔۵
۱۳۷	ولادت	الفیل	
۱۳۸	خیرِ کثیر	الکوثر	
۱۳۹	فتح ونصرت	النصر	

بعض مقامات پر بلاعنوان سورتوں کے نام اور آیات درج کی گئی ہیں،انھی اسی طرح پیش کر دیا گیا ہے ۔ چند موضوعات کی تکرار کو بھی مقامات کی تبدیلی کی وجہ سے من وعن پیش کر دیا گیا ہے،خدا معلوم مصنف کی منشا کیا تھی۔صابری صاحب زبان کی نبض کو محسوس کرنے کے ساتھ ساتھ معنی کے shades اور اسلوب ِنگارش کے حسن کو شدت سے محسوس کرتے تھے ۔ان موضوعات میں بھی آیات کا انداز اُن کے پیش نظر رہا ہوگا۔ جن سورتوں کی آیات کے نمبر درج نہیں ہیں غالباًوہ مکمل طور پر نعتیہ مضامین کی حامل ہیں ۔قرآنِ کریم کے نعتیہ مضامین کا یہ اشاریہ عاشقانِ رسول باالخصوص نعت گو شعرا کے لیے نعمتِ عظمیٰ کا درجہ رکھتا ہے ۔ان مقامات کا براہِ راست مطالعہ نعتیہ مضامین میں پہلو داری،جدت اور وسعت کے امکانات کو روشن کرنے میں معاون ثابت ہوگا۔چند مقامات پر مطالعہ قرآن کے دوران صابری صاحب نے بہت مفید حواشی دیے ہیں مثلاً ص ۳۰ پر سورہ احزا ب کی آیت ۴۴،۴۳ ’’ھوالذی یصلیٰ علیکم......‘‘ کے سامنے ص ۳۱ پر لکھا ہے:’’یصلیٰ ......رحمت فرماتا ہے مودودیؒ

ملائکہ کے ساتھ اس فعل کی صورت بدل جاتی ہے ۔چنانچہ مودودی رحمۃاللہ علیہ نے ان کی نسبت سے فعل کو رحمت کرتے ہیں کے معنوں میں لیا ہے ۔فعل ایک ہے مگر اس کے معنی کی shades تبدیل ہوگئی ہے ۔اسی کیفیت ِفعلی کو ہم دیگر مقامات پر بھی مدِنظر رکھیں گے ۔اِنَّ اللہ وَ ملائکتہ،یصلون علی النبی ......میں فعل یصلون کا فعل جامع ہے مگر ترجمہ کرتے وقت ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ اور اس کے فرشتے رحمت فرماتے ہیں یا دعائے رحمت کرتے ہیں ۔دونوں ترجمے غلط ہوں گے ۔لہٰذا فاعل کی نسبت سے فعل کے معنی بدل جائیں گے ۔ یاایھاالذینَ منوصلوعلیہ وسلموتسلیما کے یہ معنی نہیں ہوں گے کہ اے ایمان والو اُن پر رحمت برساؤ بلکہ دوسرے معنے ہوں گے کہ ان سے دعائے رحمت کرو ۔نذر ۹۸۔ ۴۔ ۲۲‘‘ اگلے صفحے پر ترجمے کے اس مسئلے کو اس خوب صورتی سے سلجھایا گیا ہے کہ دل اش اش کر اٹھتا ہے ۔یہی صابری صاحب کا تصورِ نعت بھی ہے،ملاحظہ کیجیے:

’’اگر یہ ترجمہ کیا جائے کہ اللہ اور اُس کے فرشتے اُن کے مناقب بیان کرتے ہیں۔اے ایمان والو تم بھی ان کے مناقب/محامد/فضائل/نعت کے نغمے الاپو۔اس طرح عالم کے تمام نعت گو شعراء اور سیرت نگار اس ارشادِ خداوندی کے تابع آجاتے ہیں۔نثر ہو یا نظم کسی شکل میں ان پر درود لکھا گیا ہو وہ بھی ایک طرح کی نعت ہے۔قصیدہ بردہ نظم میں اس کی ایک نہایت اعلیٰ مثال ہے اور درودِ تاج نثر میں۔ نذر 08/2/9‘‘

کچھ عرصہ پہلے ٹی وی پر ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم کا درسِ قرآن سن رہا تھا۔ضمنی گفتگو میں انھوں نے انقباضِ نفس کا قرآنی علاج بتایا۔انقباضِ نفس سادہ لفظوں میں فسردہ دلی، اکتاہٹ، بیزاری کی سی کیفیت کا نام ہے۔انھوں نے بتایا کہ سورہ والضحیٰ کا ذکر اس کیفیت میں کیا جائے تو حالت میں تبدیلی آجاتی ہے۔کئی مواقع ایسے آئے اور میں نے اس نسخے پر عمل کر کے اطمینانِ قلب پایا۔ترجمہ پڑھا تو آپ ﷺ کی ڈھارس بندھائی کا مضمون۔اب جب کہ صابری صاحب کے بیاض کے آئینے میں اِسے سراپا نعت دیکھتا ہوں تو اسمائے محمد کو دلوں کا علاج پاتا ہوں۔’’کیا نام ہے شامل ہے جو تکبیر و اذاں میں‘‘صلو علیہ والہ

ص ۲۰ پر’’نفی علمِ غیب‘‘ کے موضوع کے آگے سورہ اعراف کی آیت ۱۸۸ درج ہے اور اس کے نیچے یہ دلچسپ سوال:

’’سورۂ اعراف مکی ہے۔سورۂ کوثر بھی مکی ہے۔اعراف میں کس خیر کثیر کے حصول کی نفی ہے اور کوثر میں کس کوثر(کثیر) کا اعلان ہے۔نذر‘‘

ص ۴۹ سے ۶۶ تک کے صفحات خالی چھوڑے گئے ہیں۔صرف ص ۵۲ اور ص ۶۰ پر قرآنی آیات سے متعلق تحقیقی یادداشت لکھی ہے۔ص ۶۷ کے وسط میں شفیق بریلوی کی کتاب’’ارمغانِ نعت‘‘ پر اکیس سطری تنقیدی نوٹ ہے۔ص ۶۸ پر عربی زبان کے سات مشہور نعت گو شعراء کی فہرست سالِ وفات کے تعین کے ساتھ بنائی گئی ہے۔آخر میں یوسف نبہانی کی مرتبہ’’المجموعہ النبہانیہ‘‘مطبوعہ بیروت ۱۳۲۰ھ کا حوالہ درج ہے۔

ص ۶۹ سے ۹۰ تک پچاس کے قریب عربی و فارسی کے ایسے شعرا کے منتخب نعتیہ اشعار کا گلدستہ ہے جو گردِ زمانہ سے بالاتر ہو کر آسمانِ نعت پر تابندہ و پائندہ ہیں۔یقیناً اِن منتخب اشعار کے قرآنی

ماخذات کی تخریج صابری صاحب کی منشا ہوگی یا پھر قرآنی نعتیہ۔ان اشعار کی تعداد نمبر شمار کے مطابق ۲۵۶ ہے مگر بعض جگہ قطعہ بند اشعار پر ایک ہی سلسلہ نمبر دیا گیا ہے۔اگر نمبر شمار کے علاوہ اشعار کو گنا جائے تو ان کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا۔اشعار کا نمبر شمار دائیں جانب اور بائیں طرف شاعر کا نام اور بیشتر جگہ ماخذ کا حوالہ بھی درج ہے۔جن شعراء کے قرآنِ حکیم کے مضامین نعت پر مشتمل چنیدہ عربی و فارسی نعتیہ اشعار جمع کیے گئے ہیں ان کے اسماء کی فہرست پیش خدمت ہے: حسان بن ثابتؓ، سعدیؒ، رومیؒ، جامی رحمۃ اللہ علیہ یؒ (یکم نومبر ۱۹۲۳ء تا ۱۱ دسمبر ۲۰۱۳ء) جہانِ آب و گل سے رخصت ہوئے۔آپ مجسم خلوص و وفا تھے۔مسلکِ انسانیت کے سالک اور محسن شیخ عبدالقادرؒ، عبدالعزیز دہلویؒ، احمد جامؒ، اقبالؒ، حافظؒ، شہرت بخاری، جمالی دہلویؒ، حضرت امیر خسروؒ، شیخ اکبرؒ، سرمدؒ، منیریؒ، مظہر جانجاناںؒ، خاقانیؒ، سنائیؒ، خواجو کرمانیؒ، دامنؒ، حسن غزنویؒ، خوجہ بختیار کاکیؒ، مخفیؒ، عطارؒ، خواجہ باقی باللہؒ، نظیریؒ، خواجہ میر دردؒ، شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، فضل حق خیر آبادیؒ، بوعلی قلندرؒ۔یہ واضح رہے کہ ان شعرا کی بیاض میں اس طرح فہرست نہیں بنائی گئی بلکہ اشعار کے حوالے کے طور پر ان کے نام دیے گئے ہیں۔راقم نے محض خاکے کے خال و خط اجاگر کرنے کی غرض سے انھیں اس صورت میں پیش کر دیا ہے۔ابتدائی صفحات میں بنائی گئی فہرست کے بعض شعرا کے اشعار شامل نہیں ہیں۔تمام شعرا کو شامل کیا جائے تو عہدِ نبوی سے بیسویں صدی کے نمائندہ سو کے قریب نعت گو شعرا اس مطالعے کا حصہ ہیں۔اردو شعرا کا انتخاب اس میں شامل نہیں ہے۔امہات لکتب کے مطالعے کی طرح نعت کے موضوع پر منبعِ عرفان صلی اللہ علیہ وسلم کے سالکین اور قرآنِ حکیم کے عارفین کے یہ اشعار مینارۂ نور و ہدایت ہیں۔ان کا مطالعہ عرفان کی منزلوں کی طرف لے جانے کے ساتھ فن شاعری میں رشد و ہدایت کا سامان فراہم کرتا ہے۔حضرت امیر خسرو دہلویؒ کا محض ایک شعر ''مشتے نمونہ از خروارے'' کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

ہر چہ اُید در نظر غیرِ تُو نیست
یا تُوئَی یا بوئَی تُو یا خُوئَی تو

بیاض کے آخری صفحے کا نمبر ۹۰ ہے۔اس کے بعد بغیر نمبر کے ایک ورق ہے جس کے اندرونی طرف صابری صاحب کی اپنی نعت ہے۔جو کہ انھی کے خط میں عکسی صورت میں شامل ہے۔

کون تھا زینتِ آغوشِ نظر آج کی رات
کس کو تکتے تھے کھڑے شمس و قمر آج کی رات

ڈال دی کیسے ہوا تم نے سپر آج کی رات
کچھ بھی حائل نہ ہوا حجزِ نظر آج کی رات

کس مقامات سے گزرا تھا بشر آج کی رات
کس کمالات کو پہنچا تھا بشر آج کی رات

کس طرح فرش سے تا عرش بہ لمحات تھا
طے ہوا ذرہ بہ ذرہ یہ سفر آج کی رات

حسن نے پاسِ رہ لکات جلال کیوں چھوڑا
عشق کو کیوں نہ رہا خوف و خطر آج کی رات

رقص میں ہم گیتی، رفعتیں پامال ہوئیں
جھک گیا طارمِ افلاک کا سر آج کی رات

کعبہ، اقصیٰ، ملک و حور و فرشتہ، انساں
کیا دعا ہو گئی دعا آج کی محروم اجابت ہو گی؟

خود بخشش میں دعا کی ہے اثر آج کی رات

رومیِ عصر کی جُدائی میں

[حضرت نذر صابری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر]

________ارشد محمود ناشادؔ

(۱)

ہائے اُجڑا ہے گلستانِ ادب
لُٹ گیا آہ! آج دل کا دیار
بین کرتے ہیں طائرانِ سخن
ڈھے گئی آج شاخِ میوہ دار
دفترِ شعر و نثر اشک افشاں
لفظ و معنیٰ ہوئے زبون و زار
چشمِ گل اُس کی یاد میں نم ہے
یاد کرتا ہے اُس کو لالہ زار
اُٹھ گیا حیف انجمن سے وہ
جس کے دم سے تھی گرمیِ بازار

(۲)

اُس کی آنکھیں کلام کرتی تھیں
خوب رُو تھا ،کشیدہ قامت تھا

جسم تھا اس کا گو نحیف و نزار
ہاں مگر وہ بلند ہمت تھا
تُند خو تھا بظاہراً لیکن
درحقیقت وہ محض شفقت تھا
وہ گھنا پیڑ تھا محبت کا
اُس کا سایہ نشانِ راحت تھا
اُس سے قائم تھی رفتگاں کی یاد
وہ مرے عہد کی ضرورت تھا

(۳)

اُس کے افکار کی تجلی سے
جگمگائی تھی خاکِ کیمبل پور
اُس کے علم و عمل کی حدت سے
ہو گیا مطلعِ ادب پُرنور
اُس کی کوشش سے آشکار ہوئے
وہ خزائن جو تھے کہیں مستور
نعت گوئی کا ذوق اُس کی عطا
نعت خوانی کا دے گیا وہ شعور
کتنی نسلوں کو دے کے ذوقِ ادب
کتنے سینوں کو کر گیا مخمور

(۴)

اُس کی صحبت تھی کیمیا تاثیر
اُس کی محفل جمال پرور تھی
لفظ لفظ اُس کا تھا دُرِ نایاب
بات بات اُس کی رشکِ گوہر تھی
سادگی اُس کی، تھا لباس اُس کا
عاجزی اُس کی، اُس کا زیور تھی
عشق اُس کی اساس تھا گویا
ذات اُس کی بہت منوّر تھی
اُسکے چہرے سے تھی بشارتِ صبح
اُس کی صورت زمیں کا جھومر تھی

(۵)

شورِ دُنیا سے بے نیاز رہا
طرز اُس کی قلندرانہ تھی
ہر سخن اُس کا عاشقانہ تھا
ہر ادا اُس کی دلبرانہ تھی
ذوقِ پاکیزہ امتیاز اُس کا
فکر کامل تھی ، نارسا نہ تھی

حُب سرکارؐ میں رہا سرشار
نعت اُس کے لیے ترانہ تھی
اُس کا سینہ تھا معدنِ انوار
اُس کی ہستی بہت یگانہ تھی

(۶)

نثر اُس کی لطیف و خوش آہنگ
شاعرِ باکمال تھا وہ شخص
اسکے ہونٹوں سے پھول جھڑتے تھے
کس قدر خوش مقال تھا وہ شخص
اُس کا باطن تھا مخزنِ اسرار
صاحب کشف و حال تھا وہ شخص
لفظ عاجز ہیں اُس کی مدحت میں
آپ اپنی مثال تھا وہ شخص
تھا جلال و جمال کا پیکر
آدمیت پہ دال تھا وہ شخص

☆

شہر ماتم سرا ہوا افسوس!
رومیِ عصر چل بسا افسوس!

ز

نذر صابریؒ کے لیے ایک نظم

ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر

شہر خاموش تھا
رات سوئی پڑی تھی
کسی کنج تاریک کے ایسے ویراں کدے میں
جہاں گردش وقت تھم سی گئی تھی
جہاں ہجر کے قافلے مضطرب تھے
جہاں دل کی دنیا میں محشر بپا تھا
جہاں درد کے موسموں کو خزاں رت کے بے کیف بے رنگ بے بو مناظر سے ڈر لگ رہا تھا
جہاں ہر طرف دھند پھیلی ہوئی تھی
جہاں ہر طرف اوس پڑنے لگی تھی
خیالات وافکار کے بانکپن پر
جہاں پھول اڑ اڑ کے گرنے لگے تھے
وہاں رات لیٹی پڑی تھی
کسی کنج تاریک میں
ہجر کی اور اداسی کی چادر کو اوڑھے ہوئے

اس گھڑی وہ غلام شہ دو جہاں
آنسوئے آسماں
ایسے انداز سے محو پرواز تھا

بام خاور پہ ایک نور سا چھا گیا
لگ رہا تھا کہ ان بے کراں آسمانوں کی پہنائیوں میں کہیں
سارے رنگوں کو اور خوشبوؤں کو لیے
خیر مقدم کو آیا ہو جیسے کوئی

جس گھڑی بزم عالم سے وہ اٹھ چلا
آسماں رو پڑا
اور زمیں بین کرنے لگی

وہ قلندر تھا یا پھر کہ درویش تھا
یا وہ غوث زماں
یا وہ کچھ بھی نہیں
اس میں کچھ شک نہیں
وہ قلندر بھی تھا اور درویش بھی
اس کو غوث زماں بھی کہو برملا
کس کو عرفان ہے ان مقامات کا
جن میں وہ اڑ رہا تھا
غبار مدینہ کو اوڑھے ہوئے

وہ کسی کے دیار عقیدت میں تھا
زندگی بھر رہا
اور غروب ہو گیا

نذر صابری صاحب کی رحلت پر

سید نصرت بخاری

بزمِ تعلقات و مراسم اجڑ گئی
معمولِ زندگی کا توازن بگڑ گیا
احباب خشک پتوں کی مانند منتشر
تقدیسِ دوستی کا توازن بگڑ گیا
گل ہائے نظم و نثر کی رنگت اُڑی اُڑی
لیلائے شاعری کا توازن بگڑ گیا
اقبال،روم،حضرتِ غالب ہیں اجنبی
بستی میں فارسی کا توازن بگڑ گیا
معشوقِ دل پزیر تری یاد کی قسم
اقلیمِ دلبری کا توازن بگڑ گیا
خالی پڑی ہوئی ہے کتب خانہ میں نشست
تدریس و آگہی کا توازن بگڑ گیا
ہم جس میں پھل رہے تھے وہ موسم گزر گیا
ہم جس میں چہچہاتے تھے،گلشن اجڑ گیا
معمول زندگی کا توازن بگڑ گیا

مضامین نعت

پاکستان میں نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت

ڈاکٹر شہزاد احمد، کراچی

لفظ ''تذکرہ'' معنی و مفہوم کی روشنی میں

(ت۔ذ۔ک۔ر۔ہ) ''تذکرہ'' عربی زبان کا ایک لفظ ہے لغت میں اس کے معنی 'ذکر' چرچا' یادداشت، یادگار، بیان' سرگزشت، سوانح عمری کے ہیں۔

''سیرت'' عربی زبان کا لفظ ہے[1] اس کے لفظی معنی عادت، خصلت اور گُن، وصف و ہنر کے ہیں۔کسی اہم ہستی کے اوصاف کا بیان، اُس کے کردار و عمل کی تصویر کشی اور اس کے کارناموں کی نشاندہی کرنے کو سیرت نگاری کہتے ہیں۔ سیرت نگاری کا نام آتے ہی سیرتِ سرورِ کونین ﷺ کا تصور سب سے پہلے ذہن میں اُبھرتا ہے۔اس کے علاوہ دیگر لوگوں کی سیرت بھی لکھی جاتی ہے مگر سیرت کا لفظ مکمل طور پر خوشبوئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصار میں آچکا ہے۔

''سوانح'' عربی زبان کا لفظ، اسم اور مذکر ہے[2] اس کے لفظی معنی واقعات، حادثات، روئے داد، حالات اور سانحہ کی جمع کے ہیں۔سوانح نگاری کو 'خاکہ نگاری' بھی کہتے ہیں۔ یہ بھی اُردو نثر کی ایک صنف ہے، جس میں کسی شخص کے حالاتِ زندگی، اس کی خدمات اور کارناموں کا ذکر کیا جاتا ہے۔سوانح نگاری کے لیے ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ دلچسپ ہو، اس لیے سوانح نگار کو زبان و بیان پر کامل دسترس حاصل ہونی چاہیے۔

''شخصیت'' کا لفظ بھی عربی زبان کا ایک لفظ ہے۔[3] اس کے معنی شخص ہونے کی خصوصیت، ذات اور درجۂ عزت کے ہیں۔شخصیت نگاری (خاکہ نگاری) اور سوانح عمری میں وہی فرق ہے جو ناول اور افسانے میں ہے۔سوانح عمری میں انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔لیکن شخصیت نگاری میں زندگی کے صرف مخصوص پہلوؤں پر مرقع نگار کی منشا کے مطابق بحث و مباحثہ کیا جاتا ہے۔شخصیت نگاری میں جزئیات، طوالت اور غیر ضروری تفصیلات سے اجتناب برتا جاتا ہے۔صرف انہی واقعات و حالات کو واضح کیا جاتا ہے جن کے مطالعے سے شخصیت

کی اصل روح تک پڑھنے والے کی رسائی ہو جائے۔

تذکرہ نگاری، سیرت نگاری، سوانح نگاری اور شخصیت نگاری ایک ہی خاندان کے مختلف الفاظ ہیں۔ جنھیں موقع محل کی مناسبت سے اپنے اپنے مقام پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ہمارا موضوع یہاں صرف تذکرہ اور تذکرہ نگاری ہے۔ اُردو میں تذکرہ اور تذکرہ نگاری کی روایت میں نعتیہ تذکرہ نگاری کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر کرنا مقصود ہے۔ تاکہ اردو کی نعتیہ شاعری میں نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت بیان ہو سکے۔ پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے اپنے مقالے ''اُردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری'' میں تذکرہ نگاری اور اس کے ارتقاء کا جائزہ لیتے ہوئے تذکرہ نگاری کے مفہوم کو واضح انداز میں بیان کیا ہے۔

''......تذکروں کی تالیف میں بیاض اور بیاض نگاری کے شوق نے خاص کردار ادا کیا ہے۔ اگر تذکروں کی عام روش کو نظر میں رکھ کر ''تذکرہ نگاری'' کے مفہوم یا اس کی تعریف کا تعین کرنا چاہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ ''بیاض'' کی ترقی یافتہ صورت کا نام تذکرہ ہے۔ بیاض میں صرف اشعار کا انتخاب ہوتا ہے، جب اس میں انتخاب اشعار کے ساتھ صاحبانِ اشعار کے نام اور تخلص کا اضافہ کر دیا گیا تو اس کا نام تذکرہ ہو گیا۔ بعد از اں شعراء کے نام اور تخلص میں خاص ترتیب پیدا کی گئی۔ کہیں ابجدی ترتیب ملحوظ رکھی گئی، کہیں تہجی ترتیب کو ترجیح دی گئی۔ اس کے ساتھ مختصر حالاتِ زندگی اور کلام پر مختصر تبصرے کا اضافہ ہوا اور ''تذکرہ'' بیاض سے آگے بڑھ کر نیم تاریخی، نیم تنقیدی اور نیم سوانحی فضا میں داخل ہو گیا۔ وقت اور ماحول کے تقاضوں کے تحت تذکرہ پر ادبی تاریخ، تنقید اور سوانح نگاری کا رنگ گہرا ہوتا گیا اور رفتہ رفتہ تین رنگوں کا یہی آمیزہ جسے حقیقی معنوں میں نہ ادبی تاریخ کا نام دے سکتے ہیں، نہ تنقید کہہ سکتے ہیں اور نہ سوانح نگاری سے تعبیر کر سکتے ہیں، تذکرے کا فن قرار پایا، اور شعراء کے مختصر حالات، کلام پر سرسری تبصرہ اور انتخاب اشعار کو اس فن کے عناصر ترکیبی میں شمار کیا گیا''۔4

ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے بیان کی روشنی میں آپ نے تذکرہ نگاری کے مفہوم کو یقیناً بہتر طور پر جان لیا ہو گا۔ اب ہم آپ کے سامنے اسی تناظر میں تذکرہ نگاری کی مشکلات کا جائزہ پیش کر رہے ہیں۔

''اب رہ گیا ''تذکرہ'' اور تذکرہ نگاری کی معنوی وسعت و حدود کے تعین کا سوال، تو اس سلسلے میں اردو اور فارسی کے سارے تذکرہ نگار خاموش ہیں۔ ہر تذکرہ نگار نے اپنے پیش رو تذکرہ نگاروں

سے فائدہ بھی اٹھایا ہے اور ان کے تذکروں میں کیڑے بھی نکالے ہیں۔لیکن کسی تذکرہ نگار نے یہ نہیں لکھا ہے کہ تذکرہ دراصل ہے کیا اور اسے کیا ہونا چاہیے؟ حتیٰ کہ دتاسی، عبدالحیٔ صفا بدایونی اور محمد حسین آزاد جنھوں نے اپنے تذکروں میں پچھلے تذکروں کی خامیوں پر وضاحت سے قلم اٹھایا ہے، یہ کہیں نہیں بتایا کہ تذکرہ نگاری کی معنوی حدود کیا ہونی چاہییں۔قدیم تذکرہ نگاروں میں صرف کریم الدین نے اس طرف توجہ کی ہے'' 5

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ''اُردو ادب'' میں بھی تذکرہ نگاری کی معنوی حدود کا تعین کتنی مشکل اور کتنی دیر بعد ہوسکا۔بقول پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے صرف ایک شخصیت ''کریم الدین'' کی سامنے آئی ہے جس نے باقاعدہ تذکرہ نگاری کے خدوخال اور اس کی معنوی حدود کے تعین کی وضاحت کی ہے۔اسی تناظر میں جب ہم اردو شاعری میں نعتیہ تذکرہ نگاری کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اس سلسلے میں ایک شخصیت بھی نظر نہیں آتی۔ہر کوئی تذکرہ نگار ہے، محقق ہے اور اسکالر ہے۔ مگر اس جانب کسی کی بھی کوئی پیش رفت نہیں ہے۔نعتیہ تذکرہ نگاری کی معنوی حدود کا تعین بہت ضروری ہے۔اس کے خدوخال کی بھی نمایاں وضاحت ہونی چاہیے۔

اُردو جامع انسائیکلوپیڈیا جلد اوّل میں تذکرہ اور تذکرہ نگاری کے حوالے سے چند کتب کا ذکر کیا گیا ہے 6 اور''تذکرہ'' کے عنوان سے یہ تعریف درج ہے جسے ہم تذکرہ کی عام یا آسان تعریف کہہ سکتے ہیں۔

> ''تذکرہ: (لفظی معنیٰ ''یاد کرنا'') ادب کی اصطلاح میں مشاہیر خصوصاً شعراء کے مختصر سوانح جو حروف تہجی کی ترتیب سے، یا زمانی ترتیب سے مرتب کیے جاتے ہیں۔شعراء کے حالات کے ساتھ ان کے منتخب اشعار عموماً درج ہوتے ہیں۔تذکرہ تاریخ (خصوصاً ثقافتی) کا اہم شعبہ بن گیا ہے......''

ان تمہیدی کلمات کے بعد اب ہم آپ کی توجہ عام تذکرہ نگاری کے ضمن میں خصوصیت کے ساتھ نعتیہ تذکرہ نگاری کی جانب بھی مبذول کرائیں گے۔تاکہ آپ نعتیہ تذکرہ نگاری کے صحیح خدوخال سے واقف ہوسکیں۔

نعت کا مرکز و محور، منبع و مقصد حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات، قدسی صفات ہے جب کہ نعتیہ تذکرہ نگاری کے وہ مداحین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کی ساری زندگی سرورِ کشورِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکرِ جمیل، اوصاف حمیدہ اور محامد و محاسن کے بیان میں گزری ہے۔یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت کا اعجاز ہے کہ یہ مداحین رسول اردو کے نعتیہ

ادب کا اہم ترین باب ہیں۔اُردو کی نعتیہ شاعری کی جب جب تاریخ رقم کی جائے گی تمام مداحین رسول کی نمایاں خدمات کو ہمیشہ خراجِ تحسین پیش کیا جائے گا۔ان تذکرہ نگاروں کے ذکر کے بغیر اردو کے نعتیہ ادب کی تاریخ مکمل نہیں ہوسکتی۔

اللہ رب العزّت جلّ جلالہٗ نے مسلمانوں کو پاکستان کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔مملکتِ خداداد پاکستان کا قیام درحقیقت دین اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت سے مشروط ہے۔اس سرزمین پاک پر اللہ اور اس کے رسول پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرنے والوں کا غلبہ ہے جس کی وجہ سے یہ سرزمین توحید کے ترانے اور رسالت کے نغموں سے گونجتی رہتی ہے۔ورفعنالک ذکرک[7]☆ کی صدائیں اس مقدس سرزمین کا مقدر بن چکی ہیں۔اسی سبب سے یہاں کی فضا نعتِ پاک کے گلہائے مشک بو سے مہکتی رہتی ہے۔

پاکستان کے قیام کے بعد سے آج تک شعبۂ نعت میں مثالی انداز سے تحریری وتحقیقی کام ہورہا ہے۔آئے دن کوئی نہ کوئی نئی نعتیہ تحقیق جہانِ حمد ونعت میں جلوہ گر ہوجاتی ہے۔نعت گوئی، نعت فہمی، نعت خوانی، نعتیہ تذکرہ نگاری، نعتیہ صحافت اور نعتیہ تحقیق وتنقید کے تمام شعبے جدید اور نمایاں انداز میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔پاک سرزمین دراصل عشقِ رسولِ پاک کے خمیر سے گندھی ہوئی ہے۔اس کی بنیادوں میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جان کا نذرانہ دینے والوں کا خون شامل ہے۔انھوں نے اپنے خون سے اس سرسبز وشاداب چمن کی آبیاری کی ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ پاک سرزمین ہمیشہ توحید ورسالت کے نور سے جگمگاتی رہے گی۔

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے سرزمینِ پاک کی فضا بہت سازگار وثمر بار ہے۔یہاں پر تسلسل اور تواتر سے ہونے والے نعتیہ کاموں کی وجہ سے اسے ''نعت کی صدی''[8] سے تعبیر کیا جاتا رہا ہے☆۔ بلاشبہ یہ نعت پاک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زرّیں ترین اور سنہرا دور ہے۔

نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت کا آغاز

''اُردو میں نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت'' شعبۂ نعت میں زیادہ پرانی نہیں ہے۔البتہ ابتدا سے ہی اِکاّ دکاّ انفرادی طور پر نعت گو شعرا کا تذکرہ ضرور باصرہ نواز ہوتا رہا ہے۔جس سے انکار ممکن نہیں۔اس ضمن میں ہمیں 70ء کی نصف دہائی سے پہلے نعتیہ تذکرہ نگاری کی کوئی روایت

اجتماعی یا انفرادی طور پر نظر نہیں آتی۔

انیسویں صدی میں یعنی 70ء کی نصف دہائی میں ڈاکٹر طلحہ رضوی برقؔ کی ہندوستان میں پہلی کتاب ''اُردو کی نعتیہ شاعری'' (مطبوعہ پٹنہ بھارت، 1974ء)[9] جب کہ پاکستان میں پروفیسر ڈاکٹر فرمانؔ فتح پوری کی پہلی کتاب ''اُردو کی نعتیہ شاعری'' (مطبوعہ لاہور پاکستان 1974ء)[10] (دونوں میں نام کی یکسانیت پائی جاتی ہے)

پاکستان کراچی سے شائع ہونے والی پروفیسر ڈاکٹر سیّد رفیع الدین اشفاقؔ کی بے مثال تحقیق ''اُردو میں نعتیہ شاعری'' (مطبوعہ اُردو اکیڈمی کراچی 1976ء)[11] اُردو کے نعتیہ ادب کا سب سے پہلا نعتیہ تحقیقی و علمی مقالہ ہے جس پر فاضل مقالہ نگار کو 1955ء میں ''ڈاکٹریٹ'' کی سند سے نوازا گیا۔ ڈاکٹر رفیع الدین اشفاقؔ کا یہ تحقیقی مقالہ پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفٰی خاں مرحوم حیدر آباد سندھ (1912ء-2005ء)[12] کی نگرانی میں مکمل ہوا تھا۔ واضح رہے کہ بلا شبہ یہ پہلا نعتیہ تحقیقی و علمی مقالہ ہے مگر سال اشاعت کی ترتیب کے لحاظ سے اسے تیسرے نمبر پر ہی شمار کیا جائے گا۔ ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق کے اس مقالے نے پاکستان کی نعتیہ شاعری پر بہت گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔

متذکرہ تینوں نعتیہ کتب میں ''نعتیہ تذکرہ نگاری'' کی روایت شاندار انداز میں موجود ہے۔ اپنے آغاز سے لے کر آج تک اُردو کے نعتیہ ادب میں نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت بہت فروغ پا چکی ہے۔ تذکرہ نگاری کے شعبے میں بے تحاشا کام ہو رہا ہے۔ کام یک جا نہ ہونے کی صورت میں کوئی واضح شکل ہمارے سامنے موجود نہیں۔ اگر نعتیہ تذکرہ نگاری کے شعبے پر باقاعدہ توجہ دی جائے تو اس کے خاطر خواہ نتائج ہمارے سامنے آسکتے ہیں۔

عام اُردو غزل گو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری

''اُردو میں نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت'' سے پہلے ہمیں عام اُردو شعراء کے تذکروں اور تذکرہ نگاروں[13] کے حالات سے آگاہی ضروری ہے۔ ہمارا موضوع اُردو شعراء کے لکھے گئے عام اور خاص تذکرے نہیں۔ نعتیہ تذکرہ نگاری سے پہلے ضروری ہے کہ عام تذکرہ نگاری کی روایت کو بیان کر دیا جائے تا کہ ایک واضح اور مربوط شکل ہمارے سامنے آسکے۔

نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت کو واضح کرنے کے لیے بہت ضروری ہے کہ اس موضوع پر

جو کام جہاں بھی ہوا ہے، اسے ایک جگہ مدون کر دیا جائے تا کہ اس موضوع پر آیندہ کام کرنے والے با آسانی استفادہ کرسکیں۔

سترہویں صدی کے نصف سے لکھے گئے اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری ہمارے شعروادب کی دنیا کا قیمتی اور ادبی اثاثہ ہے۔ان ابتدائی اور بنیادی تذکروں نے نقد شعر و سخن کے ساتھ ساتھ اُردو ادب میں ادبی تاریخ نویسی،سوانح نگاری،شخصیت نگاری، خاکہ نگاری اور سیرت نگاری کے فن کو بہت عروج بخشا۔نئی نئی راہیں شعروسخن کے لیے وضع ہوتی رہیں۔جس کی وجہ سے بے شمار شعرائے کرام گوشۂ گمنامی میں جانے سے بچ گئے۔

تذکرہ اور تذکرہ نگاری کا فن

یہ بات حقیقت سے قریب ہے کہ اگر تذکرے اور تذکرہ نگاری کا فن متعارف نہ ہوتا تو آج ہمارے شعروادب کی ادبی تاریخ نامکمل ہی رہتی اور ہم اپنے شعروسخن کے عظیم مثالی اور تاریخی سرمائے سے محروم رہتے۔تذکروں اور تذکرہ نگاری کے سبب ہمیں معروف وغیر معروف شعرائے کرام اور ان کی قابلِ ذکر ادبی خدمات کے بارے میں مفید اور سیر حاصل معلومات ملتی ہیں۔ یہ تذکرے بلاشبہ ادبی روایات واقدار کے حامل ہیں جو اپنے حال کو ماضی سے جوڑنے میں بہت مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ ان تذکروں اور تذکرہ نگاروں کا شعروادب کی دنیا میں اہم کردار ہوتا ہے جس کا کماحقہ،احاطہ اور تفصیلاً ذکر کرنا مشکل ہے۔مندرجہ ذیل سطور میں صرف چند اہم تذکروں کا ذکر مع مؤلف وسالِ اشاعت مذکور ہے تا کہ آپ ایک نظر میں اس موضوع پر ہونے والے کام کی یکجائی سے واقف ہوسکیں۔

تذکروں اور تذکرہ نگاری کی ترجیحات

تذکروں اور تذکرہ نگاری کی اہمیت و افادیت کے بعد اس تکلیف دہ پہلو کی جانب اشارا بھی بہت ضروری ہے کہ ہمارے تذکرہ نگاروں نے عموماً غزل گوئی کو حقیقی شاعری جانا اور صرف غزل گو شعراء کی ادبی خدمات وحالاتِ زندگی کو اجاگر کیا۔حمد ونعت اور سلام ومناقب لکھنے والے شعراء کو کوئی اہمیت نہ دی اس غلط روایت کے تسلسل نے حمد ونعت اور سلام ومناقب کے شعبوں کو ناقابلِ تلافی نقصان سے دوچار کیا جس کی وجہ سے اللہ رب العزّت کی حمد بیان کرنے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعت کہنے والے، بارگاہِ خیر الانام میں ہدیۂ درود وسلام کے گلدستے پیش کرنے والے اور اہلِ بیت اطہار،صحابہ کبار اور اولیائے کرام کے

حضورنذرانۂ عقیدت پیش کرنے والے گوشہ گم نامی سے ہم کنارہوتے رہے۔ یہ غلط روایت چندسالوں کی نہیں بلکہ صدیوں پرمحیط ہے۔جس کی تلافی کسی بھی صورت میں ممکن نہیں۔

ذکرِرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شمع کو اللہ تعالیٰ نے خود روشن کیا☆۔سب کے نظرانداز کر دینے کے باوجود بھی یہ شمع پوری آب و تاب کے ساتھ روشن رہی۔ ذکرِ رسول ﷺ کی نورانی شعائیں اطراف واکنافِ عالم کو جگمگاتی رہیں۔ بالآخر یہ صدی نعت کی صدی بن گئی۔حمدونعت کو ادب میں شامل نہ کرنے والے،اب پورے اہتمام سے نعت رسول اللہ ﷺ کو ہی اعلیٰ ترین ادب گردان رہے ہیں۔اپنی بقا کے لیے مجبوراًوہ نعتیں کہہ رہے ہیں۔اس دور میں اگروہ نعتیں نہیں کہیں گے تو وہ اعلیٰ ترین ادب حمدونعت میں شامل ہونے سے رہ جائیں گے۔حمدونعت اور سلام ومناقب کو جوافتخاروتواتر، مقام ومرتبہ اسلامی شاعری میں حاصل ہے دوسری کسی اصنافِ سخن کو یہ اعزازوافتخارمیسر نہیں۔

اُردو شاعری کی طرح اُردو تذکرہ نگاری کی عمر بھی زیادہ نہیں۔اُردو تذکرہ نگاری میں پہلا تذکرہ ''نکات الشعرا'' میر تقی میر[14] کو کہا جاتا ہے۔ فارسی زبان میں لکھا جانے والا یہ تذکرہ سترہویں صدی کے نصف 1752ء میں شائع ہوا۔واضح رہے کہ اردو تذکرہ نگاری، فارسی تذکرہ نگاری کی دستِ نگر ہے۔اُردو شعرا کے ابتدائی تذکرے زیادہ تر فارسی زبان میں لکھے گیے۔ البتہ اٹھارویں صدی عیسوی (1800ء) میں ''گلشن ہند'' کے نام سے میرزا علی لطف[15] نے زبانِ اُردو میں تذکرہ قلم بند کیا۔ بعدازآں فارسی اوراُردو میں تذکرہ نگاری کا تسلسل جاری رہا۔

پاکستان کے قیام سے پہلے اور پاکستان کے قیام کے بعد چند تذکروں کے نام مع مؤلف اورسالِ اشاعت درج کیے جارہے ہیں۔

-1	میرؔ،میر تقی	نکات الشعرا (فارسی)	1752ء
-2	قاقشالؔ،افضل بیگ	تحفۃ الشعرا (فارسی)	1752ء
-3	قائمؔ،قیام الدین	مخزنِ نکات (فارسی)	1754ء
-4	شفیقؔ،لچھمی نرائن	چمنستانِ شعرا (فارسی)	1761ء
-5	قدرت شوق	طبقات الشعرا (فارسی)	1774ء
-6	میر حسن	تذکرۂ شعرائے اُردو (فارسی)	1777ء
-7	خلیلؔ،علی ابراہیم	گلزارِابراہیم (فارسی)	1783ء
-8	مصحفیؔ،غلام ہمدانی	تذکرۂ ہندی گویاں (فارسی)	1794ء

9-	لطف، میرزا علی	گلشن ہند (اُردو)	1800ء
10-	حیدری، حیدر بخش	تذکرۂ حیدری (گلشن ہند۔اُردو)	1802ء
11-	طوقان، ابن امین	تذکرۂ شعرا (فارسی)	1831ء
12-	شیفتہ، مصطفی خاں	گلشن بے خار (فارسی)	1834ء
13-	صہبائی، امام بخش	انتخابِ دواوین (اُردو)	1842ء
14-	کریم الدین	گلدستۂ نازنیناں (اُردو)	1844ء
15-	نساخ، عبدالغفور خان	سخن شعرا (اُردو)	1864ء
16-	رنج، فصیح الدین	بہارستانِ ناز (اُردو)	1864ء
17-	مینائی، امیر احمد	انتخابِ یادگار (اُردو)	1873ء
18-	خاں، علی حسن، سیّد	بزمِ سخن (فارسی)	1880ء
19-	آزاد، محمد حسین	آبِ حیات (اُردو)	1880ء
20-	نظام بدایونی	قاموس المشاہیر	1924ء
21-	شفیق بریلوی[16]	تذکرہ شاعراتِ پاکستان	1961ء
22-	فرمان فتح پوری، ڈاکٹر[17]	اُردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری	1972ء
23-	سلطانہ مہر[18]	آج کی شاعرات	1973ء
24-	عبداللہ، سیّد، ڈاکٹر	سخنور (اوّل۔دوم)	1976-81ء
25-	سلطانہ مہر	سخنور (چار حصے)	1980ء
26-	ندوی، سلیمان، سیّد	یادِ رفتگاں	1983ء
27-	طالب الہاشمی (ماہر القادری)	یادِ رفتگاں (اوّل۔دوم)	1984ء
28-	صابر براری ضیائی[19]	تاریخِ رفتگاں (تین حصے)	1986ء
29-	شہید بدایونی	تذکرہ شعرائے بدایوں	1987ء
30-	شایاں بریلوی	تاریخ شعرائے روہیل کھنڈ (چار حصے)	1989ء
31-	محمود، قاسم سیّد	انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا	1998ء
32-	قصوری، محمد صادق	تحریک پاکستان اور علمائے کرام	1999ء
33-	قادری، عبدالحکیم شرف	تذکرۂ اکابر اہلِ سنّت	2000ء
34-	میرٹھی، نور احمد	تذکرۂ شعرائے میرٹھ	2003ء
35-	صدیقی، احمد حسین[20]	دبستانوں کا دبستان کراچی (تین حصے)	2003-10ء
36-	سلیچ محمد منیر احمد، ڈاکٹر[21]	وفیاتِ نامورانِ پاکستان	2006ء

37- راشدی، زین العابدین، محمد[22] انوارِ علمائے اہلِ سنّت (سندھ) 2006ء
38- شاعر، شاعر علی[23] سفیرانِ سخن (چار حصے) 2005-10ء

یہ بات پہلے بھی عرض کی جا چکی ہے کہ اُردو غزل گو شعراء کے عام و خاص تذکروں میں کسی نعت گو شاعر کا احوال بھی مشکل سے ملتا ہے۔ نور احمد میرٹھی وہ خوش نصیب تذکرہ نگار ہیں کہ جنھوں نے اس غلط روایت کے تسلسل کو توڑا ہے۔ انھوں نے اپنے قابل ذکر اور اہم ''تذکرۂ شعرائے میرٹھ'' (مطبوعہ ادارۂ فکرِ نو کراچی 2003ء)[24] میں حمد و نعت سے شعرائے کرام کے کلام کا آغاز کیا ہے۔ بعد میں غزل گوئی بھی زیرِ بحث رہی ہے جو کہ اصل میں اس ''تذکرۂ شعرائے میرٹھ'' کی جان ہے۔ یہ نئی تبدیلی خوش آیند ہونے کے علاوہ ایک نئی اور صحت مند روایت کا آغاز ہے۔ یہ مثبت تبدیلی دیکھ کر اب توقع ہو چکی ہے کہ آیندہ عام تذکرہ نگار بھی اس مؤقر روایت کو ضرور اپنائیں گے۔

اُردو ادب کے تقریباً تمام ہی تذکرہ نگاروں نے نعت گو شعراء کے ذکر کو ضروری نہیں سمجھا۔ شعبۂ نعت میں خالصتاً نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت زیادہ قدیم نہیں۔ دیگر اُردو غزل گو شعرا کے تذکرہ نگاروں نے نعت گو شعراء کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا۔ اگر کہیں پر کسی تذکرہ نگار نے بامرِ مجبوری یا تکلفاً کسی نعت گو شاعر کا ذکر کیا بھی ہے تو سارا زور اُس کی غزل گوئی پر صرف کیا ہے۔ زیادہ تر تذکرہ نگاروں نے تو یہ زحمت بھی نہیں کی کہ یہی لکھ دیتے کہ موصوف نعت گو بھی تھے۔ نعتیہ نمونہ کلام دینا تو کجا۔

اس غلط روایت کی صرف ایک مثال پیش کر رہا ہوں۔ محمد جمیل احمد نے ''اُردو شاعری پر ایک نظر'' (مطبوعہ غضنفر اکیڈمی کراچی 1985ء)[25] کے عنوان سے شعرائے کرام کا ایک تذکرہ تالیف کیا ہے۔ جس میں اُردو شاعری اور شعرائے کرام کے حوالے سے لائق مطالعہ گفتگو کی گئی ہے۔

محمد جمیل احمد نے اپنی کتاب ''اُردو شاعری پر ایک نظر'' میں دیگر شعرا کے علاوہ حضرت امیرؔ احمد مینائی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر بھی غزل گو شاعر کی حیثیت سے دورِ دوم، دربارِ رام پور کے شعرا میں بہت اہتمام سے کیا ہے۔ صفحہ 268 تا 271 یعنی چار صفحات کے اس تعارف میں امیرؔ مینائی کا ابتدائی دور، دوسرا دور، رنگ تغزل، خمریات، سادگی اور تاثیر، فلسفیانہ خیالات، قصیدہ نگاری سمیت تمام خصوصیات کا ذکر بالالتزام موجود ہے۔ ان کا بنیادی وصف جو انھیں دیگر شعراء سے ممتاز و ممیز کرتا ہے۔ یعنی ''نعت گوئی'' اس کی جانب کوئی ہلکا سا اشارا بھی نہیں ہے۔ حضرت امیرؔ مینائی وہ عظیم اور نابغہ روزگار شخصیت ہیں کہ جنھیں ہر دور میں اُردو نعت گوئی کا ایک اہم ستون سمجھا جاتا ہے۔[26]

آپ کے ذکر کے بغیر اُردو نعت گوئی کا تذکرہ نامکمل ہے۔غزل سے کہیں زیادہ نعت پر کام کیا ہے۔☆مگر عصرِ حاضر کا تذکرہ نگار آپ کے بنیادی اور قابلِ ذکر وصف سے اغماض برت رہا ہے۔ یہی حال تقریباً تمام تذکروں اور تذکرہ نگاروں کا ہے۔اِلا ماشاءاللہ۔

اُردو میں نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت کا آغاز وارتقاء

شعبۂ نعت میں ''نعتیہ تذکرہ نگاری'' کی روایت کا باقاعدہ آغاز ہمیں 70ء کی نصف دہائی سے ملتا ہے۔اس سے پہلے نعتیہ تذکرہ نگاری کی کوئی اجتماعی کتابی روایت ہمارے سامنے باضابطہ موجود نہیں۔البتہ انفرادی طور سے کہیں کہیں نعت گو شعراء کا احوال ضرور ملتا ہے۔

اُردو نعتیہ ادب میں مختلف نعتیہ مقالات وتذکرے اور پی ایچ ڈی کے لیے لکھے گئے تحقیقی و معلوماتی مقالات،نعتیہ شروح وجائزے،نعتیہ ماہنامے،نعتیہ کتابی سلسلے اور مختلف وقتوں میں شائع ہونے والے متفرق نعت نمبر تمام کے تمام نعتیہ تذکرہ نگاری کے فروغ وارتقا میں کلیدی اہمیت کے حامل ہیں۔

چند معروف مشاہیر نعتیہ تذکرہ نگار

اُردو میں نعتیہ تذکرہ نگاری کے حوالے سے چند مشاہیر نعتیہ تذکرہ نگاروں کے اسمائے گرامی ملاحظہ کیجیے۔یہ ترتیب ان مشاہیر کے نعتیہ کاموں سے اخذ کردہ ہے۔

ڈاکٹر طلحہ رضوی برقؔ ،ڈاکٹر فرمانؔ فتح پوری،ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق،علامہ اخترؔ الحامدی ضیائی،[27] علامہ شمس الحسن صدیقی المعروف شمسؔ بریلوی [28] اور ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی [29] کے اسمائے گرامی اولیت کے حامل ہیں۔

ہم نے ابتدائی طور پر کیے گئے کام کے ساتھ بعد میں ہونے والے کاموں کا ذکر بھی کیا ہے۔

چند تقویت دینے والے نعتیہ تذکرہ نگار

شعبۂ نعت میں نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت بہت تیزی سے آگے بڑھی۔بعد میں اس موضوع کو تقویت دینے والوں کے اسمائے گرامی بھی ملاحظہ کیجیے۔یہ نام نہ صرف استحکام وتقویت کا باعث ہیں بلکہ ان حضرات کے ناموں کو قرار واقعی اہمیت وفوقیت حاصل ہے۔بخت آور،پروفیسر یونس شاہ گیلانی،گوہر ملسیانی،ڈاکٹر انعام الحق کوثر،ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہاں پوری،پروفیسر اشفاق احمد،ادیبؔ رائے پوری،حفیظ تائب،ڈاکٹر سید شمیم گوہر،افضال نقوی فضل فتح پوری،پروفیسر اکرم رضا،ڈاکٹر

ریاض مجید، پروفیسر محمد شعیب، ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی، راجا رشید محمود، ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری، ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی، ڈاکٹر مظفر عالم جاوید، ڈاکٹر عاصی کرنالی اور حمایت علی شاعر وغیرہ۔

مستقل لکھنے والے نعتیہ تذکرہ نگار

بعد از آں تذکرہ نگاری کے شعبے میں نمایاں ترین خدمات انجام دینے اور مستقل لکھنے والوں کے اسمائے گرامی بھی ملاحظہ کیجیے۔ان حضرات کی تذکرہ نگاری کے حوالے سے کوئی نہ کوئی کاوش ضرور سامنے آتی ہے۔نور احمد میرٹھی، راجا رشید محمود، شہزاد احمد، پروفیسر شفقت رضوی اور سید محمد قاسم ان سب شخصیات نے کسی نہ کسی طور پر نعتیہ تذکرہ نگاری کو تقویت دینے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

نعتیہ تذکرہ نگاری کی حامل کتب

ذیل میں ہم اُن کتب مقالہ جات و انتخاب نعت کی فہرست شائع کر رہے ہیں۔کہ جن میں ''نعتیہ تذکرہ نگاری'' کے شواہد موجود ہیں یا یہ کتب نعتیہ تذکرہ نگاری میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

الحمد للہ! ''اُردو میں نعتیہ تذکرہ نگاری'' کا ایک سرسری جائزہ آپ حضرات کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے جس کی مدد سے آپ اس شعبے میں ہونے والے اہم اور وقیع کاموں کو بہ یک نظر ملاحظہ کر سکتے ہیں۔بعض کتب پہلی نظر میں دیکھنے پر محسوس ہوں گی کہ یہ تذکرہ نگاری پر مشتمل نہیں مگر ہم نے صرف ایسی کتب کو یکجا کیا ہے۔جس میں کہیں نہ کہیں تذکرہ نگاری کی روایت شامل ہے اور جو کسی نہ کسی صورت میں نعتیہ تذکرہ نگاری کے لیے مفید اور مؤثر ہو سکتی ہیں۔پاک و ہند کی نعتیہ تذکرہ نگاری کی حامل کتب کو یکجا کرنا اس لیے ضروری تھا کہ تذکرہ نگاری کے فروغ و ارتقا کی واضح شکل ہمارے سامنے آسکے۔

1- برق، طلحہ رضوی، ڈاکٹر☆ اُردو کی نعتیہ شاعری جنوری 1974ء
ناشر: دانش اکیڈمی، ملکی محلہ، آرہ بہار، بھارت

2- فرمان فتح پوری،، ڈاکٹر اُردو کی نعتیہ شاعری 1974ء
ناشر: آئینہ ادب، چوک مینار، انارکلی، لاہور

3- اشفاق، رفیع الدین، سید، ڈاکٹر اُردو میں نعتیہ شاعری (ڈاکٹریٹ) 1976ء
ناشر: اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی

4- شمس بریلوی،، علامہ کلام رضا کا تحقیقی اور ادبی جائزہ 1976ء
ناشر: مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ کراچی

5- اعوان، ملک شیر محمد — مولانا احمد رضا کی نعتیہ شاعری — 1976ء
ناشر: مرکزی مجلس رضا، لاہور، (بار چہارم 1996ء)

6- اختر الحامدی ضیائی، علامہ — امام نعت گویاں — 1977ء
ناشر: مکتبہ فریدیہ، جناح روڈ، ساہیوال

7- محمود، راجا رشید — اقبال و احمد رضا مدحت گران پیغمبر — 1977ء
ناشر: اختر کتاب گھر، لاہور (آخری ایڈیشن 1987ء)

8- ندوی، عبداللہ عباس، ڈاکٹر — عربی میں نعتیہ کلام (ڈاکٹریٹ) — 1978ء
ناشر: میزانِ ادب، کراچی (بارِاوّل)

9- بخت آور☆ — آنحضرت کے دور کی نعتیہ شاعری — 1980ء
ناشر: پاکستان ادبی سنگت لاہور

10- گیلانی، یونس شاہ، سید، پروفیسر — تذکرہ نعت گویانِ اُردو (حصہ اوّل) — 1982ء
ناشر: مکہ بکس، 5- بخشی اسٹریٹ متصل چوک اُردو بازار لاہور

11- گوہر ملسیانی — عصر حاضر کے نعت گو — 1983ء
ناشر: گوہر ادب پبلی کیشنز، 367، مظہر فرید کالونی، صادق آباد

12- تائب، عبدالحفیظ[30] — گل چیدہ نمبر 1 — 1983ء
ناشر: سیرت مشن پاکستان، 90 نبی بخش پارک، شاد باغ، لاہور

13- کوثر، انعام الحق، ڈاکٹر — نبی کریم کا ذکر بلوچستان میں — 1983ء
ناشر: اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، 13-ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور

14- گیلانی، یونس شاہ، سید، پروفیسر — تذکرہ نعت گویانِ اُردو (حصہ دوم) — 1984ء
ناشر: مکہ بکس، 5- بخشی اسٹریٹ اُردو بازار، لاہور

15- شاہجہانپوری، ابوسلمان، ڈاکٹر — تذکرہ نعت گو شاعرات — 1984ء
ناشر: ادارہ تصنیف و تحقیق پاکستان، کراچی

16- اشفاق احمد، پروفیسر — شاعری اور حسان بن ثابت — 1984ء
ناشر: ثاقب پرنٹرز اینڈ پبلشرز عقب گھنٹہ گھر ملتان،

17- ادیب، لطیف حسین، سید، ڈاکٹر — تذکرہ نعت گویانِ بریلی — 1986ء
ناشر: روشن پبلی کیشنز، روشن محل سوتھا بدایوں (انڈیا)

18- شہزاد احمد لاکھوں سلام (تذکرہ تضمین نگار شعراء) 1986ء
ناشر: مکتبہ حمد و نعت، 24 نوشین سینٹر، دوسری منزل اُردو بازار کراچی

19- ادیب رائے پوری مدارج النعت 1986ء
ناشر: A-837 بلاک ''ایچ''، شمالی ناظم آباد، کراچی

20- آزاد، فتح پوری، محمد اسماعیل ڈاکٹر نعتیہ شاعری کا ارتقاء 1988ء
ناشر: صدر شعبہ اُردو، مہاتما گاندھی پوسٹ گریجویٹ کالج، فتح پور، (یو پی) انڈیا

21- شمس بدایونی، ڈاکٹر تذکرہ شعرائے بدایوں دربارِ رسول میں 1988ء
ناشر: محمد عبد الستار بدایونی، کراچی

22- گوہر، شمیم، سیّد، ڈاکٹر☆ نعت کے چند شعرائے متقدمین 1989ء
ناشر: سید ابو طاہر، خانقاہِ حلیمیہ ابو العلائیہ، 127، چک، نیا حجرہ، الٰہ آباد، انڈیا

23- فضل فتح پوری، افضال حسین نقوی اردو نعت تاریخ و ارتقاء 1989ء
ناشر: ڈار پبلی کیشنز لمیٹڈ، کمرہ نمبر 4، کوچین والا مارکیٹ، کراچی نمبر 2

24- رضا، محمد اکرم، پروفیسر کاروانِ نعت کے حدی خواں 1989ء
ناشر: فروغ ادب اکادمی، 108 - بی، سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

25- ریاض مجید، ڈاکٹر اُردو میں نعت گوئی (ڈاکٹریٹ) 1990ء
ناشر: اقبال اکادمی پاکستان، لاہور

26- محمود، راجا رشید، اُردو کے صاحب کتاب نعت گو (چار حصے) 1990ء
ناشر: اظہر منزل، مسجد اسٹریٹ نمبر 5، نیو شالامار کالونی ملتان روڈ، لاہور

27- شعیب، محمد، پروفیسر اسلامی نعتیہ شاعری اور شاہ ولی اللہ 1991ء
ناشر: شاہ عنایت قادری اکیڈمی، نوری اسٹریٹ نمبر 1/A، بلال گنج، لاہور

28- عثمانی، شاہ رشاد، ڈاکٹر اُردو شاعری میں نعت گوئی 1991ء
(ڈاکٹریٹ، ایک تنقیدی مطالعہ)
ناشر: مجلس مصنفین اسلامی، شانتی باغ، نیا کریم گنج، گیا- 823001، بہار (انڈیا)

29- غوث میاں☆ پاکستان کے نعت گو شعراء 1992ء
ناشر: حضرت حسان حمد و نعت بک بینک پاکستان، کراچی

30- آزاد، فتح پوری، محمد اسماعیل ڈاکٹر اُردو شاعری میں نعت 1992ء

(ڈاکٹریٹ، دو جلدیں، اوّل ابتداء سے عہد محسنؔ تک، دوم حالیؔ سے حال تک)

ناشر: نسیم بک ڈپو، 25- جی بی مارگ، لکھنو، 260018، انڈیا

31- ادیب رائے پوری مشکوۃ النعت 1993ء

(اُردو میں عربی کی نعتیہ شاعری کا جائزہ)

ناشر: اے-837 بلاک ''ایچ'' شمالی ناظم آباد، کراچی

32- شہزاد احمد کراچی کے نعت گو (تذکرہ) 1993ء

ناشر: مجلہ اوج، لاہور، گورنمنٹ ڈگری کالج شاہدرہ لاہور

مجلہ ''لیلۃ النعت'' کراچی مرکزی گل بہار نعت کونسل پاکستان ٹرسٹ گلبہار کراچی

33- شہزاد احمد حیدرآباد (سندھ) کے نعت گو (تذکرہ) 1993ء

ناشر: مجلہ اوج، لاہور، گورنمنٹ ڈگری کالج شاہدرہ لاہور

مجلہ ''لیلۃ النعت'' کراچی مرکزی گل بہار نعت کونسل پاکستان ٹرسٹ گلبہار کراچی

34- قاسم محمد، سید پاکستان کے نعت گو شعراء (حصہ اوّل) 1993ء

ناشر: ہارون اکیڈمی 8/294 محمد مصطفیٰ کالونی، بلاک ایم، سیکٹر 1/2 11، اورنگی ٹاؤن کراچی

35- آفتاب نقوی، احمد، ڈاکٹر مجلہ ''اوج'' (ہر دو نعت نمبر) 1992-93ء

ناشر: گورنمنٹ ڈگری کالج شاہدرہ، لاہور

36- محمود، راجا رشید غیر مسلموں کی نعت گوئی (تذکرہ وانتخاب) 1994ء

ناشر: اظہر منزل مسجد اسٹریٹ نمبر 5، نیو شالامار کالونی، ملتان روڈ، لاہور- پاکستان

37- محمود، راجا رشید☆ پاکستان میں نعت 1994ء

ناشر: طارق محمود، ایجوکیشنل ٹریڈرز پبلشرز- اُردو بازار، لاہور

38- رئیس احمد[31] حریم نعت (تذکرہ وانتخاب)☆ 1995ء

ناشر: اقلیم نعت ٹی اینڈ ٹی فلیٹ فیز 5 شادمان ٹاؤن شمالی کراچی

39- محمود، راجا رشید خواتین کی نعت گوئی (تذکرہ وانتخاب) 1995ء

ناشر: اظہر منزل مسجد اسٹریٹ نمبر 5، نیو شالامار کالونی، ملتان روڈ، لاہور- پاکستان

40- قمر وارثی، اختر لکھنوی خوشبو سے آسمان تک (تذکرہ وردیفی انتخاب نعت) 1995ء

ناشر: دبستانِ وارثیہ، 12-ایل، 446، اورنگی ٹاؤن کراچی، فون 0213-6659285

41- شہزاد احمد بارگاہِ رسالت کے نعت گو 1996ء

ناشر: ماہنامہ ’’حمد ونعت‘‘ کراچی،24،نوشین سینٹر دوسری منزل اردو بازار کراچی

42- سلیم،چودھری محمد شعرائے امرتسر کی نعتیہ شاعری 1996ء

ناشر: مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی،793،این سمن آباد،لاہور

43- قمر وارثی جلوے حیات آراستہ (تذکرہ وردیفی انتخاب نعت) 1996ء

ناشر: دبستانِ وارثیہ،12،ایل،446،اورنگی ٹاؤن،کراچی،فون 0213-6659285

44- میرٹھی،نور احمد بہر زماں بہر زباں ﷺ 1996ء

(غیر مسلم شعراء کا عالمی نعتیہ تذکرہ)

ناشر: ادارہ فکرنو،کراچی-بی-11/78,35،کورنگی کراچی،فون رہائش:92-21-35062898

45- قمر وارثی آب وتابِ رنگ ونور (تذکرہ وردیفی انتخاب نعت) 1997ء

ناشر: دبستانِ وارثیہ،12،ایل،446،اورنگی ٹاؤن،کراچی،فون 0213-6659285

46- شاکر کنڈان اُردو نعت اور عساکر پاکستان 1997ء

(ماہنامہ نعت،کراچی،نومبر 1997ء)

ناشر: اظہر منزل مسجد اسٹریٹ نمبر 5،نیو شالامار کالونی،ملتان روڈ،لاہور

47- طاہر سلطانی اذانِ دیر (غیر مسلم حمد گو شعراء) 1997ء

ناشر: ادارہ چمنستانِ حمد ونعت 38/26،بی ون ایریا،لیاقت آباد کراچی

48- صدیقی،مظفر عالم جاوید،ڈاکٹر اُردو میں میلاد النبی (ڈاکٹریٹ) 1998ء

ناشر: فکشن ہاؤس،18 مزنگ روڈ،لاہور،فون:7249218-7237430

49- قمر وارثی ☆ جمال اندر جمال (تذکرہ وردیفی انتخاب نعت) 1998ء

ناشر: دبستانِ وارثیہ،12،ایل،446،اورنگی ٹاؤن،کراچی،فون 36659285

50- شاعر،حمایت علی ☆ عقیدت کا سفر (سات سو سالہ نعتیہ شاعری کا جائزہ) 1999ء

ناشر: دنیائے ادب،سی بی 45،الفلاح سوسائٹی،شاہ فیصل کالونی کراچی۔75230 پاکستان

51- طاہر سلطانی حریم ناز میں صدائے اللہ اکبر (شاعرات کی حمد گوئی) 1999ء

ناشر: ادارہ چمنستانِ حمد ونعت 38/26،بی ون ایریا،لیاقت آباد کراچی

52- نشیط،یحییٰ،سید،ڈاکٹر اُردو میں حمد ومناجات (حمدیہ نثری ادب) 2000ء

ناشر: فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ،اُردو بازار کراچی

53- گوہر،سید شمیم احمد،ڈاکٹر اُردو کا نعتیہ ادب (اور انتخاب،قصائد نعتیہ) 2001ء

ناشر: سیدحیات احمد، 183/127 چک، نیا حجرہ، الہ آباد، یوپی، انڈیا

54- عاصی کرنالی، ڈاکٹر اُردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر (ڈاکٹریٹ) 2001ء

ناشر: اقلیم نعت کراچی☆ B-50، سیکٹر 11۔اے نارتھ کراچی، کراچی 75850 پاکستان

55- شفقت رضوی، پروفیسر اُردو میں حمد گوئی (چند گوشے) 2002ء

ناشر: جہان حمد پبلی کیشنز، 38/26 بی ون ایریا، لیاقت آباد، کراچی 75900

56- شفقت رضوی، پروفیسر☆ اُردو میں نعت گوئی (چند گوشے) 2002ء

ناشر: جہان حمد پبلی کیشنز، 38/26 بی ون ایریا، لیاقت آباد، کراچی 75900

57- قریشی محمد اسحاق، ڈاکٹر☆ برصغیر پاک وہند میں عربی نعتیہ شاعری (ڈاکٹریٹ) 2002ء

ناشر: مرکز معارف اولیاء، محکمہ اوقاف حکومت پنجاب، لاہور

58- اُجاگر، نثار علی سدا بہار نعتیں 2003ء

ناشر: دعوتِ اسلام پبلی کیشنز، ضرب اسلام ہاؤس، 1/2 نزد آئی آئی چندریگر روڈ کراچی،
فون 32623630

59- قمر رعینی تذکرۂ نعت گویانِ راولپنڈی، اسلام آباد 2004ء

ناشر: انجم پبلشرز، راولپنڈی

60- طاہر سلطانی اُردو حمد کا ارتقاء (حمد گو شعراء کا تذکرہ) 2004ء

ناشر: جہان حمد پبلی کیشنز، 38/26 بی ون ایریا، لیاقت آباد، کراچی 75900

61- تائب، حفیظ☆ حمد و نعت کی بہاریں 2004ء

ناشر: روزنامہ "نوائے وقت" لاہور میں قسط وار، مجلہ لیلۃ النعت کراچی، میں یکجا شائع ہوا ہے۔

62- طاہر سلطانی گلشن حمد (غیر مسلم حمد گو شعراء کا اولین تذکرہ) 2005ء

ناشر: جہان حمد پبلی کیشنز، 38/26 بی ون ایریا، لیاقت آباد، کراچی 75900

63- شاکر کنڈان نعت گویانِ سرگودھا 2006ء

ناشر: ادارہ فروغِ ادب، 132-بی، استقلال آباد، سرگودھا، موبائل: 0321-6004961

64- میرٹھی، نور احمد گلبانگ وحدت (غیر مسلم حمد گو شعراء کا تذکرہ) 2007ء

ناشر: ادارہ فکرنو، کراچی۔ B-11/78,35، کورنگی کراچی 74900، فون 92-21-35062898

65- میرٹھی، نور احمد بوستانِ عقیدت (غیر مسلم شعراء کا رثائی کلام و تذکرہ) 2007ء

ناشر: ادارہ فکرنو، کراچی۔ B-11/78,35، کورنگی کراچی 74900، فون 92-21-35062898

66- طاہر سلطانی		خوشبوؤں کا سفر (تذکرہ نعت گویانِ پنجاب)		2007ء
ناشر: جہانِ حمد پبلی کیشنز، نوشین سینٹر، سیکنڈ فلور، روم نمبر 19، اردو بازار کراچی

67- قاسم محمد، سید		پاکستان کے نعت گو شعراء (حصہ دوم)		2007ء
ناشر: شبیر احمد انصاری، حرا فاؤنڈیشن پاکستان (رجسٹرڈ) کراچی۔ پی او بکس 7272 کراچی

68- رضا محمد اکرم، پروفیسر		قافلہ شوق کے مسافر		2007ء
(نعت گو شعراء سے متعلق نعتیہ مضامین)
ناشر: فروغِ ادب اکادمی، 88-بی، سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ۔فون 055-3251603

69- منہاس، عابد		چکوال میں نعت گوئی		2008ء
ناشر کشمیر پبلی کیشنز اینڈ بک ڈپو، تلہ گنگ، چکوال

70۔شوکت زریں چغتائی، ڈاکٹر[32]		اردو نعت کے جدید رجحانات☆		2011ء
ناشر: بزم تخلیق ادب پاکستان، پوسٹ بکس نمبر 17667، کراچی75300

مندرجہ بالا کتب میں نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت بیان ہوئی ہے۔نعتیہ تذکرہ نگاری کا موضوع ارتقا پذیر ہے۔اس موضوع پر بہت تیزی سے کام ہو رہا ہے۔آئے دن کوئی نہ کوئی نعتیہ کاوش تذکرہ نگاری کے حوالے سے شعبہ حمد و نعت میں باصرہ نواز ہوتی ہے۔اس فہرست کے بعد اب رسائل و جرائد پر نظر ڈالتے ہیں۔

رسائل و جرائد اور نعت نمبروں کی نعتیہ تذکرہ نگاری

ابھی ہم نے آپ کے سامنے کتابی نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت بیان کی ہے۔اب ہم آپ کے سامنے مختلف رسائل و جرائد کے نعت نمبروں اور نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت بیان کریں گے۔ان رسائل و جرائد اور نعت نمبروں کا کردار اتنا وقیع اور اہم ہے کہ اس کے تذکرے کے بغیر نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔رسائل و جرائد اور یہ نعت نمبر و مجلے آئے دن اپنی اشاعتوں میں نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت کو نہ صرف مستحکم کر رہے ہیں بلکہ اس شعبے میں مستقل بنیادوں پر احسن طور پر خدمات بھی انجام دے رہے ہیں۔

صریرِ خامہ/ 1978ء

یہاں ہم سب سے پہلے ’’صریرِ خامہ‘‘ شعبہ اُردو سندھ یونیورسٹی جامشورہ کے علمی و ادبی مجلہ کا

ذکر ضروری سمجھتے ہیں ۔حمایت علی شاعر کی ادارت میں شائع ہونے والا یہ ’’نعت نمبر‘‘ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ/ 1978ء میں طبع ہوا ہے ۔شعبہ نعت میں ’’صریر خامہ‘‘ کی اہمیت مسلم اور مستند ہے ۔اس میں شامل مضامین فروغِ نعت کا خوبصورت آغاز ہیں ۔

نعت رسول کریم با آیات قرآن ،ازمولانا سید حسن مثنیٰ ندوی ،صحابہ کرام کی نعت گوئی از ڈاکٹر ابوالفتح ،اُردو نعت کے مطالعے از ڈاکٹر نجم الاسلام ،ہندو شعراء بارگاہ رسول میں از اظہر قادری ، اُردو کے چند کمیاب میلادنامے از سعدیہ نسیم ،قدیم اُردو نعت گوئی از فہمیدہ شیخ ،نعتیہ مجموعے اور دواوین عفت بانو شگفتہ نسرین کے مضامین شعبہ نعتیہ تذکرہ نگاری کے لیے مفید معاون ہیں ۔

نعتیہ تذکرہ نگاری کے حوالے سے ’’صریر خامہ‘‘ کا سب سے اہم مقالہ ’اردو میں نعتیہ شاعری کے سات سو سال [33]‘‘ از حمایت علی شاعر ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے ۔اُردو میں نعتیہ شاعری کے سات سو سال کا یہ جائزہ اُردو نعت کا مکمل احاطہ نہیں کرتا جس کا اظہار خود حمایت علی شاعر نے ابتدائی صفحات میں کیا ہے ۔اس کے باوجود اُردو نعت کے ابتدائی مطالعات میں یہ جائزہ اور انتخاب مثالی اہمیت کا حامل ہے ۔واضح رہے کہ بعد میں یہ جائزہ اور انتخاب علیحدہ سے کتابی شکل میں ’’عقیدت کا سفر‘‘ کے نام سے شائع ہو چکا ہے ۔اس کے ناشر دنیائے ادب سی بی 45،الفلاح سوسائٹی کراچی ہیں ۔

مہک 1980ء [34]

مجلہ مہک گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ 1980ء کا شائع کردہ ہے ۔مہک میں دیگر مضامین کے علاوہ یہ چند اہم مضمون نعتیہ تذکرہ نگاری کے موضوع کو تقویت دے رہے ہیں ۔

شعر جاہلی اور خیر القرون میں ارتقائے نعت از پروفیسر غلام رسول عدیم ،ایرانی شعراء کی نعت گوئی از حسنین کاظمی ،اردو نعت گوئی ایک جائزہ از پروفیسر محمد اقبال جاوید ،ہندو شعراء بارگاہِ رسول میں از پروفیسر اظہر قادری ۔یہ مضامین ہمارے موضوع نعتیہ تذکرہ نگاری میں معاونت کا باعث ہیں ۔

اس کے علاوہ یہ دو مضامین بھی نعتیہ تذکرہ نگاری کے لیے مفید ہیں جو تاجدارِ حرم اور امروز لاہور میں طبع شدہ ہیں ۔[35]

i-	بارگاہِ رسالت کے نعت گو شعراء	ناسخ سیفی	تاجدار حرم	1981ء
ii-	علماء و مشائخ کا نذرانہ نعت	راجا رشید محمود	امروز، لاہور	1981ء

”شام وسحر نعت نمبر“ 1981ء[36]

ماہنامہ ”شام وسحر“ لاہور کے چھ نعت نمبروں نے شعبہ نعت میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ماہنامہ شام وسحر لاہور کا پہلا نعت نمبر جنوری،فروری 1981ء کا مشترکہ شمارہ ہے۔400 صفحات پر محیط اس نعت نمبر کے مدیر اعلیٰ شیخ صفدر علی اور مدیر خالد بٹ ہیں۔شام وسحر کے مدیر خالد بٹ کا اصل پیدائشی نام خالد شفیق ہے۔خالد شفیق کی بے مثال نعتیہ خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔شام وسحر کے نعت نمبر اور خالد شفیق دونوں لازم وملزوم ہیں۔

ماہنامہ ”شام وسحر“ لاہور کے ان نعت نمبروں میں زیادہ تر مضامین اور نعتیہ کلام لاہور کے شاعروں کا شائع ہوا ہے۔ملک کے دیگر شہروں کی نمائندگی مفقود ہے۔تاہم ان تمام باتوں کے باوجود ماہنامہ شام وسحر لاہور کے نعت نمبروں کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔اس ماہنامے میں اُردو اور پنجابی زبان میں مضامین شامل ہیں۔اس کے علاوہ اس ماہنامے میں دیگر زبانوں سے متعلق بھی معلوماتی مضامین شائع ہوئے ہیں۔

ماہنامہ ”شام وسحر“ لاہور کے ان شائع شدہ نعت نمبروں میں دیگر اہم مضامین کے علاوہ شعبہء نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت بھی مستحکم انداز میں بیان ہوئی ہے۔شام وسحر کے نعت نمبروں میں دیگر مضامین کے علاوہ نعتیہ تذکرہ نگاری کے حوالے سے بھی اہم اور وقیع مضامین شائع ہوئے ہیں جن کے تذکرے کے بغیر نعتیہ تذکرہ نگاری کے شعبے کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

تذکرہ عندلیبانِ ریاض رسول از نظیر لدھیانوی،عربی نعتیہ شاعری از خالد بزمی،فارسی میں نعتیہ کلام از علیم ناصری،پنجابی نعتیہ شاعری کا ارتقاء از حفیظ تائب،سندھی نعتیہ شاعری کا جائزہ از ڈاکٹر نواز علی شوق،پشتو میں نعت گوئی از خاطر غزنوی،اعترافِ عظمت رسول،ہندوشعراء کی نظر میں از خالد بزمی وغیرہ۔

تذکرہ عندلیبانِ ریاض رسول از نظیر لدھیانوی ہمارے موضوع کا احاطہ کرتا ہے۔نعتیہ رسائل وجرائد اور نعتیہ مجلوں ونعتیہ نمبروں میں شائع ہونے والے مضامین میں زیادہ معلومات اور شرح وبسط کے ساتھ نظیر لدھیانوی نے اپنے موضوع کا حق ادا کیا ہے۔

”شام وسحر“ لاہور کے پہلے نعت نمبر کا یہ احوال تھا۔اب ہم دیگر نعت نمبروں میں بھی صرف نمایاں نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت کو بیان کریں گے۔وگرنہ یہ تمام کے تمام نعت نمبر

انفرادی اور اجتماعی مضامین کے حوالے سے نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت کے امین ہیں۔

شام وسحر ''نعت نمبر 2'' لاہور کے تذکرہ نگاری کے مضامین بیک نظر ملاحظہ کیجیے واضح رہے کہ یہ شمارہ یعنی نعت نمبر 2 جنوری، فروری 1982ء کا طبع شدہ ہے۔ [37]

جدید اردو نعت گوئی۔ایک جائزہ از تحسین فراقی، دکن میں اردو نعت گوئی کی روایت از خالد علیم، بلوچی میں نعت گوئی از کامل القادری، براہوی میں نعت گوئی از ڈاکٹر عبدالرحمن براہوی، کشمیری میں نعت گوئی از صابر آفاقی، گوجری نعت از غلام حسین اطہر، جدید پشتو ادب میں نعت گوئی از اشرف بخاری، تذکرہ عندلیبانِ ریاض رسول از نظیر لدھیانوی، لاہور کے نعت گوشعراء از محمد دین کلیم خاصے کی تحریریں ہیں۔

''شام وسحر'' لاہور کا تیسرا ''نعت نمبر'' جنوری، فروری 1983ء میں شائع ہوا۔ [38] جس کے نثری حصے میں نعت کے ضمن میں ڈاکٹر ریاض مجید کے ڈاکٹریٹ کے تحقیقی مقالے ''اردو میں نعت گوئی'' کے تین ابواب شائع ہوئے۔محمد دین کلیم کا مضمون ''لاہور کے نعت گوشعراء'' بھی شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون تذکرہ نگاری کی نعتیہ روایت کا علمبردار ہے۔

''شام وسحر'' لاہور کا چوتھا ''نعت نمبر'' جنوری، فروری 1985ء میں شائع ہوا۔ [39] اس چوتھے نعت نمبر نے اپنی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے فروغِ نعت گوئی کا اہم فریضہ انجام دیا ہے۔نعتیہ تذکرہ نگاری کے حوالے سے محمد دین کلیم کا مضمون ''بھولے بسرے نعت گو'' کافی اہمیت کا حامل ہے۔

''شام وسحر'' لاہور کا پانچواں ''نعت نمبر'' جنوری، فروری 1986ء میں شائع ہوا۔ [40] اس پانچویں نعت نمبر میں دیگر مضامین کے علاوہ اُردو نعت میں صلوٰۃ وسلام از راجا رشید محمود، اُردو میں نعتیہ مخمس یا خمسہ از نظیر لدھیانوی اور اُردو نعت نگاری کا ایک جائزہ 1975ء تک از ڈاکٹر انور سدید بھی شامل ہے۔

''شام وسحر'' لاہور کا چھٹا ''نعت نمبر'' جنوری، فروری 1987ء کا طبع شدہ ہے۔ [41] شام وسحر کا یہ آخری نعت نمبر اپنی ضخامت کے لحاظ سے ''شام وسحر'' کا سب سے بڑا نعت نمبر ہے۔ یہ شمارہ 628 صفحات پر مشتمل ہے۔اس چھٹے نعت نمبر میں دیگر مضامین کے علاوہ اُردو شاعری میں نعتیہ شہر آشوب کی روایت از ڈاکٹر تحسین فراقی، عدم سایہ حضور اور شعراء از راجا رشید محمود، اُردو شاعرات کی نعت گوئی از خالد علیم اور انور جمال کا مضمون ''ملتان کے نعت گو'' شامل ہے۔

میں نے بہت زیادہ اختصار سے کام لیتے ہوئے ماہنامہ ''شام وسحر'' لاہور کے نعت نمبروں سے نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت کی جانب صرف اشارے کیے ہیں۔تاکہ تذکرہ نگاری کی

نعتیہ روایت کی واضح شکل ہمارے سامنے آسکے۔

ماہنامہ ''شام وسحر'' لاہور نے خالد شفیق کی ادارت ونگرانی میں دنیائے نعت کو یہ چھ اہم اور وقیع نعت نمبر عطا کیے جو یادگار رہیں گے۔ان سے استفادہ بھی کیا جاتا رہے گا۔خالد شفیق کے ساتھ ساتھ ہمیشہ شام وسحر کے نعت نمبروں کو بھی یاد رکھا جائے گا۔نعت نمبروں کی تاریخ میں یہ ابتدائی اور سب سے زیادہ ضخامت والے نعت نمبر ہیں۔

نقوش ''رسول نمبر'' لاہور (جلد دہم) 1984ء

نقوش ''رسول نمبر'' لاہور 42 کی یوں تو مکمل 13 جلدیں منثور نعت کا عظیم ومنفرد خزانہ ہیں مگر یہ دسویں منظوم ومنثور جلد عام طبع شدہ انتخابی مجموعہ ہائے نعت نظم ونثر سے قطعی مختلف ہے۔اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جس سے آج تک نعتیہ ادب تشنہ رہا۔نقوش لاہور نے ادبی وعلمی لحاظ سے یادگار اور تاریخی کارنامے مختلف شاہکار نمبروں کی صورت میں انجام دیے ہیں۔756 صفحات پر مشتمل یہ دسویں جلد اُردو نعت کا قیمتی سرمایہ ہے جو بجا طور پر ''نعت نمبر'' کی دنیا میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔☆

بلاشبہ نقوش کا تیرہ جلدوں پر مشتمل ''رسول نمبر'' اسلامی دنیا کے لیے ایک سدابہار تحفہ ہے۔یہ عظیم اور گراں قدر سرمایہ اُردو زبان میں موجود ہے جس میں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی مکمل زندگی کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔بالیقین یہ ایک وقیع اور ممتاز ترین کاوش ہے جسے صدیوں یاد رکھا جائے گا۔نقوش ''رسول نمبر'' جلد دہم میں دیگر خوبصورت اور قابل ذکر مضامین کے علاوہ اُردو میں نعتیہ تذکرہ نگاری کے حوالے سے بھی قابل قدر مضامین ہیں جو بلاشبہ اس شعبے میں ایک قابل قدر اضافہ ہیں۔

شاکر علیمی	اُردو نعت پر قرآن وحدیث کے اثرات	نقوش،لاہور	1984ء
خورشید، فضل حق	اُردو کے نعتیہ گلدستے	" " "	1984ء
شفا محمد یحییٰ خان	عربی زبان میں نعتیہ کلام	" " "	1984ء
یزدانی،عبدالحمید	فارسی زبان میں نعتیہ کلام	" " "	1984ء
تائب،حفیظ	اُردو زبان میں نعتیہ کلام	" " "	1984ء

ماہنامہ ''نعت'' لاہور، جنوری 1988ء

ماہنامہ ''نعت'' لاہور 43 کا آغاز جنوری 1988ء سے ہوا۔اس کے ایڈیٹر راجا رشید محمود

ہیں ۔جن کا لمحہ لمحہ فروغ نعت، ترقی نعت، ترویج نعت، تدوین نعت اور تحریک نعت سے عبارت ہے ۔ماہنامہ نعت لاہور اپنے روزِ اوّل سے تادمِ تحریر راجا رشید محمود کی ادارت میں پوری آب و تاب کے ساتھ جاری ہے ۔

ماہنامہ نعت کا ہر شمارہ ایک خصوصی شمارہ کی حیثیت سے شائع ہوا کرتا ہے ۔راجا رشید محمود شعبۂ نعت کے پرانے اور منجھے ہوئے کارکن ہیں ۔نعت کے شعبے میں ہمیشہ مثالی اور منفرد کام کیے ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ راجا رشید محمود عصر حاضر میں اردو نعت کا معتبر حوالہ تصور کیے جاتے ہیں ۔آپ نے بلاشبہ شعبۂ نعت کے حوالے سے سب سے زیادہ کام کیا ہے ۔ایک زمانہ آپ کی دیرینہ خدمات نعت کا معترف ہے ۔ماہنامہ ”نعت“ کی خصوصیات اور خوبیاں ہم ”نعتیہ صحافت“ کے باب میں بیان کریں گے ۔سر دست ہمیں اُردو نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت میں ماہنامہ نعت کی گراں قدر خدمات کو پیش کرنا مقصود ہے ۔نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت میں ماہنامہ نعت نے سب سے اہم کردار ادا کیا ہے ۔☆

”نعت“ لاہور نے شعبۂ نعت کے دیگر موضوعات پر خصوصی شمارے شائع کیے ہیں ۔ماہنامہ نعت نے شعرائے کرام کی نعتیہ شاعری پر بھی علیحدہ علیحدہ خصوصی شمارے شائع کیے ہیں ۔ہر شمارہ تقریباً 112 صفحات پر مشتمل ہوتا ہے ۔ان تمام شعرائے کرام کی تعداد کو جمع کیا جائے تو ایک وقیع اور قابل قدر نعتیہ تذکرہ نگاری کا خزانہ ہمارے سامنے آسکتا ہے ۔

ماہنامہ نعت لاہور نے نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت کا آغاز اپنے چوتھے شمارہ اپریل 1988ء سے کیا ہے ۔

اُردو کے صاحب کتاب نعت گو (اوّل)	ماہنامہ نعت لاہور	اپریل 1988
اردو کے صاحب کتاب نعت گو (دوم)	" " " "	جون 1988ء
غیر مسلموں کی نعت (اوّل)	" " " "	اگست 1988ء
لاکھوں سلام (اوّل)	" " " "	جنوری 1989ء
لاکھوں سلام (دوم)	" " " "	مئی 1989ء
غیر مسلموں کی نعت (دوم)	" " " "	جون 1989ء
اردو کے صاحب کتاب نعت گو (سوم)	" " " "	ستمبر 1989ء
غیر مسلموں کی نعت (سوم)	" " " "	جون 1990ء
اردو کے صاحب کتاب نعت گو (چہارم) ☆	" " " "	جولائی 1990ء

وارثیوں کی نعت	"	"	"	"	اگست1990ء
یارسول اللہ (مرتبہ: محمد صادق قصوری) ☆	"	"	"	"	نومبر1993ء
خواتین کی نعت گوئی (اشاعت خصوصی) ☆	"	"	"	"	جولائی،اگست1995ء
غیر مسلموں کی نعت گوئی (اشاعت خصوصی) ☆	"	"	"	"	نومبر1995ء
ضلع اٹک کے نعت گو (مرتبہ: صابر حسین شاہ بخاری)	"	"	"	"	دسمبر1996ء
گجرات کے پنجابی نعت گو شعراء (مرتبہ: ڈاکٹر منیر احمد سلیچ)	"	"	"	"	ستمبر1997ء
اُردو نعت اور عساکر پاکستان (مرتبہ: شاکر کنڈان)	"	"	"	"	نومبر1997ء
ضلع گجرات کے اردو نعت گو شعراء (مرتبہ: ڈاکٹر منیر احمد سلیچ)	"	"	"	"	فروری1998ء
نعت اور ضلع سرگودھا کے شعرا (مرتبہ: شاکر کنڈان)	"	"	"	"	اگست1998ء
کراچی کے شعرائے نعت (مرتبہ: شاکر کنڈان)	"	"	"	"	جنوری1999ء
سندھ کے نعت گو (مرتبہ: شاکر کنڈان)	"	"	"	"	دسمبر2000ء
راولپنڈی شہر کے نعت گو (مرتبہ: شاکر کنڈان)	"	"	"	"	دسمبر2001ء
اسلام آباد کے نعت گو (مرتبہ: شاکر کنڈان)	"	"	"	"	مارچ2003ء
شاعرانِ نعت	"	"	"	"	جنوری2009ء
مدحت سرایانِ حضور	"	"	"	"	مئی2009ء

آپ نے ماہنامہ ''نعت'' لاہور کی نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت ملاحظہ کی۔ ہم نے راجا رشید محمود کے گراں قدر اور لاجواب ''تحائف نعت'' سے چند چیزیں آپ حضرات کے ذوق طبع کی نذر کی ہیں۔ جنھیں دیکھ کر آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ راجا صاحب بجا طور پر ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ نعتیہ تذکرہ نگاری کے حوالے سے راجا رشید محمود کی نمایاں خدمات کو ہمیشہ خراجِ تحسین پیش کیا جاتا رہے گا۔

مجلہ ''اوج'' لاہور 93-1992ء

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی شہید وہ خوش نصیب اور مقبولِ بارگاہ انسان تھے کہ جنھوں نے شعبۂ نعت کو دو عظیم یادگار تحفے مجلہ ''اوج'' لاہور یعنی دو نعت نمبروں کی شکل میں عطا کیے۔ [44] دُنیائے نعت اس پر جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔ اتنا عظیم الشان اور فقید المثال تاریخی کارنامہ نعت کے موضوع پر انجام دینے والی کوئی دوسری شخصیت ہمارے سامنے موجود نہیں۔ یہ اعزاز و افتخار پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی شہید کے ماتھے کا جھومر ہے جو ہمیشہ دونوں نعت نمبروں کی صورت میں سجا رہے گا۔ مجلہ ''اوج'' لاہور کے دونوں نعت نمبروں میں شعبۂ نعت کے تمام موضوعات کا احاطہ کرنے کی کامیاب کوشش کی

گئی ہے۔آپ کو نعت کے جس موضوع پر جو مواد درکار ہو، وہ آپ کو اس میں ضرور مل جائے گا۔ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کی یہ کاوش ہمہ جہت ہے۔مجلہ''اوج'' کے دونوں نعت نمبر، شعبہ نعت کو محیط کیے ہوئے ہیں۔اتنا شاہکار اور مثالی کام اس سے پہلے نہ اس کے بعد ابھی تک ہو سکا ہے۔

اُردو میں نعتیہ تذکرہ نگاری کے حوالے سے''اوج'' نعت نمبر 1 میں''نگر نگر میں نعت'' کے عنوان سے دیگر علاقوں میں ہونے والے نعت کے کام یکجا ہوئے ہیں۔اس کی کوئی دوسری مثال ہمیں پورے نعتیہ ادب میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سب تذکرے ہیں جو مختلف نعتیہ تذکرہ نگاروں نے گاہے بہ گاہے تالیف کیے تھے جسے ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی شہید کی تحریک پر یکجائی نصیب ہوئی۔اس میں بعض تذکرہ نگاروں سے ڈاکٹر صاحب نے ذاتی تعلقات استعمال کرتے ہوئے نئے تذکرے لکھوائے تھے۔

اُردو میں نعتیہ تذکرہ نگاری کے حوالے سے اتنے سارے تذکرے سوائے مجلہ''اوج'' لاہور کے نعت نمبروں کے علاوہ کہیں اور موجود نہیں۔ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اوج کے نعت نمبر کتابی انداز میں نہیں بلکہ بڑے سائز 8=20x30 کے مجلہ انداز میں شائع ہوئے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مواد ان صفحات کی زینت ہے۔ان تمام تذکروں کی یکجائی کئی سو صفحات پر مشتمل ہے۔اگر ان تذکروں کو شائع کیا جائے تو ایک عظیم اور ضخیم تذکرہ معرض وجود میں آسکتا ہے جس کی کوئی دوسری نظیر ہمارے سامنے موجود نہیں ہوگی۔

مجلہ''اوج''لاہور (نعت نمبر 1)[45]

یہ مجلہ''اوج''720 صفحات پر مشتمل ہے۔جس سے پہلے ہم''نگر نگر میں نعت'' کے عنوان سے دیگر علاقوں میں کیے گئے نعتیہ تذکروں اور تذکرہ نگاروں کا ذکر کر رہے ہیں۔یہ تذکرے ہر حوالے سے شعبہ نعت میں کلیدی حیثیت کے حامل ہیں۔

کوثر، انعام الحق، ڈاکٹر☆	بلوچستان میں فارسی کے نعت گو	180 تا182
کوثر، انعام الحق، ڈاکٹر	بلوچستان میں پشتو کے نعت گو	183 تا186
راشدی، وفا، ڈاکٹر[46]	سندھ میں اُردو نعتیہ شاعری	194 تا206
شہزاد احمد	حیدر آباد (سندھ) کے نعت گو	207 تا219
صدیقی، محمود شرف،	لاڑکانہ میں نعتیہ شاعری	220 تا222

شہزاد احمد	کراچی میں نعت رسول	223تا246

اب ہم آپ کے سامنے ’’پنجاب میں نعت‘‘ کے عنوان سے مجلہ اوج نعت نمبر 1 کے کار ہائے نمایاں پیش کر رہے ہیں ۔ان تمام تذکروں اور تذکرہ نگاری کی قوسِ قزح سے آپ موضوع کی وسعت کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں ۔

عاصی کرنالی، پروفیسر، ڈاکٹر ☆	ملتان میں فروغ نعت	248تا250
جعفر بلوچ، پروفیسر [47]	مظفر گڑھ،لیہ کے نعت گو	251تا261
فیروز شاہ محمد پروفیسر [48]	میانوالی میں نعت نگاری	262تا271
قمر حجازی	اوکاڑہ میں نعتیہ شاعری	272تا183
عاطف، اخلاق [49]	سرگودھا میں نعتیہ شاعری	284تا286
نجمی، محمد اقبال ☆	گوجرانوالہ کے نعت گو شعراء	287تا302
شبیر، رانا غلام، ڈاکٹر	جھنگ کی نعتیہ شاعری	303تا320
صدیقی، عادل، پروفیسر	شعرائے سیالکوٹ اور اُردو نعت	321تا339
نقوی، عمران	فروغِ نعت میں لاہور کا کردار	340تا342
قادری، شبیر احمد، پروفیسر، ڈاکٹر ☆	فروغ نعت میں فیصل آباد کا کردار	343تا349
شاہد محمد ریاض	جڑانوالہ کی پنجابی نعت	350تا352
مقبول، میاں ظفر	شیخوپورہ کے نعت گو	353تا362
سلیم چوہدری، محمد، پروفیسر ☆	امرتسر کے چند نعت گو	363تا371

اوج کے نعت نمبر 1 میں آپ نے اردو میں نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت کو ملاحظہ فرمایا۔جس کا تعلق صوبہ پنجاب سے تھا۔اس میں سے بعض تذکرے تو بہت ضخیم ہیں جس میں شعرائے کرام کی بھی کثیر تعداد موجود ہے جو تذکرے مختصر بھی ہیں تو ان میں جامعیت کا پہلو ضرور موجود ہے۔ یہ اپنے عنوان کے تحت مزید کام کرنے والوں کو مہمیز فراہم کرتے ہیں۔ان مختصر جامع تذکروں کی مدد سے ان علاقوں پر تفصیلی،تحقیقی اور معلوماتی کام کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔

مجلہ اوج نعت نمبر 1 کا سب سے زیادہ وقیع اور تازہ ترین کام ’’نعت گو شعراء سے قلمی مذاکرہ‘‘ ہے۔ یہ قلمی مذاکرہ شعرائے کرام کے بارے میں بنیادی اور اہم ترین معلومات سے آگاہی کا سبب ہے۔صفحہ 399 سے شروع ہونے والا یہ قلمی مذاکرہ صفحہ 720 پر اختتام پذیر ہوا ہے۔جس میں نعت گو شعرائے کرام کی تعداد 141 اور صفحات کی تعداد 321 ہے۔نعتیہ تذکرہ نگاری کے حوالے

سے یہ بہت اہم کام ہے جس کی اہمیت ہر دور میں مسلّم رہے گی۔مجلہ اوج کے مرتب ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی شہید نے ''نعت گو شعراء سے قلمی مذاکرہ'' کے لیے بہت ساری دل آزار مشکلات کو برداشت کیا تھا۔اس قلمی مذاکرہ کے لیے ایک ایک شاعر کو کئی کئی خطوط لکھے تب کہیں جا کر اکثر شعرائے کرام متوجہ اور متحرک ہوئے۔بعض نے تو جواب دینا بھی مناسب نہیں سمجھا۔بہت ساری مشکلات کے بعد یہ تذکرہ قلمی مذاکرہ کی صورت میں یکجا ہوا۔

نقوی،آفتاب احمد،ڈاکٹر	نعت گو شعراء سے قلمی مذاکرہ	399 تا720

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کا نعت گو شعراء سے یہ قلمی مذاکرہ بیچین رجپوری (لاہور) سے شروع ہو کر عزیز الدین خاکی (کراچی) پر اختتام پذیر ہوا ہے۔نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت کو بیان کرتے ہوئے ہم نے انتہائی اختصار کی حدوں کو چھوا ہے وگرنہ یہ موضوع اپنے دامن میں بہت وسعت رکھتا ہے۔

مجلہ''اوج''لاہور(نعت نمبر 2) [50]

مجلہ''اوج''لاہور نعت نمبر 2 بھی 736 صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں بھی نعتیہ ادب کا بیش بہا منتشر خزانہ یکجا کیا گیا ہے۔اوج کے دونوں نعت نمبر اپنی مثال آپ ہیں۔دونوں پر سیر حاصل گفتگو ہو سکتی ہے مگر ہمارا مقصود صرف نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت بیان کرنا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہم صرف تذکرہ نگاری سے متعلق نعتیہ مضامین کو اجاگر کر رہے ہیں۔

حسرت،محمد یونس،پروفیسر	غیر منقوط نعتیہ شاعری-ایک جائزہ	61 تا76
میرٹھی،نور احمد	صاحب دیوان شاعرات کی نعت گوئی	114 تا118
تابش صمدانی[51]	میرے بزرگوں کی نعتیہ شاعری	125 تا132
شاکر،امجد علی	اُردو بارہ ماسے میں نعت رسول	133 تا137

مجلہ اوج نعت نمبر 2 میں ''عربی نعت گوئی'' کے حوالے سے قابل قدر مضامین بھی شائع ہوئے ہیں۔ان مضامین میں نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت بدرجہ اتم موجود ہے جس سے ہمیں اُردو میں نعتیہ تذکرہ نگاری کے ساتھ عربی میں نعت گوئی سے بھی آگاہی حاصل ہو رہی ہے۔

آسی،محمد حسین،پروفیسر[52]	صحابہ کبار کی نعت نگاری	210 تا218
نوری،محمد محب اللہ،صاحبزادہ[53]	عربی مولودنامے	219 تا228
شفا،محمد یحییٰ،خان،حکیم ☆	عربی زبان میں نعتیہ کلام	229 تا248
قریشی،محمد اسحاق،پروفیسر،ڈاکٹر	برصغیر کی عربی نعتیہ شاعری-ایک جائزہ	249 تا277

مجلہ اوج نعت نمبر 2 میں "پنجابی نعت" (مطالعہ و انتخاب) کے عنوان سے مضامین شامل اشاعت ہیں۔ یہ مضامین بھی نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت کے شاہد ہیں۔

نقوی، آفتاب احمد، ڈاکٹر☆	پنجابی نعت میں مدینۃ الرسول کا ذکر	279 تا 283
رسالو، راجا	پنجابی شاعری میں واقعہ معراج شریف	284 تا 289
نقوی، آفتاب احمد، ڈاکٹر	پنجابی نعت دے مطالعے (پنجابی)	290 تا 299

"نعت خواں حضرات سے قلمی مذاکرہ" یہ بھی ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کی ایک نمایاں کاوش ہے۔جس میں انفرادیت کے ساتھ معلومات کا خزانہ بھی موجود ہے۔اس قلمی مذاکرہ میں کل 47 نعت خوانوں سے گفتگو کی گئی ہے۔اس قلمی مذاکرے میں صف اوّل کے نعت خواں حضرات بھی شامل ہیں۔ بلاشبہ یہ نعت خوانوں کا ایک حسین گلدستہ ہے جسے مجلہ اوج کے نعت نمبر 2 میں سجا دیا گیا ہے۔ نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت میں نعت خوانوں کے اس قلمی مذاکرے کو بھی اہمیت حاصل ہے۔

نقوی، آفتاب احمد، ڈاکٹر	نعت خواں حضرات سے قلمی مذاکرہ	416 تا 477

مجلہ اوج نے اُردو زبان کے علاوہ "مختلف زبانوں میں نعت" سے متعلق بھی مفید اور معیاری مضامین جمع کیے ہیں۔ یہ ایک قابل ستائش اور قابل تقلید کاوش ہے۔جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

ادیب رائے پوری، سید حسین علی☆	چینی زبان میں نعت	521 تا 525
سیالوی محمد شریف، پروفیسر	اندلسی شاعری میں روایت مدحِ رسول	526 تا 533
بخاری، سید خورشید حسین، پروفیسر	فارسی ادب میں نعت گوئی	534 تا 552
نقوی، آفتاب احمد، ڈاکٹر	پنجابی زبان میں نعتیہ شاعری-تاریخ ورجحانات	553 تا 561
سندھی میمن عبدالمجید، ڈاکٹر☆	سندھی زبان میں نعتیہ شاعری	562 تا 584
کوثر، انعام الحق، ڈاکٹر	بلوچی میں نعتیہ شاعری	585 تا 587
آفاقی، صابر، ڈاکٹر	کشمیری میں نعت گوئی	588 تا 599
خاطر غزنوی	پشتو میں نعت گوئی	600 تا 607
اظہر، غلام حسین ڈاکٹر	گوجری نعت	608 تا 617
کوثر، انعام الحق، ڈاکٹر	براہوی نعت	618 تا 620
عبدالحق، مہر، ڈاکٹر	نعت میں کلاسیکی سرائیکی شعراء کا حصہ	621 تا 626
بخاری، اشرف	جدید پشتو ادب میں نعت گوئی	627 تا 630

مجلہ اوج کے نعت نمبروں کی وساطت سے ہم نے ادنیٰ سی کوشش کی ہے کہ آپ کے سامنے نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت کی واضح شکل پیش کر سکیں وگرنہ ان دونوں نعت نمبروں کی خصوصیات کے لیے تو طویل ترین مضمون درکار ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

''نعت رنگ'' کراچی، 1995ء [54]

نعتیہ ادب کا کتابی سلسلہ ''نعت رنگ'' کراچی، صبیح رحمانی کی ادارت میں اپریل 1995ء سے تا حال شائع ہو رہا ہے۔اس کے اب تک 21 شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ جب کہ 22ویں شمارے کی نوید جانفزا اب سے کچھ دیر بعد مشام جاں کو معطر کرنے والی ہے۔اس کے مرتب سید صبیح الدین صبیح رحمانی عصر حاضر کے خوش گلو نعت خواں، معروف نعت گو، نعت ریسرچ سینٹر کراچی کے ڈائریکٹر اور بے شمار خوبیوں سے مرصع ہیں۔فروغِ نعت میں ناقابل فراموش خدمات انجام دے رہے ہیں۔شعبہ نعت میں نعت رنگ نے بے مثال خدمات انجام دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب صبیح رحمانی اور نعت رنگ دونوں لازم وملزوم ہیں۔صبیح رحمانی کو جاننے والا نعت رنگ سے ضرور واقف ہے اور نعت رنگ سے محبت کرنے والا صبیح رحمانی کی جملہ خصوصیات وخدمات سے ضرور واقف ہوگا۔

نعتیہ ادب کا کتابی سلسلہ ''نعت رنگ'' کراچی میں شائع شدہ ایسے مضامین جو ''تذکرہ نگاری'' کے ضمن میں آتے ہیں۔ان تمام مضامین کو زمانی ترتیب کے تحت یکجا کر دیا گیا ہے۔ان مضامین کا دورانیہ ''نعت رنگ'' کے سب سے پہلے شمارے 1995ء سے لے کر بیس ویں شمارے اگست 2008ء پر مشتمل ہے۔صرف ایسے مضامین سے صرفِ نظر کیا گیا ہے کہ جو مضامین تذکرہ نگاری کے مسلّمہ اصولوں کے مطابق نہیں۔موضوع نعتیہ تذکرہ نگاری کو تقویت اور معلومات بہم پہنچانے والے بعض ایسے مضامین کو بھی شامل کر لیا گیا ہے جو بظاہر تذکرہ نگاری کے ضمن میں تو نہیں آتے، مگر ان سے تذکرہ نگاری کے شعبے میں مدد حاصل کی جا سکتی ہے۔مستقبل قریب میں یہ مضامین بھی نعتیہ تذکرہ نگاری میں بہت ممد ومعاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

''نعت رنگ'' کی نعتیہ تذکرہ نگاری کے ضمن میں یہ کوئی باقاعدہ کاوش نہیں تھی۔ جیسے جیسے اس موضوع سے متعلق مضامین آتے رہے وہ سب صبیح رحمانی کی ایما پر زیورِ طباعت سے آراستہ

ہوتے رہے ۔الحمدللہ! آج اگر یہ تمام مضامین کتابی شکل میں شائع ہو جائیں تو نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت میں ایک اورمتنوع ،درخشندہ تذکرے کااضافہ ہوسکتا ہے ۔

''نعت رنگ''،میں اُردو کی نعتیہ تذکرہ نگاری کی ایک جھلک ملاحظہ کیجیے ۔

شارق،شفیق الدین[55]	عصر حاضر میں نعت نگاری	''نعت رنگ''شمارہ2،دسمبر1995ء
رحمانی،سید صبیح الدین ☆	دبستان کراچی کی نعتیہ شاعری	''نعت رنگ''شمارہ2،دسمبر1995ء
قادری،شبیر احمد،ڈاکٹر[56]	فیصل آباد کا نعتیہ منظر نامہ	''نعت رنگ''شمارہ3،دسمبر1996ء
بیدار،مجید،ڈاکٹر	دکن کی صاحب دیوان نعت گو شاعرات	''نعت رنگ''شمارہ4،مئی1997ء
ندوی،سید ابراہیم	دکن کے چند نعت گو شعراء	''نعت رنگ''شمارہ5،فروری1998ء
حاذق،حلیم (ترتیب: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی) ☆	تقسیم ہند کے بعد مغربی بنگال میں نعت گوئی	''نعت رنگ''شمارہ5،فروری1998ء
خاطرغزنوی،پروفیسر	ہندکو میں نعت رسول	''نعت رنگ''شمارہ5،فروری1998ء
میرٹھی،نوراحمد	شعرائے میرٹھ کی نعت نگاری	''نعت رنگ''شمارہ6،ستمبر1998ء
قصوری،محمد صادق	سلسلہ جماعتیہ کے نعت گو شعراء	''نعت رنگ''شمارہ6،ستمبر1998ء
عزیزی،عبدالنعیم،ڈاکٹر	چند نعت گویانِ بریلی	''نعت رنگ''شمارہ6،ستمبر1998ء
صابر،غوث بخش	نعت نبی بلوچی اور براہوی میں	''نعت رنگ''شمارہ8،ستمبر1999ء
شاکر کنڈان	نعت رسول مقبول اور شعرائے جلال پور جٹاں	''نعت رنگ''شمارہ8،ستمبر1999ء
اصلاحی،ابوسفیان،ڈاکٹر	شعراء الرسول-ایک تعارف	''نعت رنگ''شمارہ9،مارچ2000ء
عاصی کرنالی،ڈاکٹر	جنوبی پنجاب میں اُردو نعت گوئی کا پچاس سالہ جائزہ	''نعت رنگ''شمارہ14،دسمبر2002ء
فیروز شاہ،محمد،پروفیسر	میانوالی میں نعت نگاری	''نعت رنگ''شمارہ15،مئی2003ء
ندوی،مسعود الرحمن خان	عہد نبوی میں مدحِ رسول	''نعت رنگ''شمارہ16،فروری2004ء
گوہر ملسیانی[57]	ضلع رحیم یار خان کے نعت گو	''نعت رنگ''شمارہ17،نومبر2004ء
عالم،افروز (کویت)	کویت میں اُردو نعت	''نعت رنگ''شمارہ19،دسمبر2006ء
گوہر ملسیانی	تذکرہ نعت گویانِ بہاول پور	''نعت رنگ''شمارہ19،دسمبر2007ء
اصلاحی،ابوسفیان،ڈاکٹر	نعت نبی میں اندلسی شعراء کی ایک جھلک	''نعت رنگ''شمارہ20،اگست2008ء
قاسم،غفورشاہ،ڈاکٹر	پاکستان میں نعت گوئی کی تحریک	''نعت رنگ''شمارہ20،اگست2008

نعت رنگ کراچی میں اُردو نعتیہ تذکرہ نگاری کی روایت آپ نے ملاحظہ کی ۔نعت رنگ

کے نعتیہ تذکرہ نگاری کے حوالے سے صرف عنوانات اس کے ہمہ جہت ہونے کی گواہی دے رہے ہیں۔نعتیہ ادب کا کتابی سلسلہ ''نعت رنگ'' کراچی بھرپور انداز میں فروغ نعت کے لیے کوشاں ہے۔نعت رنگ ہر شعبۂ جات میں منفرد طور پر خدمات انجام دے رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اس کی پذیرائی میں خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے۔''نعت رنگ'' کے بعد ایک ''حمد و نعت کی بہاریں'' کے اہم شاعر حفیظ تائب کو موقع محل اور حمد و نعت کے حوالے سے دیکھا جائے گا۔

حمد و نعت کی بہاریں 2004ء☆

اس موقع پر حفیظ تائب کا ذکر کرنا ناگزیر محسوس ہوتا ہے کہ نعت اور نعت گو شعراء کے سلسلے میں ان کی خدمات بہت زیادہ ہیں جنھیں کسی صورت میں بھی بھلایا نہیں جاسکتا۔

حمد و نعت کی بہاریں،2003ء کا ایک نعتیہ کتابی جائزہ تھا جسے حفیظ تائب نے عمران نقوی کی تحریک پر روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور کے لیے لکھا تھا۔یہ مکمل جائزہ چار اقساط پر مشتمل تھا۔پہلی قسط 2 جنوری، دوسری قسط 9 جنوری، تیسری قسط 16 جنوری، چوتھی اور آخری قسط 23 جنوری 2004ء میں ''نوائے وقت'' لاہور میں شائع ہوئی۔حفیظ تائب نے اخبار کے یہ تمام تراشے راقم کے نام روانہ کیے تھے۔حمد و نعت کی بہاریں 2003ء کا جائزہ درحقیقت نعت کے موضوع پر کام کرنے والوں کا تذکرہ و خلاصہ ہے۔جس میں نعت گوئی کا فروغ اور اس جہت میں ہونے والے کاموں کی نشاندہی کی گئی ہے۔تذکرہ مختصر مگر جامع ہے۔حفیظ تائب کا شعبۂ نعت سے دیرینہ تعلق اس جائزے سے ظاہر ہے۔

مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں یہ باتیں سامنے آئی ہیں:

1- متحدہ پاکستان اور قیامِ پاکستان سے اب تک حمد و نعت گو شاعر یہاں محبت خدا ورسول کا پیغام عام کرتے رہے وہاں اُمت مسلمہ میں جذبات ملت بیدار کرنے میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔

2- اور اس کے علاوہ یہ بات بھی سامنے آئی کہ مسلم تشخص اور مسلم شخصیات جو قیادت و سیادت میں آگے تھیں عوام کو ان سے رابطہ کا اور ان کی اطاعت کے لیے بھی جذبۂ پیہم سے آشنا کیا۔

3- گو کہ میری اس تحقیق کے بعد بھی کئی ایک پہلو باقی رہیں گے جو آیندہ آنے والے محققین انجام دیں گے۔

حوالہ جات

1۔ فیروز الدین، مولوی فیروز اللغات اردو جامع (نیا ایڈیشن) فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور (سن ندارد) ص827

2 ایضاً ص817
3 فیروز اللغات ص838
4 فرمان فتح پوری، ڈاکٹر اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری مجلس ترقی ادب لاہور 1972ء ص11
5 ایضاً ص13-12
6 شیخ غلام علی اردو جامع انسائیکلو پیڈیا (جلد اول) شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور 1987ء ص383
7 وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ (انشراح 4) ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

☆ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اپنے تفسیری حواشی ''خزائن العرفان فی تفسیر القرآن'' (مطبوعہ پاک کمپنی اردو بازار لاہور، سن ن۔ میں فرماتے ہیں ''یعنی آخرت دنیا سے بہتر کیونکہ وہاں آپ کے لیے مقام محمود و حوض مورود و خیر موعود اور تمام انبیاء و رسل پر تقدم اور آپ کی امت کا تمام امتوں پر گواہ ہونا اور آپ کی شفاعت سے مومنین کے مرتبے اور درجے بلند ہونا اور بے انتہا عزتیں اور کرامتیں ہیں جو بیان میں نہیں آتیں اور مفسرین نے اس کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ آنے والے احوال آپ کے لیے گزشتہ سے بہتر و برتر ہیں۔ گویا کہ حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ روز بروز آپ کے درجے بلند کرے گا اور عزت پر عزت اور منصب پر منصب زیادہ فرمائے گا اور ساعت بساعت آپ کے مراتب ترقیوں میں رہیں گے''۔ ص1075

و رفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (1856-1921ء) کا بے مثال نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' (مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی 1999ء) کے نام سے معروف ہے۔ اس کا وصل چہارم غوث الاعظم کی منقبت پر مشتمل ہے۔ اس منقبت کا ساتواں شعر مذکورہ بالا ہے۔ کلام رضا کے شارح اول مولانا مفتی ابو الظفر غلام یٰسین راز امجدی اعظمی ''وثائق بخشش شرح حدائق بخشش'' (مطبوعہ مکتبہ امجدیہ دار العلوم قادریہ رضویہ ملیر، کراچی 1976ء) میں اس شعر کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان میں ورفعنا لک ذکرک فرمایا اور آپ کا ذکر اونچا کیا اور چونکہ حضرت غوث پاک قدم بہ قدم متبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس لئے ورفعنا لک ذکرک کا سایہ ان پر بھی پڑتا ہے۔ ص83 اعلیٰ حضرت کے دیگر شارحین حدائق بخشش نے بھی یہی معنی مراد لیے ہیں۔

دشت میں، دامن کہسار میں، میدان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے
چین کے شہر، مراقش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شان رفعنا لک ذکرک دیکھے

شاعر مشرق حکیم الامت علامہ اقبال (1877ء-1938ء) آفاقی شاعر تھے۔ ان کی شاعری کا محور عشق رسول

کے تناظر میں امت مسلمہ کی بیداری ہے۔ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال کی بے مثال شاعری ''کلیات اقبال'' (مع متن وشرح) مطبوعہ بشیر اینڈ سنز اردو بازار لاہور،س ن) کے نام سے شائع ہوئی۔علامہ اقبال کی شہرۂ آفاق نظمیں ''شکوہ'' اور ''جواب شکوہ'' مسدس کی ہیت میں کہی گئی ہیں۔مندرجہ بالا مسدس کا چونتیسواں بند بھی ورفعنا لک ذکرک کی اچھوتی فکر کو نمایاں کر رہا ہے۔

مطلب: یہ نام اور شخصیت جو پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اس کا وجود ہر شے میں ہے۔خواہ صحرا ہوں، پہاڑ ہوں، میدان ہوں، سمندر اور اس کی موجوں کی آغوش میں یا طوفان میں سب میں موجود ہے۔حتیٰ کہ چین کے شہروں میں مراکش کے بیابانوں میں اور اہل اسلام کے ایمان میں پوشیدہ ہے۔دنیا بھر کی قومیں قیامت تک یہ منظر دیکھتی رہیں گی کہ رب ذوالجلال نے حضور کا تذکرہ اور مرتبہ بلند رکھنے کا جو وعدہ کیا تھا وہ کس انداز میں پورا کیا جا تا رہا ہے۔مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ توحید اور رسالت بھی ہمیشہ قائم رہے گی اور یہ وعدہ ضرور پورا ہوتا رہے گا۔ص 209

مولانا ضیاءالقادری بدایونی فرماتے ہیں۔

کہتا ہے خدا بھی ورفعنا لک ذکرک ہو کس سے بیاں رفعت سلطان مدینہ ص۔10

ماہر القادری کی استادی پر راجا رشید محمود کی گرفت،ترتیب صاجزادہ محمد فیض المصطفیٰ نوری، دسمبر 2006ء،ص 48

☆ حضرت وقار صدیقی اجمیری مرحوم صاحب طرز شاعر تھے۔ان کا شمار صف اول کے اساتذۂ نعت میں ہوتا تھا۔مرحوم نظم ونثر دونوں پر یکساں قدرت رکھتے تھے۔حضور اکرم کی سراپا نگاری اور نعتیہ شاعری میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔قمر انجم (1926ء-1999ء) کا سب سے پہلا مجموعہ نعت ''حسنت جمیع خصالہٖ'' (مطبوعہ ایوان نعت کراچی 1979ء) شائع ہوا تو اس کا ''پیش لفظ'' وقار صدیقی نے لکھا۔اس پیرا گراف کو یہاں نقل کر کے صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اس صدی کو ''نعت کی صدی'' سب سے پہلے وقار صدیقی اجمیری مرحوم نے لکھا اور بعد میں دیگر حضرات نے بڑے بڑے دعوے شروع کر دیے کہ ہم نے اسے سب سے پہلے نعت کی صدی کہا ہے جو قطعی درست نہیں ہے۔وقار صدیقی رقم طراز ہیں ''نعت کے ذوق وشوق کی اس وسعت پذیری کو دیکھتے ہوئے یہ بات بڑے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ آیندہ صدی ہمارے آقا ومولا کی نعت کی صدی ہوگی۔ پیاسے سیرابی کے لیے مدینہ منورہ ہی کی طرف رخ کریں گے۔'' ص 12 ''حسنت جمیع خصالہٖ'' کا ''پیش لفظ'' حضرت وقار صدیقی اجمیری کے قلم کا منہ بولتا شاہکار ہے۔نعت کے موضوع پر یہ ایک کارآمد اور مفید مضمون ہے۔وقار صدیقی نے اس ''پیش لفظ'' میں ایسے تاریخی اور یادگار جملے رقم کیے جو ان کی بالغ نظری، انفرادیت اور قادر الکلامی کے گواہ ہیں۔بعد میں دیگر حضرات نے بھی اس چراغ (یعنی اس پیرا گراف سے خوب خوب استفادہ کیا) سے اپنے دیے روشن کیے۔(ش۔ا)

8 انجم،قمر الدین حسنت جمیع خصالہ ایوان نعت اسٹیٹ ویو بلڈنگ آئی آئی چندریگر روڈ کراچی 1979ء ص 12

9 برق،طلحہ رضوی،ڈاکٹر،اردو کی نعتیہ شاعری،ناشر: دانش اکیڈمی ملکی محلہ آرہ بہار بھارت،جنوری 1974ء ص 100

10 فرمان فتح پوری،ڈاکٹر،اردو کی نعتیہ شاعری،ناشر: آئینہ ادب چوک مینارانارکلی،لاہور 1974ء ص 208

11 اشفاق،سید رفیع الدین،ڈاکٹر،اردو میں نعتیہ شاعری،ناشر: اردو اکیڈمی سندھ،کراچی 1976ء ص 684

12۔ جعفری، عقیل عباس، پاکستان کرونیکل، ناشر: ورثہ و فضلی سنز اردو بازار کراچی، 2010ء ص 954

13۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، ناشر مجلس ترقی ادب لاہور، طبع اول نومبر 1972ء ص 12

☆ مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی نے اپنا ایک مضمون ''نعت رسول کریم بہ آیات قرآن حکیم'' لکھا، جو چودہ سو سالہ نعتوں کے انتخاب ''ارمغان نعت'' مرتبہ شفیق بریلوی (مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی سوم 1979ء) میں صفحہ 31 تا 32 میں شائع ہوا۔ جس میں مرتب موصوف نے نعت رسول کریم ب آیات قرآن حکیم کے عنوان سے قرآن مجید کی وہ سورتیں جو صریحاً اور مطلقاً نعت کے زمرے میں شامل ہیں۔ انھیں خوب صورت انداز میں ترتیب دیا ہے۔ پہلے موصوف نے اردو میں نعتیہ خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ پھر قرآن کی آیت دی ہے۔ پارہ نمبر اور آخر میں سورہ کا نام دیا گیا ہے۔ مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی کے اسی مضمون سے صریر خامہ کے نعت نمبر 1978ء کا آغاز ہوا ہے۔ صرف عنوان سے پہلے یہ ایک شعر کا اضافہ ہے۔

کیا مرا منہ ہے، مری مدح نگاری کیا چیز
جب خدا خود ہے ثنا خوان رسول عربی

بہت مختصر کام ہونے کے باوجود بڑے کاموں پر بھاری ہے بلکہ یہ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے کہ ''مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید'' ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی مرحوم نے اپنا ایک مضمون ''قرآن حکیم میں نعت رسول'' لکھا، جو اوج، لاہور مجلہ نعت نمبر 1 (مطبوعہ گورنمنٹ کالج، شاہدرہ لاہور 93-1992ء) میں صفحہ 98 تا 129 میں شائع ہوا۔ جس میں ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے ''نعت گوئی سنت رحمٰن'' کے حوالے سے وضاحت کی ہے۔ موصوف کہتے ہیں کہ میرا مقصد تو یہاں محض ان مضامین نعت کا ذکر کرنا ہے، جو قرآن حکیم میں مختلف مواقع پر مختلف آیات میں بیان ہوئے ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان محامد و محاسن کی پیشکش ہے، جو خالق کائنات نے اپنے آخری صحیفے میں بیان کیے ہیں۔ یہ مضمون شرح و بسط کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ جو یقیناً شرح صدر کا باعث ہے۔ ش۔ا

14۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، ناشر مجلس ترقی ادب لاہور، اول 1972ء ص 251

15۔ ایضاً ص۔ 211

16۔ شفیق بریلوی، تذکرہ شاعرات پاکستان، ناشر: مکتبہ خاتون پاکستان پوسٹ بکس 7199 کراچی، 1961ء

17۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، ناشر: مجلس ترقی ادب لاہور اول 1972ء

18۔ سلطانہ مہر، آج کی شاعرات، ناشر: محراب ادب 1887، پی آئی بی کالونی کراچی، 1973ء

19۔ میرٹھی نور احمد، مرتبہ، صابر براری کی تحقیقات، ناشر: ادارہ فکر نو کورنگی، کراچی، 1989ء ص 160
(''تاریخ رفتگاں'' کے تین علیحدہ علیحدہ حصے شائع ہو چکے ہیں۔ صابر براری کی تحقیقات مرتبہ نور احمد میرٹھی میں صرف پہلی والی ایک کتاب کا ذکر ہے۔ ش۔ا)

20۔ صدیقی، احمد حسین، دبستانوں کا دبستان کراچی جلد سوم، ناشر: محمد حسین اکیڈمی فیڈرل بی ایریا کراچی 2010ء ص 410
(نوٹ دبستانوں کا دبستان کراچی، جلد اول 2003ء اور دبستانوں کا دبستان کراچی جلد دوم 2005ء میں شائع ہو چکی ہیں)

21ے سلیچ محمد منیر احمد، ڈاکٹر، وفیاتِ ناموران پاکستان، ناشر: اردو سائنس بورڈ اپر مال لاہور 2006ء ص 956
(بعدازاں ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ نے ''وفیات اہل قلم'' بھی مرتب کی ہے۔جسے اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد نے 2008ء میں شائع کیا ہے۔جس میں 15 اگست 1947ء تا 14 اگست 2007ء تک رخصت ہوجانے والے پاکستانی اہل قلم کے کوائف اور تواریخ وفات درج ہیں۔ش۔ا)

22ے راشدی، زین العابدین، سید صاحبزادہ، انوار علمائے اہل سنت سندھ، ناشر: زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور، 2006ء ص 1088
(سرزمین سندھ سے تعلق رکھنے والے تین سو (300 سے زائد علما و مشائخ کی علمی اور ادبی خدمات کا تذکرہ ہے۔جسے نہایت جامع انداز میں مؤلف نے ترتیب دیا ہے۔اس تذکرہ کی ایک نمایاں خوبی یہ بھی ہے کہ وہ علمائے اہلسنت جو نعت گو بھی تھے، سندھ میں مدفون یا بقیدِ حیات ہیں۔ان تمام کے تذکروں کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔مؤلف جوان ہیں۔انھوں نے اس تذکرہ کی تالیف میں اپنی تمام صلاحیتوں کو استعمال کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ تذکرہ مشائخ عظام، علمائے کرام اور نعت گو شعراء کے حوالے سے ایک تحفہ ہے)

23ے شاعر، شاعر علی، سفیران سخن (چوتھی کتاب) ناشر: رنگ ادب پبلی کیشنز کراچی 2010ء
(سفیران سخن ایک طویل سلسلہ ہے۔اس سلسلہ کی سب سے پہلی کتاب سفیران سخن 2005ء دوسری کتاب سفیران سخن 2008ء، تیسری کتاب سفیران سخن 2009ء میں شائع ہو چکی ہیں۔جب کہ پانچویں کتاب تیاری کے مراحل سے دو چار ہے۔شاعر علی شاعر کتابی سلسلہ ''رنگ ادب'' کراچی کا گیارھواں اور بارھواں شمارہ ''نعت نمبر'' کے طور پر مارچ 2009ء میں شائع کر چکے ہیں۔جس میں مدینہ ردیف کی نعتوں کو شامل کیا گیا ہے۔نعت نمبروں کی قوس و قزح میں یہ ایک نیا اور خوب صورت اضافہ ہے۔(ش۔ا)

24ے میرٹھی، نور احمد، تذکرہ شعرائے میرٹھ، ناشر: ادارہ فکر نو کورنگی کراچی، جنوری 2003ء ص 992
(نور احمد میرٹھی نے غیر مسلموں کی نعتیہ، حمدیہ اور رثائی شاعری پر کام کرنے کے بعد تذکرہ شعرائے میرٹھ، مشاہیر میرٹھ اور شخصیات میرٹھ پر بھی کام کا تکملہ فرمادیا ہے۔نور احمد میرٹھی کے مرتب کردہ تمام تذکرے، شعبہ تذکرہ نگاری کی روایت کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔(ش۔ا)

25ے احمد، محمد جمیل، اردو شاعری پر ایک نظر، ناشر: غضنفر اکیڈمی اردو بازار کراچی، 1985ء، ص 268

26ے ریاض مجید، ڈاکٹر اردو میں نعت گوئی اقبال اکادمی پاکستان لاہور 1990ء ص 362

☆ ڈاکٹر ریاض مجید اپنے تحقیقی مقالے ''اردو میں نعت گوئی'' میں امیر مینائی کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ ''بحیثیت مجموعی امیر مینائی نے نعت گوئی کی تاریخ میں قابل ذکر اضافہ کیا۔وہ اردو نعت کے شعرائے ماقبل (کافی، لطف اور تمنا مراد آبادی وغیرہ) اور شعرائے مابعد خصوصاً محسن کاکوروی و مولانا احمد رضا خاں وغیرہ کے درمیان ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔انھوں نے نعت کے فن کو تشکیلی مراحل سے نکال کر تکمیلی منازل کی طرف گامزن کیا۔نعت گوئی کو اصناف شعر میں آج جو اہمیت و حیثیت حاصل ہے وہ (محسن سے قبل) امیر مینائی ہی کے ذوقِ نعت کا نتیجہ ہے۔

27ے اختر الحامدی ضیائی، امام نعت گویاں، مکتبہ فریدیہ، ساہیوال بار دوم 2006ء ص 144

28 شمس بریلوی علامہ کلام رضا کا تحقیقی و ادبی جائزہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی 1976ء ص340

29 ندوی، عبداللہ عباس، ڈاکٹر عربی میں نعتیہ کلام میزان ادب، کراچی باراوّل 1978ء ص296

☆ تذکرہ نگاری کے حوالے سے تیار کردہ فہرست مختلف لائبریریوں اور ذاتی کتب خانوں کی مدد سے تیار کی گئی ہے۔المیہ ہے کہ یہ تمام کتب ایک جگہ موجود نہیں زیادہ تر کتب شہزاد احمد کی اوّلین نعتیہ لائبریری مرکزی حمد و نعت ریسرچ سینٹر اُردو بازار کراچی سے استفادہ ہے۔اس کے علاوہ مدینۃ الحکمت ہمدرد لائبریری کراچی، بیدل لائبریری بہادر آباد کراچی، بہادر یار جنگ اکیڈمی کراچی، غوث میاں کی ذاتی لائبریری، حضرت حسان حمد و نعت بک بینک پاکستان کراچی اور صبیح رحمانی کے قائم کردہ ''نعت ریسرچ سینٹر کراچی'' کے منفرد اور افادہ عام کے لیے قائم کیے گئے سینٹر سے مکمل استفادہ ہے (ش۔ا)

30 باب ششم ''پاکستان میں نعتیہ صحافت کا کردار'' کتابی سلسلے میں ''گل چیدہ نمبر 1'' کا تفصیلی تعارف دیکھا جاسکتا ہے۔ش۔ا

☆ بخت آور کی کتاب ''آنحضرت کے دور کی نعتیہ شاعری'' 1980ء حضرت حسان حمد و نعت بک بینک پاکستان کراچی کی مدد سے اس فہرست میں شامل کی گئی ہے۔

☆ ڈاکٹر سید شمیم گوہر نے ''اردو کا نعتیہ ادب'' اورانتخاب، قصائد نعتیہ ترتیب دیا ہے۔اردو کا نعتیہ ادب والا مقالہ مفید اور معلوماتی تحریر ہے۔جسے ڈاکٹر صاحب نے جانفشانی اور عرق ریزی سے تحریر کیا ہے۔اردو کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے یہ مقالہ کافی اہمیت کا حامل ہے۔(ش۔ا)

☆ غوث میاں نے اپنا ایک معلوماتی مضمون ''پاکستان کے نعت گو شعراء'' لکھا، جو مجلہ حضرت حسان نعت ایوارڈ کراچی کے شمارہ نمبر 2 میں صفحہ 107 تا 123 میں شائع ہوا۔اپنے اس معلوماتی مضمون میں صرف 22 نعت گو شعرا کا تذکرہ جامع انداز میں مرتب کیا ہے۔صحت معلومات اور درستی کے حوالے سے یہ مضمون بڑے کاموں پر بھاری ہے۔(ش۔ا)

☆ راجا رشید محمود کی کتاب ''پاکستان میں نعت'' 1994ء حضرت رشید وارثی مرحوم کی ذاتی اور قیمتی لائبریری سے اس فہرست میں شامل کی گئی ہے۔(ش۔ا)

31 رئیس احمد (مرتب) حریم نعت اقلیم نعت شادمان ٹاؤن، کراچی 1995ء ص224

☆ رئیس احمد خوش الحان نعت خواں ہیں۔محفل نعت کے آداب سے بخوبی واقف ہیں۔پڑھنے پر آئیں تو سماں باندھ دیتے ہیں۔نعت کا ستھرا ذوق رکھتے ہیں۔اپنی تمام تر ریاضتوں کو انھوں نے مرتبہ انتخاب ''حریم نعت'' میں مقید کر دیا ہے۔یہ صرف محض انتخاب نعت ہی نہیں بلکہ نعت گو شعرا کے مختصر اور مستند کوائف سے بھی مالا مال ہے۔نعت کے اچھے اور معیاری منتخبات میں اسے شامل کیا جاسکتا ہے۔اقلیم نعت کراچی نے اسے 1995ء میں شائع کیا۔یہ 224 صفحات پر مشتمل مجلد شائع ہوا ہے۔خوب صورت اور معیاری نعتوں کے ساتھ اس میں شاعروں کے بارے میں مختصر معلومات کا خزانہ بھی موجود ہے۔(ش۔ا)

☆ قمر وارثی کے اب تک 16 عدد ردیفی انتخاب نعت اور 3 عدد حمدیہ انتخاب شائع ہو چکے ہیں۔مگر انھوں نے صرف ابتدائی چند منتخبات میں شعرا کے مختصر کوائف دیے ہیں۔بعد کے انتخاب سے اس خوب صورت معلوماتی روایت کو ختم کر دیا ہے۔واضح رہے کہ اگر یہ مختصر کوائف دینے کی روایت جاری رہتی تو اس کے

آیندہ دوررس نتائج برآمد ہوتے۔ ہر انتخاب ہر شخص کے پاس موجود نہیں ہوتا۔ بعد میں شائع ہونے والے تمام ردیفی انتخاب نعت اس خوب صورت معلوماتی روایت سے محروم ہیں۔ (ش۔ا)

☆ حمایت علی شاعر نے ''صریرِ خامہ'' شعبۂ اُردو، سندھ یونیورسٹی جامشورو کا علمی وادبی مجلہ 1978ء میں ''نعت نمبر'' کے حوالے سے ترتیب دیا تھا۔ شعبۂ نعت میں صریرِ خامہ کے نعت نمبر کی اہمیت مسلم اور مستند ہے۔ اس میں شامل مضامین فروغ نعت کا خوب صورت آغاز ہیں۔ اردو نعتیہ ادب میں کام کے لحاظ سے صریرِ خامہ کا نعت نمبر اولیت کا حقدار ہے۔ ''اردو میں نعتیہ شاعری کے سات سو سال'' پہلی مرتبہ صریرِ خامہ کے نعت نمبر میں شائع ہو چکا ہے۔ بعد ازاں اسے کتابی شکل میں ''عقیدت کا سفر'' کے نام سے شائع کر دیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ ''خوشبو کا سفر'' کے نام سے یہی سلسلہ ٹی وی سیریل کے حوالے سے بھی نشر ہوا، بلاشبہ مقبول عام پی ٹی وی سیریل تھا۔

☆ پروفیسر شفقت رضوی مرحوم نے شعبۂ نعت کے حوالے سے کافی کام کیے ہیں۔ یہ تمام کام نعتیہ ادب میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ آپ نے مختلف اوقات میں متفرق حمدیہ اور نعتیہ مضامین لکھے جنھیں علیٰحدہ علیٰحدہ کتابی شکل میں اردو میں حمد گوئی (چند گوشے) 2002ء اور اردو میں نعت گوئی (چند گوشے) 2002ء کے نام سے جہان حمد پبلی کیشنز کراچی نے شائع کیا ہے۔ دونوں کتابوں میں نام کا ابہام موجود ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ دونوں تحقیقی مقالے ہیں جو شاید نام کی مناسبت سے لکھے گئے ہوں، مگر یہ ایسا نہیں ہے۔ عام حمدیہ اور نعتیہ مضامین کو یہ نام دے دیے گئے ہیں۔ جس سے آگے چل کر غلط فہمیوں کا امکان موجود ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلی غلط فہمی کی صرف ایک مثال ہم آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

چوہدری محمد یوسف ورک قادری نے ''فہرست کتب'' نعت لائبریری شاہدرہ (مطبوعہ نعت پبلی کیشنز لاہور 2006ء) شائع کی ہے۔ اس کے صفحہ 24 اور صفحہ 75 پر یوسف ورک قادری نے پروفیسر شفقت رضوی کی کتاب کا نام صرف ''اردو میں حمد گوئی'' اور ''اُردو میں نعت گوئی'' لکھا ہے۔ موصوف نے چند گوشے لکھنے کی زحمت گوارا ہی نہیں کی۔ یہ غلط روایت یونہی فروغ پاتی رہے گی۔ اب ایک عام اور ایک خاص آدمی اسے ''اردو میں حمد گوئی'' اور ''اردو میں نعت گوئی'' کے حوالے سے ایک تحقیقی کتاب ہی سمجھتا رہے گا۔ جب کہ یہ متفرق مضامین ہیں۔ جو مختلف اوقات میں تحریر کیے گئے تھے۔ بس صرف نام ''اردو میں حمد گوئی اور اردو میں نعت گوئی کے چند گوشے کا دے دیا گیا ہے۔ (ش۔ا)

☆ ''برصغیر پاک وہند میں عربی نعتیہ شاعری'' پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی کا تحقیقی مقالہ ہے۔ جس پر فاضل مقالہ نگار کو پنجاب یونیورسٹی لاہور سے پی ایچ ڈی کی سند تفویض ہوئی۔ مصنف نے مستند مصادر و مراجع سے بھرپور استفادہ کیا ہے اور کوئی بات بلاتحقیق نہیں لکھی۔ اس مقالے میں 3450 سے زاید حوالے اور حواشی موجود ہیں۔ یہ مقالہ ہمارے اسلامی ادب میں عربی نعتیہ شاعری کے حوالے سے بے پناہ اہمیت کا حامل ہے۔ بلاشبہ اس مقالے کے ذریعے برصغیر میں علم وادب کے بہت سے گوشے پہلی بار منظر عام پر آئے ہیں۔ ڈاکٹر اسحاق قریشی ادب شناس، عربی شناس اور نعت شناس انسان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف نے اپنے موضوع کا حق ادا فرمایا ہے۔

ڈاکٹر اسحاق قریشی کا تحقیقی مقالہ 1000 صفحات پر مشتمل ہے۔ عام کتابی انداز سے بڑے سائز یعنی یہ مقالہ

17x27=8 میں شائع ہوا ہے۔دسمبر 2002ء میں اسے مرکز معارف اولیاء محکمہ اوقاف حکومت پنجاب نے شائع کیا ہے۔

واضح رہے کہ مولانا شاہ محمد تبریزی نے بھی 2008ء میں ''عہد نبوی کی نعتیہ شاعری'' کے موضوع پر پی ایچ ڈی کا مقالہ پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری کی نگرانی میں شروع کیا۔ بعدازاں یہ مقالہ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی معاونت میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی کا یہ مقالہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ فاضل مقالہ نگار کا یہ کام راقم کی نظر سے گزرا ہے۔سات ابواب پر مشتمل یہ مقالہ دیگر ذیلی عنوانات کے تحت بہت ضخیم ہے۔عہد نبوی کی نعتیہ شاعری پر مشتمل اس مقالے کو ضرور شائع ہونا چاہیے تاکہ نعتیہ ادب میں ایک اور گراں قدر اور لائق توجہ مقالہ کا اضافہ ہو سکے۔(ش۔ا)

☆ ''حمد و نعت کی بہاریں'' حفیظ تائب کا ایک مستقل سالانہ سلسلہ تھا۔ جسے وہ ہر سال ترتیب دیتے تھے۔پھر وہ اسے نئے سال کے شروع میں شائع کیا کرتے تھے۔انہوں نے چند سال کے یہ سلسلے مجھے روانہ کئے تھے۔جسے میں نے مختلف رسائل و جرائد میں شائع بھی کیا تھا۔حمد و نعت کی بہاریں کا یہ سلسلہ مجلہ ''لیلۃ النعت'' کراچی کے شمارہ نمبر 12، 2002ء میں بھی شائع ہوا تھا۔لیلۃ النعت کراچی کے مجلہ میں اس کا عنوان ''2002 عیسوی میں حمد و نعت کی بہاریں'' ہے۔(ش۔ا)

☆ نور احمد میرٹھی ''غیر مسلموں کی نعتیہ شاعری'' کے حوالے سے پہچانے جاتے تھے۔انھوں نے غیر مسلموں کی نعتیہ شاعری کے علاوہ غیر مسلموں کی حمدیہ اور رثایہ شاعری پر بھی قابل قدر کام کیے۔یہی وجہ ہے کہ ان کی خدمات اس شعبے میں ایک سند کا درجہ رکھتی ہے۔نور میرٹھی کے یہ کام صدیوں یاد رکھے جائیں گے۔

☆ ''گلبانگ وحدت'' نور احمد میرٹھی کا مرتب کردہ ''غیر مسلم شعرا کا حمدیہ تذکرہ'' ہے۔جس میں سلیقہ مندی اور نفاست کی کارفرمائی ہے۔سرورق منفرد، جاذب نظر اور پرکشش ہے،گل بانگ وحدت'' معنوی حوالے سے بھی بہت مستند ہے۔غیر مسلم شعراء کے حوالے سے نور احمد میرٹھی نورِ سخن (انتخاب نعت) اور غیر مسلم شعراء کا عالمی تذکرہ بہر زماں بہر زباں (صلی اللہ علیہ وسلم) پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔گلبانگ وحدت میں 211 شعرا و شاعرات کا تذکرہ و حمدیہ منظوم کلام شامل ہے۔نور میرٹھی نے کتاب کی معنویت بڑھانے میں اپنے سابقہ تجربات و مشاہدات کا بھرپور استعمال کیا ہے۔غیر مسلم شعراء کی فکری رنگت و رنگ وحدت دیکھ کر طمانیت محسوس ہوتی ہے۔حمدیہ تذکرہ نگاری میں ایک وقیع اور یادگار تذکرے کا اضافہ ہو چکا ہے۔جسے ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔(ش۔ا)

32۔ شوکت زریں چغتائی ڈاکٹر، اردو نعت کے جدید رجحانات بزم تخلیق ادب پاکستان' کراچی 2011ء ص384

☆ ''اردو نعت کے جدید رجحانات'' ڈاکٹر شوکت زریں چغتائی کا تحقیقی مقالہ ہے شعبۂ نعت میں یہ کسی خاتون کا غالباً سب سے پہلا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جس پر انھیں ''ڈاکٹریٹ'' سے نوازا گیا ہے۔یہ مقالہ 13 ابواب پر مشتمل ہے۔ایک خاتون خانہ کے حوالے سے یہ کام سراہا جانے کے قابل ہے یہ مقالہ ڈاکٹر نجم الاسلام کی نگرانی میں مکمل ہوا 9 جون 2009ء کو محترمہ کا انتقال حیدرآباد سندھ میں ہو چکا ہے۔یہ مقالہ ان کے انتقال کے دو سال بعد شائع ہوا ہے۔اس مقالے میں تصحیح خوانی کی بہت اغلاط ہیں۔جس سے کہیں کہیں نفس مضمون بھی متاثر ہو رہا ہے۔اگر ڈاکٹر صاحبہ بقید حیات ہوتیں تو شاید اتنی زیادہ اغلاط اس مقالے میں شامل نہیں ہو سکتی تھیں۔

بیدل لائبریری بہادر آباد کراچی کی اہم اور یادگار لائبریری سے یہ کتاب مجھے مطالعہ کے لیے دستیاب ہوئی ہے۔ برادرم طاہر قریشی کا ممنون ہوں کہ انھوں نے مجھے اس لائبریری تک پہنچایا۔ اس کے بہت محترم لائبریرین محمد زبیر صاحب اور امان صاحب دونوں آنے والے محققین کے لیے دیدہ و دل فرش راہ کیے رہتے ہیں۔ بیدل لائبریری میں ایک گوشہ صبیح رحمانی کے نام سے بھی موجود ہے جس میں بڑی تعداد میں کتب نعت کی موجود ہیں۔ صبیح رحمانی کی یہ منفرد کاوش نعت ریسرچ سینٹر کراچی کے علاوہ ہے۔(ش۔ا)

33 شاعر، حمایت علی عقیدت کا سفر ناشر: دنیائے ادب الفلاح سوسائٹی کراچی، 1999ء ص 242

34 مفیض، گوجرانوالہ سہ ماہی نعت نمبر (مدیر اعلیٰ) محمد اقبال نجمی، جلد نمبر 15 شمارہ نمبر 24، 2005ء ص 516

35 مفیض گوجرانوالہ ص 517

36 شام وسحر، لاہور، ماہنامہ (پہلا نعت نمبر) (مدیر اعلیٰ) شیخ صفدر علی، جلد نمبر 7، شمارہ نمبر 2-1 جنوری۔ فروری 1981ء۔ 400 ص

37 شام وسحر، لاہور، ماہنامہ (دوسرا نعت نمبر) (مدیر اعلیٰ) شیخ صفدر علی، جلد نمبر 8، شمارہ نمبر 2-1، جنوری فروری 1982ء ص 416

38 شام وسحر، لاہور، ماہنامہ (تیسرا نعت نمبر (مدیر اعلیٰ) شیخ صفدر علی، جلد نمبر 9، شمارہ نمبر 2-1، جنوری، فروری 1983ء، ص 360

39 شام وسحر، لاہور، ماہنامہ (چوتھا نعت نمبر) (مدیر اعلیٰ) شیخ صفدر علی، جلد نمبر 11، شمارہ نمبر 2، جنوری فروری 1985ء، ص 392

40 شام وسحر، لاہور، ماہنامہ (پانچواں نعت نمبر) (مدیر اعلیٰ) شیخ صفدر علی، جلد نمبر 12، شمارہ نمبر 2-1 جنوری، فروری 1986ء ص 380

41 شام وسحر، لاہور، ماہنامہ (چھٹا نعت نمبر) (مدیر اعلیٰ)، شیخ صفدر علی، جلد نمبر 13، شمارہ نمبر 2-1، جنوری فروری 1987ء، ص 668

42 نقوش، لاہور، رسول نمبر (جلد دہم) (مدیر) محمد طفیل، شمارہ نمبر 130، جنوری 1984ء ص 756

☆۶ نقوش، رسول نمبر کی یوں تو مکمل 13 جلدیں منثور نعت کا عظیم و منفرد خزانہ ہیں۔ مگر یہ دسویں منظوم جلد عام طبع شدہ، انتخابی مجموعہ ہائے نعت سے قدرے مختلف ہے۔ اس میں وہ سب کچھ موجود ہے۔ (اس دور کے لحاظ سے) جس سے آج تک نعتیہ ادب محروم رہا اور بجا طور پر اس نقوش رسول نمبر کو نثر و نظم ہر دو شعبہ جات میں نعت رسول کا مستند مجموعہ کہا جا سکتا ہے۔(ش۔ا)

43 نعت لاہور ماہنامہ (مدیر) راجا رشید محمود جلد نمبر 1 شمارہ نمبر 1 جنوری 1988ء ص 112

☆ ماہنامہ نعت لاہور کا یہ سب سے پہلا شمارہ "حمد باری تعالیٰ" کے عنوان سے جنوری 1988ء میں شائع ہوا۔ راجا رشید محمود کی ادارت میں ماہنامہ نعت لاہور کا سفر 24 سال گزرنے کے باوجود انتہائی کامیابی سے جاری ہے۔ ماہنامہ نعت لاہور راجا رشید محمود کی گراں قدر نعتیہ خدمات کا آئینہ دار ہے۔ ماہنامہ نعت لاہور نے برسوں بہت معیاری اور لازوال کام کیے۔ مگر آج کل ماہنامہ نعت لاہور یکسانیت کا شکار ہے۔ اس کی

روایت سابقہ اب دیکھنے کو نہیں ملتی تاہم اب بھی ماہنامہ نعت لاہور سے بہت امیدیں وابستہ ہیں۔(ش۔ا)

☆ ''اردو کے صاحب کتاب نعت گو'' راجا رشید محمود کا ایک قابل ذکر اولین نعتیہ کتابی تذکرہ ہے۔جس میں 324 شعرا کے 488 مجموعہ ہائے نعت کے بارے میں بنیادی اور اہم تفصیلات دی گئی ہیں۔متذکرہ ہر شاعر کی کتاب سے پانچ پانچ مطلعے بطور نمونہ دیے گئے ہیں۔جس سے شاعر کی فکر اور قدرت شعر کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔اردو کے صاحب کتاب نعت گو کے چار حصے مختلف اوقات میں ماہنامہ نعت،لاہور کی اشاعتوں میں شائع ہوئے۔اس سلسلے کا آخری حصہ جولائی 1990 میں شائع ہوا۔ یہ تذکرہ 448 صفحات پر مشتمل ہے۔تذکرہ کی ترتیب حروف تہجی کے انداز میں ہے۔

☆ ''خواتین کی نعت گوئی'' ماہنامہ نعت لاہور کی خصوصی اشاعت ہے جس میں راجا رشید محمود نے 229 نعت گو خواتین کا تذکرہ جامع اور معلوماتی انداز میں کیا ہے۔اس تذکرہ کی نمایاں خوبیوں میں اہم حوالوں سے مزین 28 صفحات کا تحقیقی مقدمہ، مدیر کی شعبہ نعت سے قوی وابستگی اور بنیادی معلومات کا آئینہ دار ہے جس میں 42 حواشی و تعلیقات بھی معلومات کا سبب ہیں۔''خواتین کی نعت گوئی'' کا یہ تذکرہ 448 صفحات پر مشتمل ہے۔اگر خواتین کی نعتیہ شاعری سے متعلق کافی معلومات درکار ہوں تو اس تذکرہ کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔(ش۔ا)

☆ راجا رشید محمود نے ''غیر مسلموں کی نعت گوئی'' کے حوالے سے بھی خاطر خواہ کام کیا ہے۔ماہنامہ ''نعت'' لاہور کی یہ اشاعت خصوصی نومبر 1995ء میں شائع ہو چکی تھی۔جب کہ بعد میں 1996ء میں نور احمد میرٹھی کا غیر مسلموں کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے شائع ہونے والا عالمی تذکرہ بہر زماں بہر زباں شائع ہوا تھا۔راجا رشید محمود نے غیر مسلموں کی نعت گوئی کے سلسلے میں تحقیق نعت کا باب رقم کیا ہے۔''غیر مسلموں کی نعت گوئی'' میں 189 ہندوؤں، 16 سکھوں، 4 عیسائیوں اور 7 مرزائیوں کی نعت گوئی کا ذکر کیا ہے۔اس تذکرہ کا محاکمہ و تجزیہ، مقدمہ اور دیباچہ وافر معلومات کا ذریعہ ہیں۔(ش۔ا)

☆ ماہنامہ ''نعت'' لاہور جنوری 1988ء سے راجا رشید محمود کی سرپرستی و ادارت میں آب و تاب کے ساتھ جاری ہے۔ماہنامہ نعت لاہور کے ساتھ شعبہ نعت کے کئی اہم افراد شامل ہیں۔جن کے تحریر کردہ پر مغز مقالات اردو کے نعتیہ ادب میں فقید المثال کارنامے ہیں۔اس کے علاوہ دیگر حضرات نے ماہنامہ نعت لاہور کے کئی اہم شمارے بھی راجا رشید محمود کی نگرانی میں ترتیب دیے ہیں۔ماہنامہ نعت لاہور کے خصوصی شمارے مرتب کرنے والوں کا نام صرف ایک مرتبہ موجودہ شمارہ میں تو ضرور شامل ہوتا ہے۔مگر ماہنامہ نعت کی مسلسل شائع ہونے والی فہرست میں ان کے نام کہیں نظر نہیں آتے۔جس کی تشنگی اکثر محسوس کی جاتی ہے۔اگر راجا صاحب ''ضلع اٹک کے نعت گو'' مرتبہ صابر حسین شاہ بخاری اور اسی طرح دیگر مرتبین کے نام شائع فرما دیا کریں تو اس کام کی اہمیت اور بھی دوچند ہو سکتی ہے مزید افراد اس کام کی جانب اپنی خدمات پیش کر سکتے ہیں۔(ش۔ا)

44۔ ''اوج'' لاہور، مجلہ (نعت نمبر 1 اور 2) ترتیب و تدوین آفتاب احمد نقوی/ڈاکٹر 93-1992ء ص 720

45۔ اوج، لاہور، مجلہ (نعت نمبر 1) (ترتیب و تدوین) ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی، (گورنمنٹ ڈگری کالج شاہدرہ) جلد اول 93-1992ء، ص 720

☆ ڈاکٹر انعام الحق کوثر مرحوم نے بلوچستان کے حوالے سے بہت قابل قدر نعتیہ کام متعارف کروائے ہیں۔ ان کا سب سے اہم کارنامہ ’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک بلوچستان میں‘‘ ہے۔ 1983ء میں اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور نے اسے شائع کیا ہے۔ 432 صفحات پر مشتمل یہ کتاب اپنے موضوع کا حق ادا کرتی نظر آتی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد اردو نعت کے ارتقائی رفتار میں تیزی آئی اور بلوچستان بھی نعت گوئی سے فیض یاب ہوا۔ بلوچستان میں مروجہ زبانوں یعنی براہوی، بلوچی، پشتو، فارسی اور اردو کے قدیم و جدید شعراء ثنائے خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہمیشہ مصروف عمل رہے، ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی یہ کتاب انہی کیفیات اور حقائق کو مدلل اور تحقیقی انداز میں پیش کر رہی ہے۔(ش۔ا)

46 وفا، راشدی ڈاکٹر، بنگال میں اردو (تذکرہ) ناشر، مکتبہ اشاعت اردو حیدر آباد (سندھ) بار اول جنوری 1955، ص296

وفا راشدی، ڈاکٹر، تذکرہ علمائے سندھ، ناشر: مکتبہ اشاعت اردو ملیر کراچی، بار اول 2000ء ص232
ڈاکٹر وفا راشدی کی کتاب تذکرہ علمائے سندھ کے آخری صفحہ 232 پر ’’مطبوعہ تصنیفات و تالیفات......ڈاکٹر وفا راشدی کی فہرست میں ’’کیف و عرفاں‘‘ 1961ء کا بھی پتہ چلتا ہے۔’’کیف و عرفاں، حمد، نعت، مناقب کا روح پرور گلدستہ‘‘ والی عبادت درج ہے۔(ش۔ا)

☆ ڈاکٹر عاصی کرنالی مرحوم اردو نعتیہ ادب کے وہ دوسرے خوش نصیب پاکستانی تھے کہ جنھوں نے ’’اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر‘‘ کے عنوان سے پی ایچ ڈی کے لیے مقالہ لکھا۔ ’’ڈاکٹریٹ‘‘ کے لیے لکھا جانے والا یہ مقالہ اقلیم نعت کراچی نے 2001ء میں شائع کیا۔ پانچ ابواب پر مشتمل یہ مقالہ حجم اور وزن زیادہ ہونے کے باوجود توجہ حاصل نہ کر سکا۔ موصوف کی خوشامدانہ تحریر کا رنگ مقالے پر بھی غالب رہا۔ ڈاکٹر صاحب نے اردو کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے کتابی صورت میں بہت خدمات انجام دی ہیں۔ جس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی نعتیں اور نعتیہ شعری مجموعہ آج بھی توجہ کا باعث ہیں۔(ش۔ا)

47 جعفر بلوچ، پروفیسر، بیعت ناشر: یونیورسل بکس 40، اردو بازار، لاہور، 1989ء ص112

پروفیسر جعفر بلوچ مرحوم معروف نعت گو شعراء کی صف میں شامل تھے۔ ’’اردو شاعری میں حمد و مناجات‘‘ کے موضوع پر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے پی ایچ ڈی کر رہے تھے۔ موضوع بہت اہم اور اہمیت کا حامل تھا مگر موصوف اس موضوع پر پی ایچ ڈی نہ کر سکے۔(ش۔ا)

48 فیروز شاہ، محمد، پروفیسر، باوضو آرزو، ناشر پنڈی اسلام آباد سوسائٹی، راولپنڈی 2004ء ص120

49 نجمی، محمد اقبال، آپ کی باتیں، ناشر، فروغ ادب اکادمی گوجرانوالہ، 1988ء ص64

☆ محمد اقبال نجمی فروغ ادب اکادمی گوجرانوالہ کے روح رواں ہیں۔ متعدد حمد و نعت کی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ تمام صلاحیتیں ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فروغ کے لیے بروئے کار لائی جا رہی ہیں۔ سہ ماہی مفیض، گوجرانوالہ کے کئی خصوصی نمبر شائع کر چکے ہیں۔ مفیض حمد نمبر 1، مفیض حمد نمبر 2، مفیض نعت نمبر 1 اور مفیض ’’نعت تبصرہ نمبر‘‘ 2008ء اس حوالے سے سرفہرست ہیں۔

☆ ڈاکٹر شبیر احمد قادری شعبۂ نعت کے متحرک خدمت گزار ہیں۔ متعدد ذرائع اور حوالے سے نعتیہ خدمات

انجام دے رہے ہیں۔تمام حوالے شعبۂ نعت سے ہی منسلک ہیں۔"حافظ لدھیانوی کی نثر اور شاعری" کے موضوع پر 2007ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبۂ اُردو سے پی ایچ ڈی کر چکے ہیں۔ یہ مقالہ پاکستان کے سب سے پہلے نعتیہ پی ایچ ڈی کرنے والے خوش نصیب پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید (اردو میں نعت گوئی 1990ء) کی نگرانی میں مکمل ہوا۔ ڈاکٹر شبیر قادری کا یہ مقالہ حافظ لدھیانوی کی شخصیت وخدمات کے لحاظ سے ایک نایاب دستاویز ہے۔سات ابواب پر مشتمل یہ اہم اور قابل ذکر مقالہ ابھی تک تشنۂ طبع ہے۔

☆ پروفیسر محمد سلیم چوہدری نے "شعرائے امرتسر کی نعتیہ شاعری" کے عنوان سے ایک تذکرہ مرتب کیا ہے۔ 336 صفحات پر مشتمل یہ تذکرہ، 1996ء میں مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور سے شائع ہوا۔ پروفیسر سلیم چوہدری تاریخ کے استاد تھے۔گورنمنٹ کالج راوی روڈ شاہدرہ لاہور سے وابستگی رہی۔ موصوف خود تو پاکستان میں پیدا ہوئے مگر ان کے آباؤ اجداد کا تعلق امرتسر سے تھا۔انھوں نے امرتسر کے علمی و ادبی کارناموں کے جائزے کا آغاز نعت جیسی بابرکت صنف سے کیا ہے۔مدحت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے شعرائے امرتسر کی نعتیہ شاعری ایک مستند تذکرہ ہے۔جسے نعتیہ ادب میں قرار واقعی اہمیت حاصل ہے۔(ش۔ا)

50 اوج، لاہور، مجلہ (گورنمنٹ ڈگری کالج شاہدرہ) (نعت نمبر 2) (ترتیب وتدوین) ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی، جلد دوم، 93-1992ء، ص 736

51 تابش صمدانی برگ ثنا، ناشر، خلیل صمدانی اکادمی ملتان 1988ء، ص 128
تابش صمدانی مرحبا سیدی ناشر، خلیل صمدانی اکادمی ملتان 2002، ص 160

52 آسی، محمد حسین، پروفیسر، نغمات میلاد، ناشر: مکتبہ نقش لاثانی شکر گڑھ، سن ندارد، ص 80

53 نوری محمد محب اللہ، صاحبزادہ، ارمغان محبت، ناشر: فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور اوکاڑا، جون 2009، ص 144
نور الحبیب، بصیر پور، ماہنامہ (مدیر اعلیٰ) صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری، جلد نمبر 19، شمارہ نمبر 1، جنوری 2007ء، ص 96

☆ حکیم محمد یحییٰ خان شفا کا یہ مضمون "عربی زبان میں نعتیہ کلام" اس سے پہلے نقوش، لاہور، رسول نمبر، جلد دہم صفحہ 121 تا 145 میں بھی شائع ہو چکا ہے۔اوج، لاہور، کے اس نعت نمبر 2 میں اسے من وعن شائع کیا گیا ہے۔(ش۔ا)

☆ "پنجابی نعت" (تحقیقی تے تنقیدی جائزہ) ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی مرحوم کا تحقیقی مقالہ ہے، جس پر مقالہ نگار کو پنجاب یونیورسٹی لاہور نے "ڈاکٹریٹ" کی سند سے نوازا ہے۔ پاکستان پنجابی ادبی بورڈ 17/15 آؤٹ فال روڈ لاہور نے اسے پہلی مرتبہ نومبر 2005ء میں شائع کیا۔یہ تحقیقی مقالہ محکمہ اطلاعات، ثقافت یوتھ افیئرز اور اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد کی مالی معاونت سے اشاعت پذیر ہوا۔نو ابواب پر مشتمل یہ مقالہ 384 صفحات پر مشتمل ہے۔ شاید صفحات کم کرنے کی وجہ سے اسے اخباری انداز میں شائع کیا گیا ہے۔ پنجابی زبان میں لکھا جانے والا یہ مقالہ "پنجابی نعت" کے حوالے سے تحقیقی علمی اور تنقیدی جائزہ بنیادی معلومات کا خزینہ ہے جب کہ اس میں نعت کے کلی وجزوی موضوعات بھی زیر بحث آئے ہیں۔یہ مقالہ پنجابی زبان میں تحریر ہے۔(ش۔ا)

☆ اوج لاہور مجلہ میں مختلف زبانوں کے حوالے سے یہ نعتیہ کوشش مثالی ہے۔اس حصے میں پاکستان کے

علاوہ دیگر بین الاقوامی زبانوں میں ہونے والی نعتیہ شاعری کے نمونے دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔مختلف زبانوں کا یہ حسین گلدستہ نعت بارگاہ رسالت سے اپنے قوی تعلق کی واضح دلیل ہے۔اس قدر ملکی اور بین الاقوامی زبانوں کی نعتیہ شاعری کے نمونے کہیں اور دستیاب نہیں،صرف یہ اعزاز بھی اوج، لاہور، کے نعت نمبروں کو ہی حاصل ہے۔(ش۔ا)

☆ ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی نے ''سندھی میں نعتیہ شاعری'' کے موضوع پر کتاب مرتب کی، جسے اگست 1980ء میں سندھی ادبی اکیڈمی لاڑکانہ سندھ نے شائع کیا ہے۔304 صفحات پر مشتمل یہ کتاب سندھی کی نعتیہ شاعری کا ابتدائی اور بہترین جائزہ ہے۔ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی نے اسے تحقیقی انداز سے ترتیب دیا ہے۔کاش کہ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی شائع ہوجاتا تو اس کتاب کی اہمیت مزید دوچند ہوجاتی۔سندھی میں نعتیہ شاعری کی اس کاوش سے اردو داں طبقہ بھی فیض حاصل کرسکتا تھا۔(ش۔ا)

54 نعت رنگ، کراچی، کتابی سلسلہ(مرتب)صبیح رحمانی، شمارہ نمبر 1، اپریل 1995ء، ص 336

55 شارق، شفیق الدین، نزول، ناشر اقلیم نعت کراچی، 1999ء، 144 ص

☆ سید صبیح الدین صبیح رحمانی کا مرتب کردہ اہم انتخاب ''ایوان نعت'' کے نام سے 1993ء میں ممتاز پبلشرز اردو بازار کراچی سے شائع ہوا تھا۔جس میں دبستان کراچی کی فروغ نعت میں خدمات کے جائزے اور زندہ شعراء کی نعتیں شامل ہیں۔ایوان نعت میں غزل، نظم، رباعی، ہائیکو اور آزاد نعتیہ نظمیں بھی موجود ہیں۔حیدر آباد(سندھ)، ملتان، سرگودھا اور لاہور سے بھی اس نوعیت کے انتخاب نعت شائع ہوچکے ہیں۔صبیح رحمانی کا مرتب کردہ ''ایوان نعت'' ایک تحریک بھی ہے اور ایک تحریک کا آغاز بھی۔ایوان نعت صرف ایک نعتیہ انتخاب ہی نہیں بلکہ یہ دبستان کراچی کی جانب سے ایک عمدہ مثال اور ایک مستند حوالہ بھی ہے جسے ہم بجا طور سے ایک نمایندہ انتخاب کہہ سکتے ہیں۔(ش۔ا)

56 قادری، شبیر احمد، ڈاکٹر، نعت رنگ اہل علم کی نظر میں، ناشر: نعت ریسرچ سینٹر، نارتھ کراچی 2009ء، ص 496

☆ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی ''اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی'' کے موضوع پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ چکے ہیں۔جسے 2008ء میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی نے بہت اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔9 ابواب پر منقسم یہ تحقیقی مقالہ 680 صفحات پر مشتمل ہے۔فاضل مقالہ نگار نے اردو کی نعتیہ شاعری کا بنظر غائر مطالعہ کیا۔بعدازاں اردو نعت کی تاریخ میں نعت نگاری کی حیثیت سے امام احمد رضا بریلوی کے مقام کا تعین کیا ہے جس میں فاضل بریلوی کی نعت گوئی کے انفرادی خدوخال اور ادبی مقام کو واضح کیا ہے۔(ش۔ا)

57 گوہر ملسیانی، عصر حاضر کے نعت گو، ناشر: گوہر ادب پبلی کیشنز، صادق آباد 1983ء، ص 272

☆ ''حمد و نعت کی بہاریں'' حفیظ تائب کا سال بہ سال شائع ہونے والا ایک مختصر مگر جامع تذکرہ ہے۔جس میں ہر سال نئی آنے والی نعتیہ کتب کا خیر مقدم اور استقبال کیا جاتا تھا۔حفیظ تائب معروف نعت گو اور کامیاب تحقیق نگار تھے۔ان کے مرتب کردہ تمام کام شعبہ نعت کا قیمتی اثاثہ ہیں۔حفیظ تائب اس تذکرے میں کم لکھ کر بہت زیادہ معلومات فراہم کردیتے تھے۔یہ خاصہ صرف انہی کا تھا جو ان کے ساتھ ہی رخصت ہوگیا۔(ش۔ا)

اخبارِ نعت

فروغ نعت کے یہ صفحات نعتیہ ادبی تقریبات کی رپورٹنگ کے لیے مخصوص ہیں جس کا مقصد قارئین کونعتیہ ادبی تقریبات کی رودادوں سے آگاہ کرنا اوراس قسم کی تقریبات کے انعقاد کی ترغیب دینا ہے اگر آپ کے علاقہ میں کوئی ایسی تقاریب منعقد ہوتی ہیں تو ان کی مختصر مگر جامع روداد لکھ بھیجئے ہمیں شائع کر کے خوشی محسوس ہوگی۔ نعتیہ دواوین اور مجموعوں کی خبریں بھی شائع کی جائیں گی ۔۔۔ ادارہ

========================

حضرت نذر صابری کی رحلت پر محفل نعت اسلام آباد کی قرار دادِ تعزیت

رپورٹ (عرش ہاشمی) اردو اور فارسی کے قادر الکلام شاعر اور فروغ نعت میں بھرپور کردار ادا کرنے والے بزرگ شاعر جناب نذر صابری مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ خوانی اور دعائے بلندیٔ درجات نعتیہ ادبی تنظیم محفلِ نعت اسلام آباد کے اجلاس منعقدہ 21 دسمبر 2013ء میں کی گئی۔سیکرٹری محفلِ نعت عرشؔ ہاشمی نے نذرؔ صابری کی دیرینہ ادبی خدمات اور فروغِ نعت اٹک کے اجراء میں آپ کی دلچسپی اور تعاون کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ نذرؔ صابری مرحوم کا شمار اردو اور فارسی کے بزرگ شعراء میں ہوتا ہے اور انھوں میں اٹک میں رہتے ہوئے علم و ادب اور خصوصاً نعتیہ ادب کے لیے اپنے آپ کو وقف کیا ہوا تھا۔ آپ کا نعتیہ مجموعہ "واماندگیٔ شوق" کے نام سے شائع ہو چکا تھا۔محفل نعت کے شرکائے اجلاس نے آپ کی مغفرت اور بلند درجات کے لیے دعا کی۔اس موقعہ پر اجلاس نے لاہور میں ایک روز پیشتر انتقال کر جانے والے معروف نعت گو اور علمی و دینی شخصیت، پیرزادہ اقبال فاروقی مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے بھی فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی۔اراکین محفل نعت اسلام آباد محفلِ شعر و ادب اٹک کے احباب کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔اللہ تعالیٰ مرحوم کے پسماندگان اور احباب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔آمین۔

نذر صابری کی یاد میں (کاروان قلم اٹک) کا تعزیتی ریفرنس

(رپورٹ نزاکت علی نازک) ۵ جنوری ۲۰۱۴ کو ٹی ایم اے ہال اٹک میں صبح دس بجے مقامی ادبی تنظیم کاروان قلم اٹک کے زیر اہتمام ممتاز نعت گو شاعر جناب نذر صابری مرحوم کی یاد میں ایک تعزیتی ریفرنس کا انعقاد کیا گیا۔اجلاس کی صدارت پروفیسر ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر نے کی جبکہ نظامت کے فرائض نزاکت علی

نازک نے ادا کیے۔تلاوت کلام پاک کی سعادت حافظ محمد بدر عالم نے حاصل کی جب کہ نعت رسول مقبول سید بلال شاہ نے پیش کی۔اجلاس میں علما، ادبا، شعرا، وکلا اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے بھرپور شرکت کی۔جناب نذر صابری کے صاحبزادگان بھی شریک محفل تھے۔شرکائے محفل نے جناب نذر صابری کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے انکی علمی ادبی اور فروغ نعت کے لیے کی جانے والی بھرپور کاوشوں کا تذکرہ کیا۔اور جناب نذر صابری کے لیے منظوم خراج عیدت کے علاوہ انکی علمی ادبی خدمات پر بھرپور مقالے پڑھے گئے اور تقاریر کی گئیں۔مقررین، مقالہ نگاروں اور منظوم خراج عقیدت پیش کرنے والوں میں پروفیسر عاشق حسین، پروفیسر حافظ بنارس، پروفیسر سعید احمد، پروفیسر نصرت بخاری، میاں محمد اکرم ایڈوکیٹ، شیخ احسن الدین ایڈووکیٹ، پروفیسر ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد، سید شاکر القادری مدیر سہ ماہی فروغ نعت اٹک اور صدر محفل پروفیسر ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر شامل ہیں۔

جناب نذر صابری کی رحلت پر پاکستان قرات ونعت کونسل اور فروغ نعت اکیڈمی اٹک کی تعزیت

(رپورٹ محمد عارف قادری، عاصم ایوب قادری) پاکستان قرات ونعت کونسل کے بانی و چیرمین صاحبزادہ سید منظور الکونین اقدس اور اراکین نعت کونسل نے ممتاز شاعر ادیب، محقق، مورخ اور انشا پرداز حصرت نذر صابری کی وفات حسرت آیات کو ایک عظیم قومی وملی نقصان قرار دیا ہے انہوں جناب نذر صابری کی علمی ادبی خدمات کو سراہا بالخصوص فروغ نعت کے لیے ان کے بھرپور کردار کا ذکر کیا اور ان کی مغفرت کے لیے دعا کی گئی اور ان کے لواحقین سے اظہار تعزیت کیا گیا اسی طرح فروغ نعت اکیڈمی اٹک کے سرپرست سید شاکر القادری، نعتیہ ڈائریکٹر سید بلال، سیکرٹری عاصم ایوب قادری کے علاوہ امجد عباسی، اظہر عباسی، نعیم اختر، محمد اسلم، محمد انور، حارث مجید، سعید الرحمن، اور دیگر تمام اراکین نے جناب نذر صابری کے لیے دعائے مغفرت کی اور ان کے لواحقین پس ماندگان اور ان کے چاہنے والوں سے اظہار تعزیت وہمدردی کیا ہے۔

محفلِ نعت و ذکرِ حسین ؓ

رپورٹ: افتخار حسین کریمی سیکریٹری (نشرواشاعت) پاکستان قرآت ونعت کونسل واہ کینٹ ڈویژن کے زیرِ اہتمام محفلِ ذکرِ حسین ؓ مورخہ 28-11-2013 کو ابو ہریرہ ؓ مسجد واہ کینٹ میں منعقد ہوئی۔ محفل کی صدارت جناب حاجی محمد اقبال صاحب نے کی۔محفل کی سرپرستی بانی و چیئرمین، پاکستان قرآت و نعت کونسل جناب صاحبزادہ سید منظور الکونین اقدسؔ صاحب فرمارہے تھے۔مہمانِ اعزاز جناب حاجی محمد

حنیف نازش قادری صاحب تھے۔محفلِ پاک میں واہ کینٹ سے تعلق رکھنے والے تمام نعت خواں وشعراء کرام نے شرکت کی۔محفل کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلامِ پاک سے ہوا جس کی سعادت عالمی شہرت یافتہ قاری جناب قاری محمد امین مجددی صاحب نے حاصل کی۔جن نعت خواں حضرات اور شعراء کرام نے بارگاہِ رسالت اور بارگاہِ امام حسینؓ میں ہدیہ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ان کے اسماء یہ ہیں:
صاحبزادہ سید منظور الکونین شاہ صاحب، حاجی محمد حنیف نازش قادری، صاحبزادہ سید زبیب مسعود شاہ، عبدالرشید بھٹی کریمی، قاری محمد رفیق نقشبندی، محمد اشرف شہزاد، عثمان ناعم، محمد عارف قادری، محمد آصف قادری، شرافت علی قادری، شاہد الرحمان صابری، حافظ شاکر شہزاد، افتخار حسین اظفر کریمی، حافظ حسیب نقشبندی اور ارسلان اقبال کریمی۔
صاحبزادہ سید منظور الکونین شاہ صاحب اور سید زبیب مسعود شاہ کی پُرسوز آواز نے سماں باندھ دیا۔

محفل نعت اسلام آباد کی سالانہ محفل مسالمہ اور نعتیہ مشاعرہ

اسلام آباد(عرش ہاشمی، سیکرٹری محفل نعت) حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء نے دین اسلام اور کلمۂ حق کی سربلندی کے لیے عظیم الشان قربانی پیش کی جس کی نظیر رہتی دنیا تک پیش نہیں کی جا سکتی۔اہل دنیا اور عارضی حکومت و دولت کی خاطر شہدائے کربلا پر مظالم ڈھانے والوں کا نام بھی تاریخ کے صفحات میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا اور اہلِ ایمان ہمیشہ حق کا پرچم سربلند رکھنے پر امام حسین اور آپ کے رفقاء کو خراجِ تحسین پیش کرتے رہیں گے۔ان خیالات کا اظہار اہلِ علم حضرات اور نعت گو شعراء نے سالانہ محفل مسالمہ و نعتیہ مشاعرہ میں کیا جس کا اہتمام معروف ادبی تنظیم محفل نعت نے کیا تھا۔تقریب کے میزبان محفل نعت کے صدر پروفیسر ڈاکٹر احسان اکبر تھے جبکہ صدارت شاعر ادیب اور ماہر تعلیم پروفیسر جلیل عالی نے کی، سیکرٹری محفل نعت عرش ہاشمی نے نظامت کے فرائض انجام دیے حافظ نور احمد قادری کی تلاوت کلام پاک کے بعد جن شعرا نے بارگاہ رسالت اور بارگاہ امام عالی میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:
پروفیسر جلیل عالی، پروفیسر ڈاکٹر احسان اکبر، محمد حنیف نازش قادری، رشید ساقی، نسیم سحر، شرف الدین شامی، عثمان ناعم، ڈاکٹر محمد نعیم غازی، ڈاکٹر عزیز فیصل، سید محمد حسن زیدی، محسن شیخ، محمد عارف قادری، علی احمد قمر، حافظ نور احمد قادری، عبدالقادر تاباں، جنید نسیم سیٹھی، محمد آصف قادری، احمد محمود الزماں، اسلم ساگر، بیدل جونپوری، اور ناظم مسالمہ ومشاعرہ عرش ہاشمی شامل ہیں۔

انتقاد و تاثرات

یہ صفحات قارئینِ فروغ نعت کی آرا، مشوروں اور تاثرات و انتقاد کے لیے مخصوص ہیں۔ کسی بھی نقد سے ادارے کو اتفاق یا اختلاف نہیں۔ ماہرینِ فن کی آرا اور مشورے ہمیشہ فن کی جلا کا باعث ہوتے ہیں ہمارا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ نعت گوئی میں بہتر رجحانات کو فروغ دینا ہے، کسی رائے سے عدم اتفاق کی صورت میں آپ ہمیں لکھ بھیجئے ہم آپ کی رائے بھی عزت و احترام سے شائع کریں گے۔ ادارہ

==========================

جناب شاکر القادری صاحب السلام علیکم ! امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوش رکھے۔ ایک مضمون اور ایک حمد اور ایک نعت پیش کر رہا ہوں قابل اشاعت ہو تو شائع فرما دیں۔ ۹/نومبر ۲۰۱۳ء کو برادرم شاعر علی شاعر سے ''فروغِ نعت'' کے دو شمارے حاصل ہوئے۔ مطالعے سے مستفید ہونے کے بعد کچھ رائے پیش کرنے کی کوشش کروں گا، دعا فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اچھا رکھے۔ والسلام......منظر عارفی۔ کراچی

فروغ نعت کا دوسرا شمارہ پیش نظر ہے۔ سید شاکر القادری چشتی نظامی کی ادارت میں اٹک سے چھپنے والا 128 صفحات پر مشتمل یہ خوب صورت مجلہ نعت اور متعلقات نعت کے رنگارنگ پھولوں کی دل آویز مہک سے مشام جاں کو معطر کر رہا ہے۔ بحیثیت مجموعی ایک قابل تحسین کاوش ہے۔ اٹک کی نمایاں نمائندگی کے ساتھ ساتھ ملک بھر سے جید شعرا کے کلام شامل اشاعت ہیں۔ فارسی نعتوں اور منقبت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے مجلہ کے حسن میں مزید اضافہ کیا ہے۔ ڈاکٹر عزیز احسن، پروفیسر احسان اکبر، سعود عثمانی، آصف اکبر، مشتاق عاجز اور سجاد حسین ساجد کے کلام انتہائی پر تاثیر ہیں اور خصوصیت سے پسند آئے۔ ڈاکٹر شہزاد احمد کا مضمون ''اذکار و انوار حدائق بخشش'' ایک خوب صورت تحقیقی و معلوماتی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالعزیز خان، پروفیسر توقیر احمد، مائل شبلی اور مہر حسین سید کے مضامین بھی انتہائی وقیع ہیں اور پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ چند مقامات کی نشاندہی ضروری سمجھتا ہوں:

صفحہ نمبر 18: ''وہ نعلین مبارک تاج ٹھہری بادشاہوں کا'' (واجد امیر) ''نعلین'' تثنیہ کا صیغہ ہے جس کا واحد ''نعل'' ہے لہٰذا ''تاج ٹھہریں'' ہونا چاہیے۔ صفحہ نمبر 20: ان کے خوان کرم کے طالب کو عرض پیش و کم نہیں ہوتی (ارسلان احمد ارسل) یہاں کمپوزنگ کی غلطی سے ''بیش و کم'' کو ''پیش و کم'' لکھ دیا گیا ہے۔ صفحہ نمبر 22:

عطا ہو آپ کے در سے جو میرے پیارے نبی تو پھر یہ دولت دنیا فضول ہو جائے (میثم نقوی) اگرچہ یہاں شاعر مثبت بات کرنا چاہ رہا ہے لیکن الفاظ کی بنت اور تفہیم کے اعتبار سے یہاں ابہام پیدا ہو رہا ہے۔ نعت میں مبہم اشعار سے گریز ہی بہتر ہے۔ صفحہ نمبر 23: حافظ نور احمد قادری (اسلام آباد) کا نام حافظ نور محمد قادری لکھ دیا گیا ہے۔ صفحہ نمبر 24: ''ہر چند جنید عاصی و خاطی ہے بجا ہے'' (جنید نسیم سیٹھی) یہاں لفظ ''عاصی'' میں ''ع'' کا اعلان نہیں ہو رہا ہے لہٰذا

مصرعہ بے وزن ہوگیا۔صفحہ نمبر36:"ایک نعلین پا معتبر ہوگیا"(شازیہ اکبر)"نعلین" تثنیہ کا صیغہ ہے، یہاں واحد باندھا گیاہے جوکہ غلط ہے۔صفحہ43:"علی معیار ہے ایماں کا،علی تفسیر قرآنی"(محمدزکریا آزاد) غالباً کمپوزنگ کی غلطی سے مصرعہ بے وزن ہوگیا جسے یوں ہونا چاہیے تھا:"علی معیارِ ایماں ہے،علی تفسیرِ قرآنی"۔محمدعارف قادری،واہ کینٹ

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

محترمی شاہ صاحب! سلام علیکم!سہ ماہی فروغ نعت کا دوسرا شمارا موصول ہوا۔خدا آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے اور آپ کی اس بابرکت کاوش کو صاحب نعت صلی اللہ علی وسلم کی بارگاہ سے سند قبولیت حاصل ہو۔فروغ نعت کے زیرِ نظر شمارے کی صورت میں آپ نے ایک ایسی پھلواڑی سجائی ہے جس کے ہر پھول کا رنگ منفرد اور خوشبو جداگانہ ہے۔تمام نعتیہ کلام اور حمد و منقبت اپنی اپنی جگہ دل نشین اور محبت و عقیدت کی آئینہ دار ہیں۔مجھے ذاتی طور پر ڈاکٹر ناشاد،سعود عثمانی اور محمد عارف قادری کی نعتوں نے بہت متاثر کیا۔گوشہ اٹک کے تمام رنگ بھی نظر نواز ہیں بالخصوص مشتاق عاجز،سجاد بلوچ،نصرت بخاری اور طاہر اسیر کے اشعار متاثر کن اور خوبصورت ہیں،شہرِ مدینہ کے بارے میں آپ کے تاثراتی اور مشاہداتی اشعار نے بھی خوب سماں باندھ رکھا ہے۔مضامین کا حصہ بھی بہت بھرپور ہے،اسے جاری رہنا چاہیئے۔اردو نعت کے بڑے بڑے ناموں کے فن اور اسلوب پر مضامین کا سلسلہ شروع ہونا چاہیئے۔۔انتقاد و تاثرات کا سلسلہ بہت ضروری بھی ہے اور مفید بھی لیکن اس ضمن میں ایک گزارش ہے کہ صاحبانِ نقد و نظر کو مختلف تخلیقات پر رائے زنی کا حق حاصل ہے اور مختلف فنی اور ٹیکنیکی خامیوں اور اسقام کی نشاندہی بھی ضرور ہونا چاہیئے لیکن کسی کی توہین اور تضحیک کی قیمت پر نہیں۔غلطی کسی سے بھی ہوسکتی ہے اس کی نشاندہی اور اصلاح کے لیے احسن اور اجمالی انداز کو اپنانا چاہیئے۔آخر میں دعا گو ہوں کہ خدا آپ کو یہ عظیم کام جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے میرا تعاون ہمیشہ آپ کو حاصل رہے گا۔حسب ارشاد سلام کے چند بند اور دو نعتیں ارسال ہیں ایک اس شمارے کے لیے اور ایک مناسب سمجھیں تو اگلے شمارے میں لگا دیں۔خدا ہمیشہ آپ کو آسانیاں نصیب فرمائے۔۔والسلام۔سجاد حسین ساجد،جھمٹ تحصیل جنڈ

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

محترم عزت مآب شاکرالقادری صاحب دامت برکاتہم! السلام علیکم!امید ہے کہ آپ بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہوں گے۔ آپ کے توسل اور توسط سے برادرِ عزیز جناب جنید نسیم سیٹھی نے فروغ نعت کا شمارہ دیا۔سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بےکس پناہ میں شرفِ نیاز پیش کرنے والوں کے لیے مژدۂ جانفزا ہے۔یقین کیجیے کہ ایک سیدزادے کی طرف سے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یہ نیازمندانہ کاوش گویا"سونے پہ سہاگہ" کے مصداق ہے اور گھر والا ہی گھر کے آداب بہتر جانتا ہے۔بندہ کو آپ سے التفات پا کر نہایت خوشی ہوئی۔اللہ کریم آپ کو مزید ذوق وشوق کی دولت سے نوازے۔(آمین) محترم کوثر حجازی ہمارے علاقہ کے بزرگ نعت گو شاعر ہیں ان کا مجموعہ نعت"التماعِ فکر" ارسال خدمت ہے۔والسلام۔۔محمد ذوالقرنین سکندر مہروی نصیروی،چیف ایڈیٹر:بھکر ٹائمز

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! سرزمین اٹک میں قبلہ نذر صابری صاحب نے"فروغ نعت" میں بنیادی کردار ادا فرمایا ہے۔آپ نے محفل شعر و ادب قائم کرکے شعراء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع فرمایا۔علم و ادب کی خوب آبیاری

ہوئی۔آپ کی کاوشوں سے کئی خوش نصیب نعت نگاری کی طرف مائل ہوئے۔پھر محفل شعروادب کے تحت طرحی نعتیہ مشاعرے ہوئے جو آپ نے "ارمغان اٹک" میں محفوظ فرمادیئے۔ سید آفتاب احمد نقوی شہید علیہ الرحمۃ مدیراعلیٰ اوج "نعت نمبر" (میگزین گورنمنٹ ڈگری کالج شاہدرہ) کی ایماء پر راقم نے عرصہ ہوا ایک مقالہ "اٹک کے نعت گو" مرتب کیا تھا جسے راجا رشید محمود صاحب نے ماہ نامہ نعت لاہور کے شمارہ دسمبر 1996ء کی خصوصی اشاعت میں سامنے لایا بعدازاں اٹک کے شعرا میں اضافہ ہوتا گیا۔نعتیہ دیوان لاہور سے شائع ہوتے رہے۔اب آپ کی جانب سے باقاعدہ "سہ ماہی فروغ نعت اٹک" کا اجراء ہوا جو خوش آئند ہے۔اس کا دوسرا شمارہ آپ کی جانب سے نظر ہو کر شاد کام ہوا۔ماشاءاللہ رسالہ کی اٹھان خوب ہے اور امید ہے یہ خوب سے خوب تر کی جانب رواں دواں رہے گا۔اس کی اشاعت پر فقیر آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے۔اللہ کرے زور اشاعت اور زیادہ ۔والسلام مع الاکرام۔۔صابر حسین، برھان،اٹک

محترمی ومکرمی جناب سید شاکرالقادری صاحب چشتی نظامی السلام علیکم! بعد سلام مسنون اور خیریت کے محترم شاعر علی شاعر صاحب کے ہاتھوں آنجناب کا ہدیہ فروغ نعت کی شکل میں 30 اکتوبر کو موصول ہو چکا ہے مگر جواب میں تاخیر ہوگئی۔جس پر معذرت خواہ ہوں۔اس ہدیہ پر ممنون ومشکور ہوں۔میں نعت گو مسرور کیفی کا چھوٹا بھائی ہوں۔اگرچہ ادبی دنیا سے تعلق نہیں مگر ان کا یہ نعتیہ مشن ایک عبادت کے طور پر سرانجام دے رہا ہوں۔عن قریب ہی جہان نعت بھی جاری ہوگا۔جس کے لیے از راہِ کرم ایک تاثراتی مضمون فوراً بھجوادیں۔اوران کا کلام جو شائع کیا ہے وہ الگ سے بک پوسٹ کردیا ہے۔ملنے پر ضرور مطلع فرمائیں۔نیز ہمارے مجلہ کے لیے اپنا تازہ ترین کلام بھی عنایت فرمائیں۔معلوم ہوا ہے کہ فروغ نعت کا دوسرا شمارہ بھی آچکا ہے مگر مجھے نہیں ملا براہ کرم اعزازی پرچہ جاری فرما دیں یہ سارا کام حضرت عابد سلطانی صاحب کے ذریعے سرانجام پا رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔فقط محمد رمضان میمن، کراچی

قابل صداحترام جناب شاکرالقادری صاحب! السلام علیکم

۔۔۔آپ کی جانب سے فروغ نعت کے دونوں شمارے ملے۔ماشاءاللہ جتنی تعریف کروں کم ہے اور اس سے بڑھ کر جو عزت افزائی آپ نے مجھے اپنی ٹیم کا حصہ بنا کر عطا کی اس کے لیے بیحد ممنون ومشکور ہوں۔ورنہ کہاں مجھ جیسی بے ہنر اور کہاں آقا کی مدحت۔لیکن ایک کام جو آپ نے کروایا وہ پہلے کبھی نہ کیا وہ یہ کہ زندگی کی پہلی نعت لکھی۔
فروغ نعت کی سبھی نعتیں کیف آگیں اور خوبصورت ہیں لیکن آپ کی نعت سب سے عمدہ لگی۔منظر کشی اتنی عمدہ ہے کہ قاری یوں محسوس کرتا ہے جیسے خود مدینے میں کھڑا ہو اور آنسو بہا رہا ہو۔ایک ایک لفظ روح کو چھو کے گزرتا ہے۔
فروغ نعت کے سلسلہ میں چند تجاویز ذکر ہیں۔شاعرات کا حصہ مسلسل شامل ہو۔کلام کی تعداد میں بھی اضافہ فرمائیں تاکہ خواتین شاعرات کی حوصلہ افزائی ہو۔اس فورم کے تحت نعتیہ مشاعروں کا بھی انعقاد کیا جائے اور فروغ نعت باقاعدہ ایک تحریک کا روپ اختیار کرلے جو میرے رسول کی تجدید محبت کے لیے سرگرم وکوشاں ہو جائے۔
والسلام،مخلص فرح اسد،حیات آباد،پشاور

محترم جناب سید شاکر القادری صاحب
السلام علیکم! گزشتہ مہینے اکتوبر میں ایک بک سٹال پر "فروغ نعت" جریدہ جب دیکھا تو یہ جان کر دل باغ باغ ہوگیا کہ سہ ماہی "فروغ نعت" تسلسل سے آپ کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے۔ یقین جانیے میرے علم کے مطابق پورے ملک میں چند ہی جریدے نعت کے فروغ کے لیے اپنی سی کوشش کر رہے ہیں۔ اس طرح آپ کی شبانہ روز محنت اور کوشش سے اٹک شہر کو نعت کے فروغ میں اہم مقام ملے گا۔ خدا کرے آپ ہمیشہ تندرست و توانا رہیں۔ آمین۔ والسلام۔ خیر اندیش۔۔ حکیم خان حکیم، کامل پور موسیٰ، اٹک

محترمی و مکرمی جناب سید شاکر القادری چشتی نظامی! السلام علیکم! سہ ماہی فروغ نعت نظر نواز ہوا۔ مدحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فروغ کے لیے انتہائی اہم اور قابل ستائش کاوش ہے۔ سہ ماہی فروغ نعت کے لیے چند نعتیں حاضر خدمت ہیں۔ شامل کر کے ممنون فرمائیں۔۔۔۔ والسلام۔ محمد شفیق اعوان، حضرو، اٹک

مکرمی جناب شاکر القادری صاحب! السلام علیکم۔ امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔۔۔ فروغ نعت کے لیے آپ کی مساعی قابل تحسین و تقلید ہیں۔ میرا تعاون آپ کو حاصل رہے گا۔ اگر چہ من آنم کہ من دانم۔ علمی سوغات کی ترسیل کے لیے شکر گزار ہوں۔ انہی کے کام ہیں یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد۔ والسلام۔ طالب دعا، طارق سلطانپوری، حسن ابدال

محترمی و مکرمی جناب سید شاکر القادری چشتی نظامی! السلام علیکم! سہ ماہی فروغ نعت نظر نواز ہوا۔ معیاری نعت کی ترویج و اشاعت کے لیے آپ کی کوششیں قابل ستائش ہیں۔ پرچہ کا صوری اور معنوی حسن دل نشین ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ والسلام۔ عبدالحمید خان عابد، حضرو، اٹک

محترم سید شاکر القادری چشتی نظامی صاحب
السلام علیکم! سہ ماہی فروغ نعت موصول ہوا۔ قابل قدر اور معیاری جریدہ کی اشاعت پر مبارک باد قبول فرمائیں۔ میرے مطبوعہ نعتیہ مجموعے ارسال خدمت ہیں۔ والسلام طاہر سلطانی، کراچی

السلام علیکم! میں رب کریم کی شکر گزار ہوں جس نے مجھے " فروغ نعت" جیسے مقدس مجلہ پر تاثر پیش کرنے کا شرف بخشا۔ چونکہ یہ دور بے راہروی کا دور ہے مسلمان اپنی پاکیزہ اقدار کو بھلا بیٹھے ہیں اور دوسری طرف فحش کلام کی پذیرائی ہو رہی ہے، ایسے میں شہر اٹک سے شائع ہونے والا مجلہ قابل تحسین ہے۔ کسی دور کے مروجہ اعتقادات و تصورات اور علمی ثمرات پر غور و فکر کرنے ہی سے سوچ کی نئی راہیں پیدا ہوتی ہیں "مجلہ فروغ نعت" انہی راہوں میں سے ایک ہے۔ دوسرا شمارہ نظر نواز ہوا پڑھ کر اطمینانِ قلب نصیب ہوا مجلہ کا ہر پہلو لائق ستائش ہے۔ ابتداء میں جس نعتیہ کلام سے مجلہ کو مزین کیا گیا وہ شعراء کی لازوال عقیدت و محبت کی عکاسی کر رہا ہے۔ شاکر القادری صاحب نے مرحوم حفیظ تائب کی پنجابی نعت کی اردو ترجمانی پیش کر کے مدینہ منورہ کی جو منظر کشی کی وہ

دل موہ لینے والی ہے۔علاوہ ازیں جن آیاتِ قرآنیہ سے استدلال کر کے شعراء کی رہنمائی کے لیے بیان کیا گیا وہ یقیناان کے لیے مدحت رسول ﷺ بیان کرنے میں مشعل راہ ثابت ہوں گی۔موجودہ دور میں منعقد ہونے والی نعتیہ محافل میں تقدس اور مؤدت کا رنگ دھندلاہٹ کا شکار ہے ایسے میں نعت خوانوں کی جس طور سے رہنمائی کی گئی ہے وہ قابل تحسین ہے۔اس سلسلے میں محترم شاکر القادری صاحب نے مجلہ کا اجراء کر کے وقت کی ایک اہم ضرورت کو بطریق احسن پورا کیا ہے۔علمی وفکری حلقوں میں یقینا اس سعی کا خیر مقدم کیا جائے گا۔شاکر القادری صاحب کی یہ قیمتی کاوش اس لائق ہے کہ اسے بنظرِ استحسان دیکھا جائے اور یہ مجلہ اپنی افادیت کے لحاظ سے خوب تر ہو جائے۔آپ کی خدمت میں عرض گزار ہوں کہ مجلہ میں جس طرح آیات قرآنیہ کو لباسِ اعراب سے آراستہ کیا گیا ہے اسی طرح احادیث مبارکہ کو بھی اعراب سے آراستہ کرنے کا اہتمام کیا جائے۔یہ کوشش عبارت کی دلکشی کے ساتھ ساتھ عام قارئین کے لیے قابل فہم ثابت ہوگی۔دُعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل مجلہ فروغ نعت کو فتنہ پردازی سے محفوظ فرمائے اور آپ کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائے۔(آمین) مریم یونس،لاہور

فروغ نعت کے مطالعہ کے بعد میں اپنے جذبات کو الفاظ میں ڈھالنے سے قاصر ہوں۔اسکی اہمیت وافادیت کے حوالے سے چند کلمات عرض کر رہا ہوں۔جناب سید شاکر القادری صاحب اوران کے معاونین نے اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا ہے جسکی ایک مدت سے اہلِ علم خصوصا نعت گو شعرا کو جستجو تھی۔قدرت نے یہ عظیم کام ان کو سونپا۔فروغِ نعت کا اجرا رسولِ پاک ﷺ سے محبت کا عملی ثبوت ہے۔یہ توشۂ آخرت تو ہے ہی اسکے ساتھ ساتھ انھوں نے اہلِ علم اور ادب کے طلبا پر بڑا احسان کیا ہے۔نعت کے حوالے سے لکھنا اکثر مذہبی رجحان سمجھا جاتا رہا ہے۔جو سراسر ناانصافی ہے۔فروغِ نعت نے اِس تصور کو باطل کیا ہے۔نئے خصوصا نوجوان لکھاریوں کو حوصلہ ملا ہے۔انکی کامیابی اور پختگی میں یہ سنگِ میل ثابت ہوگا۔فروغِ نعت مضامین نعت میں جدت کا ایک اہم باب ہوگا۔عزیزم برادر جنید نسیم سیٹھی کا شکریہ کہ انہوں نے اِس ناچیز کو اِس قابل جانا،شمارے ارسال کئے اور اسکے لئے لکھنے کی بھی تاکید بھی کی۔اللہ رب العزت انکی اس کاوش کو قبول فرمائے۔آمین۔والسلام

محمد الطاف احمد آرزوؔ۔آستانہ عالیہ اورادیہ نظیریہ موہڑہ شریف

برادر معظم شاکر القادری،سلام مسنون! فروغ نعت کے شمارے برادر عزیز عرش ہاشمی کی وساطت سے موصول ہوئے۔میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمایئے آپ جس لگن سے یہ کار خیر انجام دے رہے ہیں۔یہ آپ کو دونوں جہانوں میں کامگار کرے گا۔والسلام

پروفیسر الحاج خواجہ شاہ محمد سبطین شاہجہانی،لاہور

XXX